کلیدِ جنت

مولانا عبد الحق ہاشمی

ادارہ معارف اسلامی

ادارہ معارف اسلامی

یہ ادارہ، اسلامی علوم و معارف کی تحقیق و تصنیف اور اشاعت و ترویج کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ اس کی بنیاد دورِ حاضر کے عظیم مفکر اور قائد تحریک اسلامی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے جولائی ۱۹۶۳ء میں رکھی تھی اور اس کا پہلا مرکز کراچی میں قائم کیا گیا تھا۔ بعدازاں فروری ۱۹۷۹ء میں مولانا مرحوم نے لاہور کو اس کا دوسرا مستقر بنایا۔ اب کراچی اور لاہور میں ادارہ معارف اسلامی کے دونوں مراکز داخلی طور پر خودمختارانہ اور مقصدی اور آئینی طور پر ہم آہنگی سے حسب ذیل مقاصد کے لیے کوشاں ہیں:

- تحقیق اور علمی جستجو کے بعد اسلامی تعلیمات کو جدید ترین اسلوب اظہار کے ذریعے پیش کرنا اور تمدن، تاریخ، قانون، معیشت اور دوسرے دائروں میں جو مسائل درپیش ہیں ان کا حل اسلام کی روشنی میں تلاش کرنا۔
- علمائے اسلام کے تحقیقی کارناموں کا ترجمہ، ترتیب نو، تشریح و توضیح اور اشاعت، اسی طرح قدیم علمی خزانوں تک آج کے طالب علموں کی رسائی ممکن بنانا۔
- عالم اسلام کے موجودہ مسائل اور مستقبل کے امکانات کے بارے میں صحیح اور حقیقت پسندانہ فہم پیدا کرنے کے لیے مسلم ممالک کے بارے میں بالعموم اور پاکستان کے بارے میں بالخصوص تحقیقی کام کرنا۔
- اسلامی موضوعات پر دورِ حاضر کے مسلم علما کے نمایاں کارناموں کی دنیا کی اہم زبانوں بالخصوص اردو، عربی، انگریزی، فرانسیسی، جرمن اور سواحلی میں تراجم اور اشاعت کا انتظام کرنا۔
- عام پڑھے لکھے لوگوں میں اسلامی تہذیب و تمدن، تاریخ اور مسلم دنیا کے موجودہ مسائل کا صحیح فہم پیدا کرنے کے لیے مناسب طرز کی عام فہم کتابوں کی تیاری اور اشاعت کا انتظام کرنا۔
- تعلیم کو مثبت اسلامی آہنگ دینے اور اسلامی بنیادوں پر تشکیل شدہ ایک نئے نظام تعلیم کی راہ ہموار کرنے کے لیے مختلف مراحل کی نصابی اور امدادی کتب کی تیاری اور اشاعت کا انتظام کرنا۔

Marfat.com

کلیدِ جنت

قرآن وسنت کی روشنی میں حیاتِ جنت کے رموز، دل چسپ حقائق،
اصولی مباحث، اشکالات کی وضاحت، مبشرین کا تذکرہ اور سیکڑوں
جنتی اعمال کا مستند مجموعہ

تصنیف
مولانا عبدالحق ہاشمی
فاضل علوم شریعت، مدینہ یونی ورسٹی، سعودی عرب
مشیر (اعزازی) وفاقی شرعی عدالت، پاکستان

ادارہ معارف اسلامی منصورہ، لاہور

Marfat.com

(جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں)

نام کتاب : کلید جنت
تصنیف : مولانا عبدالحق ہاشمی
مطبع : عدن پرنٹرز، وکٹوریہ پارک، دی مال، لاہور
اشاعت اول : نومبر 2012ء (1100)
اشاعت دوم : مارچ 2015ء (1100)
صفحات : 304
قیمت : -/350 روپے

باہتمام **ادارہ معارف اسلامی منصورہ**، ملتان روڈ، لاہور۔
پوسٹ کوڈ نمبر: 54790، فون: 35432476, 042-35414677
ویب سائٹ: www.imislami.org، ای میل: imislami1979@gmail.com

تقسیم کنندہ: **مکتبہ معارف اسلامی**، فون 35432419, 042-35419520-4

Marfat.com

فہرست

پیش لفظ　حافظ محمد ادریس　۱۳
تقدیم　مولانا عبدالمالک　۱۷
حرف اول　عبدالحق ہاشمی　۲۱

باب اول: کچھ ''جنت'' کے بارے میں

کچھ ''جنت'' کے بارے میں　۲۶
فصل اول: حیات جنت کے طبعی اصول　۲۹
لفظ ''جنت'' کا لغوی مفہوم　۳۱
لفظ ''جنت'' قرآن میں　۳۲
قرآن پاک میں جنت کے دوسرے نام　۳۲
کیا جنت اس وقت موجود ہے؟　۳۴
فنا اور جنت　۳۶
حضرت آدم علیہ السلام کس جنت میں ٹھہرے تھے　۳۸
جنت اور شیطان　۳۸
اہل جنت کے لیے اللہ جل شانہ کا دیدار　۴۱
فرشتے کہاں ہوں گے؟　۴۲
اہلِ جنت کا اللہ سے شرف ہمکلامی　۴۳
کیا جنت صرف اعمال کا بدلہ ہوگی　۴۴
کیا مومن ''جن'' جنت میں جائیں گے؟　۴۶
اہلِ جنت اور موت کی موت　۴۷
کیا جنت اس زمین پر ہوگی　۴۸
جنت اور مومنوں کی کم سن اولاد　۴۹
کفار کی نابالغ (فوت شدہ) اولاد اور جنت　۵۰
فصل دوم: اہلِ جنت کی کیفیات (۱)　۵۲
سب مومنوں کی جنت کیا ایک جیسی ہوگی　۵۲
جنت میں فقرا کی اکثریت　۵۳
جنت سے مستقل محروم لوگ　۵۴
اہلِ جنت اور جہنمیوں کا مکالمہ　۵۵
اہلِ جنت جہنم کا نظارہ کریں گے　۵۶
اہلِ جنت کی سدا جوانی　۵۸
جنت میں خواہشات کی آزادی کا مفہوم　۵۸
جنت میں توالد و تناسل　۶۲
حورانِ جنت اور ازواج کی تعداد　۶۳
جنت میں مرد زیادہ ہوں گے یا عورتیں؟　۶۴
حوریں افضل ہوں گی یا جنتی عورتیں　۶۵
جنت اور شادی　۶۶
جنت کی نعمتوں میں مومن عورتوں کا حصہ　۶۷
اہلِ جنت کی پہلی خوراک اور ضیافت　۷۰
جنت میں اہل و عیال کی رفاقت　۷۱
جنت کا سب سے اونچا درجہ؟　۷۲
جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والا　۷۲
اہلِ جنت میں امت محمدؐ کی تعداد　۷۳
فصل سوم: اہلِ جنت کی کیفیات (۲)　۷۴
جنت کا ''جمعہ بازار'' اور اضافۂ حسن و جمال　۷۴
کیا جنت میں آگ ہوگی　۷۴
جنت میں چرند پرند　۷۶

Marfat.com

باغ بہشت میں کھیتی باڑی	۷۷	۱۱-حضرت یاسر رضی اللہ عنہ	۱۰۱
کیا جنتیوں کو نیند آئے گی؟	۷۹	۱۲-حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ	۱۰۱
جنت میں لیل ونہار اور شمس وقمر	۸۰	۱۳-حضرت ذوالخویصرۃ الیمانی رضی اللہ عنہ	۱۰۲
جنت کی چند چیزیں دنیا میں	۸۱	۱۴، ۱۵-حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہما	۱۰۲
۱-حجرِ اسود	۸۱	۱۶-حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ	۱۰۲
۲-مقامِ ابراہیم	۸۱	۱۷-حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ	۱۰۳
۳-تابوت سکینہ	۸۲	۱۸-حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۱۰۳
۴-دریائے نیل، فرات، سیحون، اور جیحون	۸۲	۱۹-حضرت مقداد رضی اللہ عنہ	۱۰۳
۵-عجوہ کھجور	۸۳	۲۰-حضرت عمیر بن الحمام رضی اللہ عنہ	۱۰۳
۶-ریاض الجنۃ	۸۳	۲۱-جنگِ اُحد کا سپاہی رضی اللہ عنہ	۱۰۴
۷-منبرِ رسول ﷺ	۸۴	۲۲-حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ	۱۰۴
قاتل ومقتول جنت میں	۸۵	۲۳-حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ	۱۰۴
جنت سے لوٹنے کی خواہش	۸۵	۲۴-حضرت ابن منتفق رضی اللہ عنہ	۱۰۵
اہلِ جنت کا پیغام اہلِ دنیا کے نام	۸۶	۲۵-حضرت اسلم حبشی رضی اللہ عنہ	۱۰۵
جنت میں داخل ہونے والا آخری شخص	۸۶	۲۶-حضرت ابودحداح رضی اللہ عنہ	۱۰۵
جنت کے لیے نئی مخلوق	۸۸	۲۷-حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ	۱۰۶
جنتیوں کو پہچاننے کا نسخہ	۸۸	۲۸-حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ	۱۰۶
غیر نبی کی سفارش سے جنت میں داخلہ	۸۹	۲۹-حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	۱۰۶
جنت سے افضل چیز؟	۹۰	۳۰-حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ	۱۰۶
جنت میں پابجولاں	۹۰	۳۱-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	۱۰۷
’’دخول جنت‘‘ کی مترادف اصطلاحات	۹۱	۳۲-حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ	۱۰۷
باب دوم: اَلْمُبَشَّرُوْنَ		۳۳-حضرت عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ	۱۰۷
		۳۴-حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ	۱۰۸
خوش خبری، مفہوم اور استحقاق	۹۸	۳۵-حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ	۱۰۸
حضرت انس رضی اللہ عنہ کا استدلال اور اصولِ بشارت	۹۹	۳۶-حضرت انس بن مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ	۱۰۸
کیا بشارتِ جنت صرف ’’عشرہ مبشرہ‘‘ تک محدود ہے	۱۰۰	۳۷-حضرت ضمرۃ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ	۱۰۹
فصل اول: انفرادی بشارتیں (۱)	۱۰۱	۳۸-حضرت دِحیہ کلبی رضی اللہ عنہ	۱۰۹
عشرہ مبشرہ اور ان کے نام	۱۰۱	۳۹-حضرت زید بن صوحان رضی اللہ عنہ	۱۰۹

Marfat.com

۴۰-حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ۱۱۰
۴۱-حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ۱۱۰
۴۲-حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ ۱۱۰
۴۳-حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ ۱۱۱
۴۴-حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ ۱۱۱
۴۵-حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ۱۱۱
۴۶-حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ۱۱۲
۴۷-ایک نوجوان صحابی ۱۱۲
۴۸-ایک حبشی صحابی ۱۱۳
۴۹-ایک عاشقِ رسولؐ ۱۱۳
۵۰-ایک تپ زدہ صحابی ۱۱۴
۵۱-حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ ۱۱۴
۵۲-ایک بدوی صحابی ۱۱۴
۵۳-سورۂ اخلاص سے محبت کرنے والا صحابی ۱۱۵
۵۴-اونٹنی عطیہ کرنے والا صحابی ۱۱۵
۵۵-جس کی مغفرت کر دی گئی ۱۱۵
۵۶-صحابی، جس کا بچہ فوت ہو گیا ۱۱۶
۵۷-مدافعت کرنے والے جانثار ۱۱۶
۵۸-حضرت زید بن عاصم رضی اللہ عنہ ۱۱۶
۵۹-حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ ۱۱۶
۶۰-حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ ۱۱۷

فصل دوم: انفرادی بشارتیں (۲) ۱۱۸

۱-سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ۱۱۸
۲-حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ۱۱۸
۳-حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ۱۱۹
۴-حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ۱۱۹
۵-حضرت عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ ۱۱۹
۶-حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ۱۲۰
۷-حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ ۱۲۰
۸-حضرت عمر بن ثابت رضی اللہ عنہ ۱۲۰
۹-صحابی جو اپنے اونٹ سے گر کر فوت ہوئے ۱۲۱
۱۰-حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ۱۲۱
۱۱-حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ ۱۲۱
۱۲-حضرت زید بن عمر بن نفیل رضی اللہ عنہ ۱۲۲
۱۳-حضرت حنظلہ بن راہب رضی اللہ عنہ ۱۲۲
۱۴-حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ۱۲۲
۱۵-آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدمت گار (یہودی لڑکا) ۱۲۳
۱۶-ایک انصاری نوجوان ۱۲۳
۱۷-حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ ۱۲۴
۱۸-حضرت قس بن ساعدہ رضی اللہ عنہ ۱۲۴

فصل سوم: انفرادی بشارتیں [خواتین] (۳) ۱۲۵

۱-حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا (ام المومنین) ۱۲۵
۲-حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۵
۳-حضرت عائشہؓ بنت ابی بکرؓ (ام المومنین) ۱۲۵
۴-حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا (ام المومنین) ۱۲۶
۵-حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا (ام المومنین) ۱۲۶
۶-حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا ۱۲۷
۷-حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا ۱۲۷
۸-حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکرؓ ۱۲۸
۹-حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا (ام المومنین) ۱۲۸
۱۰-حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا (الرمیصاء) ۱۲۸
۱۱-حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا ۱۲۹
۱۲-حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا ۱۲۹
۱۳-حضرت سعیرہ الاسدیہ رضی اللہ عنہا ۱۳۰

Marfat.com

۱۴-ایک مسکینہ خاتون ۱۳۰
۱۵-حضرت سرۃ حبشیہ رضی اللہ عنہا ۱۳۰
۱۶-حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا (ام عمارؓ) ۱۳۱
۱۷-مرض ''جنون'' میں بتلا ایک خاتون ۱۳۱
۱۸-ایک صحابیہ جس کے تین بچے فوت ہو چکے تھے ۱۳۱
حضرت ام محجن رضی اللہ عنہا ۱۳۳
حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا ۱۳۳

فصل چہارم: اجتماعی بشارتیں ۱۳۴

۱-اصحاب بیعت رضوان رضی اللہ عنہم اجمعین ۱۳۴
۲-اہل بدر رضی اللہ عنہم اجمعین ۱۳۴
۳-اہلِ کدید رضی اللہ عنہم اجمعین ۱۳۵
۴-ایک اور مجلس کے شرکا ۱۳۵
۵-انصار مدینہ ۱۳۵
۶-ایک بہت بڑے جنتی گروہ کا تذکرہ ۱۳۵
۷-امت کے دو گروہوں کو بشارت ۱۳۶
۸-روزہ داروں کے گروہ ۱۳۷
۹-عرفات کا دن اور جہنم سے آزادی پانے والے گروہ ۱۳۷
۱۰-غزوہ حنین کا ثابت قدم گروہ ۱۳۷
۱۱-سمندری جہاد پر جانے والا پہلا لشکر ۱۳۷
۱۲-قسطنطنیہ فتح کرنے والا پہلا لشکر ۱۳۸
۱۳-ستر حفاظ اور مبلغین صحابہؓ ۱۳۸
۱۴-ما أنا علیہ و اصحابی ۱۳۹
۱۵-نہر بیدخ کے غسیل ۱۳۹
۱۶-بیعت عقبہ ثانیہ کے شرکا ۱۳۹
۱۷-اصحاب صفہ کو بشارت ۱۴۰
۱۸-ہر شہید کو ستر عزیزوں کی سفارش کا حق ۱۴۰
۱۹-روز قیامت اللہ کی مقرب جماعت ۱۴۰

چند وضاحتیں ۱۴۱
ایک اشکال کا ازالہ ۱۴۳

فصل پنجم: چند خوش نصیب ۱۴۶

پردیس میں موت ۱۴۶
جنازے پر عام لوگوں کی شہادت ۱۴۶
جس جنازے میں ایک جماعت کے (۱۰۰ افراد) شامل ہوں ۱۴۷
چالیس افراد کا جنازہ پڑھنا ۱۴۸

باب سوم: قرآن وسنت میں اعمالِ جنت کا تذکرہ

فصل اول: قرآن پاک میں اعمالِ جنت ۱۵۰

ایمان اور عملِ صالح ۱۵۰
اللہ اور رسول کی اطاعت ۱۵۰
تقویٰ ۱۵۱
توبہ ۱۵۱
روزِ جزا پر ایمان ۱۵۱
خوفِ خدا ۱۵۱
اللہ پر توکل ۱۵۱
نماز کی پابندی ۱۵۲
روزہ ۱۵۲
جہاد فی سبیل اللہ ۱۵۲
زکوٰۃ کی ادئیگی ۱۵۲
ہجرت فی سبیل اللہ ۱۵۳
صبر ۱۵۳
عبادت گزاری ۱۵۳
سچی گواہی ۱۵۳

Marfat.com

انفاق فی سبیل اللہ	۱۵۳	نمازِ پنجگانہ	۱۶۳
امر بالمعروف ونہی عن المنکر	۱۵۴	نمازِ فجر اور نمازِ عصر کی خاص بات	۱۶۴
کفایت شعاری	۱۵۴	اللہ کے لیے خصوصی نوافل	۱۶۵
ہجرت ونصرت	۱۵۴	جامع مسجد اور نمازِ عشاء	۱۶۶
عذابِ الٰہی کا خوف	۱۵۴	مسجد کی جانب جانا	۱۶۷
پاک دامنی	۱۵۵	نمازِ تہجد	۱۶۷
امانت ودیانت	۱۵۵	نمازِ چاشت اور جنت کا دروازہ	۱۶۹
ایفائے عہد	۱۵۵	چالیس دن باجماعت نماز	۱۷۰
نیک اعمال کی کثرت	۱۵۵	سجدۂ تلاوت	۱۷۱
بھوکوں کو کھانا کھلانا	۱۵۵	تحیۃ الوضو	۱۷۲
اپنی نذر پوری کرنا	۱۵۶	وضو کے بعد ''کلمۂ شہادت''	۱۷۲
سچائی وصداقت	۱۵۶	اذان	۱۷۳
نیکی واچھائی	۱۵۶	اللہ کو خوش کرنے والی بات	۱۷۴
راضی برضائے خدا	۱۵۶	کوہسار وبیاباں میں اللہ کی عبادت	۱۷۵
ذکرِ الٰہی اور دعا	۱۵۶	روزہ رکھنا	۱۷۶
آیاتِ الٰہی پر غور وفکر	۱۵۷	ایک دن کا روزہ اور جنت	۱۷۷
برائی کا بدلہ نیکی سے دینا	۱۵۷	حج مبرور	۱۷۸
استغفار صبح گاہی	۱۵۷	عید الاضحیٰ اور قربانی	۱۷۸
غصہ پی جانا اور معاف کرنا	۱۵۷	اللہ کی خاطر محبت	۱۷۹
عجز وانکساری	۱۵۸	دنیا سے بے نیازی احتیاط وپرہیزگاری	
اللہ کی حمد وثنا	۱۵۸	خشیت الٰہی سے رونا	۱۸۰
حدود اللہ کی حفاظت	۱۵۸	**فصل سوم: قرآن اور صاحبِ قرآن سے تعلق**	۱۸۳
فصل دوم: تعلق باللہ	۱۵۹	حافظ قرآن	۱۸۳
عقیدۂ توحید	۱۵۹	قرآن پڑھنے کا ماہر	۱۸۴
شرک سے اجتناب	۱۶۰	عالم وعامل بالقرآن اور اس کے والدین	۱۸۴
اللہ کے لیے خواہش نفس ترک کرنا	۱۶۰	قرآن کی شفاعت	۱۸۵
اللہ کے پاکیزہ نام (اسماء الحسنیٰ)	۱۶۱	قرآن اور خلوصِ نیت	۱۸۵

Marfat.com

آیت الکرسی کی فضیلت	۱۸۶
سورۂ الکہف اور قیامت کا نور	۱۸۷
سورۂ الملک کی سفارش	۱۸۷
سورۂ الاخلاص کی محبت	۱۸۸
حب نبوی ﷺ اور احیائے سنت	۱۸۸
جنت میں حضور ﷺ کی رفاقت	۱۸۹
سنتِ نبویؐ کی پیروی	۱۹۰
اطاعتِ رسول ﷺ	۱۹۰
حضور ﷺ کے وسیلہ کی دعا اور حصول شفاعت	۱۹۱
مسجد نبویؐ میں نمازیں	۱۹۲
رسولِ خدا سے وعدہ اور جنت کی ضمانت	۱۹۳
مدینہ منورہ کی سختیاں اور ان پر صبر	۱۹۴
مدینہ منورہ میں موت	۱۹۵
شیطان کی مخالفت اور اللہ سے تعلق	۱۹۵
اللہ کی خاطر انکساری	۱۹۶
خوف خدا	۱۹۷
خوفِ خدا سے رونے والی آنکھ	۱۹۹
اللہ کے گھر ''مسجد'' کی تعمیر	۱۹۸
خانۂ خدا ''مسجد'' کی صفائی	۱۹۹
مسجد سے تعلق	۱۹۹
حلقات ذکر	۲۰۱
صبح وشام ذکر الٰہی	۲۰۴
جہنم سے آزادی کی دعا	۲۰۵
جنت میں شجرکاری	۲۰۶
اللہ کی تسبیح وتقدیس	۲۰۶
روزانہ کا حق بدن اور جنت	۲۰۷
اعتکاف اور آگ سے نجات	۲۰۸
فصل چہارم: بلند روحانی صفات	۲۱۰
استغفار	۲۱۰
آگ سے بچاؤ کا نسخہ	۲۱۰
جنت کا خزانہ	۲۱۱
بازار میں اللہ کا ذکر	۲۱۱
شہادت فی سبیل اللہ	۲۱۲
سچی تمنائے موت	۲۱۳
غزوہ وجہاد فی سبیل اللہ	۲۱۵
اللہ کی راہ میں خوف کا پیش آنا	۲۱۶
نشانہ بازی	۲۱۷
تیر سازی، تیر اندازی اور فراہمی	۲۱۷
راہ خدا میں پہرہ دینے والی آنکھ	۲۱۸
اللہ کی راہ میں بڑھاپے کے آثار	۲۱۸
سرحدات کی نگرانی کرنے والے	۲۱۸
اللہ پر توکل اور یقین	۲۱۹
تقویٰ اور ادائیگی فرائض	۲۲۰
فصل پنجم: اخلاقیات	۲۲۲
مرض مرگی	۲۲۲
محبوب چیز کی جدائی	۲۲۲
بینائی سے محرومی	۲۲۳
مرض جنون پر صبر	۲۲۳
بخار پر صبر	۲۲۴
کظم الغیظ ''غصہ پی جانا''	۲۲۵
سچائی اور نیکی	۲۲۶
توبہ	۲۲۶
پہلی شرط: اخلاصِ نیت	۲۲۸
دوسری شرط: گناہ پر شرمساری	۲۲۸

Marfat.com

تیسری شرط: گناہوں سے لاتعلقی	۲۲۸
چوتھی شرط: گناہ دوبارہ نہ کرنے کا عہد	۲۲۸
پانچویں شرط: توبہ کے وقت درست ہونا	۲۲۹
تکبر، خیانت اور قرض سے برأت	۲۳۰
تقویٰ اور حسنِ خلق	۲۳۰
حسنِ کلام	۲۳۱
دل نوازی و شگفتہ مزاجی	۲۳۲
ضعیف و منکسر مزاج	۲۳۴
اچھی باتیں اور جنت	۲۳۴
فضول گوئی اور بے حیائی سے اجتناب	۲۳۵
صاف دلی اور جنت	۲۳۷
ترکِ غضب	۲۳۹
حیا	۲۴۰
قناعت و کفایت	۲۴۱
تنگ دستی پر صبر و برداشت	۲۴۲
غیبت سے اجتناب اور جنت	۲۴۳
نامعلوم قرض ادا کرنا	۲۴۵
اپنے قاتل کو معاف کرنا	۲۴۶
فرض نمازوں کے بعد سورۃ الاخلاص کی تلاوت	۲۴۶
سخاوت و فیاضی	۲۴۶
کسبِ حلال	۲۴۷
سچا تاجر	۲۴۸
صف کے خلل کو بھرنا	۲۴۹
کسی سے سوال نہ کرنا	۲۵۰
جماعت کے ساتھ رہنا	۲۵۱
اللہ کے لیے مسلمان بھائی کی زیارت	۲۵۳
صدمے پر فوری صبر اور جنت	۲۵۳
جس کے تین یا دو بچے فوت ہو جائیں	۲۵۴
نعمت اولاد چھن جانے پر اللہ کی تعریف	۲۵۵
قانون شریعت کو تسلیم کرنا	۲۵۵
نیک اور اطاعت گزار بیوی	۲۵۶
شوہر کی ایذا پر بیوی کا صبر اور جنت	۲۵۷
قبل از وقت زچگی	۲۵۷
عورت جس کا شوہر اس سے راضی رہا	۲۵۸
بیوہ کا تربیت اولاد کی خاطر عقد ثانی سے اجتناب	۲۵۹
فصل ششم: بندگانِ خدا سے تعلق	۲۶۱
بے لوث اور نیک دل کارکن	۲۶۱
کسی کو نفع مند تحفہ دینا	۲۶۳
کسی کو مسرت و خوشی بخشنا	۲۶۴
انفاق فی سبیل اللہ	۲۶۵
مومن بھائی کا دفاع کرنا	۲۶۶
ہمسایوں سے حسنِ سلوک	۲۶۷
لوگوں سے درگزر	۲۶۸
خرید و فروخت اور لین دین میں نرمی	۲۷۰
آپس میں صلح اور معافی	۲۷۰
محروم کرنے والے کو عطا کرنا، قاطع تعلق سے دوستی کرنا، ظالم کو معاف کر دینا	۲۷۲
لوگوں کی حاجت برداری	۲۷۴
سرکاری عہدیدار سے کسی کا کام کروانا	۲۷۵
منصف قاضی	۲۷۶
ایک لقمہ، تین جنتی	۲۷۷
لوگوں کو ایذا سے محفوظ کرنا	۲۷۸
کفالت یتیم	۲۷۹
دو بیٹیوں کی پرورش	۲۸۰
مونث اولاد کی تکریم	۲۸۱

Marfat.com

والدین کی خدمت	۲۸۲	مسلمان بھائی سے تعزیت	۲۹۲
جھگڑے سے اجتناب، جھوٹ کا ترک اور حسن خلق	۲۸۳	ستر پوشی	۲۹۳
تین جنتی لوگ	۲۸۴	پسماندہ ماں سے تعزیت	۲۹۴
مریض کی عیادت	۲۸۵	آبنوشی کا انتظام	۲۹۵
عدل وانصاف	۲۸۶	تنگ دست کو ادائیگی معاف کرنا	۲۹۶
ایمان اور لوگوں کے ساتھ پسندیدہ رویہ	۲۸۷	تنگ دست کو مہلت دینا	۲۹۷
حریت کا ثواب اور جدید غلامی	۲۸۸	قرض کی فراہمی اور معافی	۲۹۷
کفن کا انتظام کرنا	۲۸۸	کمزور کے ساتھ نرمی، والدین کے ساتھ	
میت کے لیے قبر کھودنا	۲۸۹	شفقت، مملوک کے ساتھ احسان	۲۹۸
بیوہ کی کفالت	۲۹۰	مسلسل طلبِ علم	۲۹۹
بھوکے کو کھانا کھلانا، محتاجِ لباس کو کپڑے		علوم دینیہ کی تدریس	۳۰۰
پہنانا، پیاسے کو پانی پلانا	۲۹۱	حیوان پر شفقت	۳۰۱
فرض شناس غلام/ ملازم	۲۹۱	حیوان پر رحم اور گناہوں کی مغفرت	۳۰۲

Marfat.com

پیش لفظ

کون صاحبِ ایمان ہوگا کہ جسے کلیدِ جنت درکار نہ ہو؟ کلید جنت یعنی جنت کی چابی، ان خوش نصیب ومخلص مومنین کا مقدر ہے جوخود کوقرآن وسنت کے سانچوں میں ڈھال لیتے ہیں۔ ایمان کی حلاوت اسی دل میں موجزن ہوتی ہے جو اللہ کو محض زبانی نہیں، قلبی و عملی لحاظ سے اپنا رب، مالک، خالق، رازق اور حکمرانِ حقیقی تسلیم کرلے۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاچوں چرا اپنا ہادی، رہبر، اسوہ اور شارع مان لے اور ہر معاملے میں آپؐ کے حکم پر سر تسلیم خم کرنے کے ساتھ اس کا دل بھی اطمینان محسوس کرنے لگے۔ وہ دین اسلام کو محض پوجا پاٹ یا زبانی کلامی عقیدے کی حد تک ہی نہ مانے، بلکہ اسی کو اپنا نظام حیات، معیارِ خیر وشر اور جملہ امور و معاملات میں دستورِ حیات تسلیم کرکے باقی ہر نظام سے اظہارِ برأت کردے۔ جنت کی کلید انھی خوش بخت مسافرانِ راہ بقا کے ہاتھ آتی ہے جو اس انداز میں حلاوتِ ایمانی سے مالا مال ہوجائیں۔ صحابہ کرام کی پوری قدسی جماعت اس کا بہترین اور مکمل مصداق تھی۔

اللہ تعالیٰ نے تخلیق کائنات کے ساتھ ہی جنت اور دوزخ بھی پیدا فرمادی تھیں۔ ان دونوں کا جامع نقشہ آیات قرآنی (بالخصوص مکی سورتوں) میں آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ جنت کی طرح جہنم بھی ان سورتوں کا مرکزی مضمون ہے۔ ہر دو کو قاریٔ قرآن اپنے دل کی آنکھ سے دیکھ سکتا ہے۔ قرآن میں کس قدر خوب صورت انداز میں اور کتنے عبرت انگیز اسلوب میں جنت و دوزخ کا موازنہ کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ''تو جس نے سرکشی کی تھی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تھی، دوزخ ہی اس کا ٹھکانا ہوگی۔'' (النازعات ۷۹: ۳۷-۳۹)

دوزخ اور دوزخیوں کے اس نقشے کے بعد جنت اور اہل جنت کا تذکرہ ملاحظہ فرمایئے: ''اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کیا تھا اور نفس کو بری خواہشات سے

Marfat.com

باز رکھا تھا، جنت اس کا ٹھکانا ہوگی۔'' (النازعات ۷۹: ۴۰-۴۱)

قرآن نے ابرار اور فجار کی اصطلاحات بھی جنتیوں اور دوزخیوں کے لیے استعمال کی ہیں۔ ان کا حال سورہ مطففین کے الفاظ میں یوں ہوگا کہ ابرار کی ارواح وفات کے ساتھ ہی علیین میں چلی جائیں گی اور ہر طرح کے آرام و راحت میں ہوں گی جبکہ ارواحِ فجار کا ٹھکانہ سجّین ہوگا جو انتہائی اذیت و عذاب کا مقام ہے۔ ''ہرگز نہیں، بے شک نیک آدمیوں کا نامۂ اعمال بلند پایہ لوگوں کے دفتر میں ہے اور تمھیں کیا خبر کہ کیا ہے وہ بلند پایہ لوگوں کا دفتر؟ ایک لکھی ہوئی کتاب، جس کی نگہداشت مقرّب فرشتے کرتے ہیں۔ بے شک نیک لوگ بڑے مزے میں ہوں گے، اونچی مسندوں پر بیٹھے نظارے کر رہے ہوں گے، ان کے چہروں پر تم خوش حالی کی رونق محسوس کرو گے۔ ان کو نفیس ترین سربند شراب پلائی جائے گی جس پر مشک کی مہر لگی ہوگی۔ جو لوگ دوسروں پر بازی لے جانا چاہتے ہوں وہ اس چیز کو حاصل کرنے میں بازی لے جانے کی کوشش کریں۔ اس شراب میں تسنیم کی آمیزش ہوگی، یہ ایک چشمہ ہے جس کے پانی کے ساتھ مقرب لوگ شراب پئیں گے۔'' (المطففین ۸۳: ۱۸ تا ۲۸)

جہاں تک فجار کا تعلق ہے تو ان بدنصیبوں کی کیفیت پر قرآن نے یوں روشنی ڈالی ہے: ''ہرگز نہیں، یقیناً بدکاروں کا نامۂ اعمال قید خانے کے دفتر میں ہے اور تمھیں کیا معلوم کہ کیا ہے وہ قید خانے کا دفتر؟ وہ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی۔ تباہی ہے اس روز جھٹلانے والوں کے لیے جو روزِ جزا کو جھٹلاتے ہیں اور اسے نہیں جھٹلاتا مگر ہر وہ شخص جو حد سے گزر جانے والا بدعمل ہے۔ اسے جب ہماری آیات سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے یہ ''تو اگلے وقتوں کی کہانیاں ہیں۔'' ہرگز نہیں، بلکہ دراصل ان لوگوں کے دلوں پر ان کے برے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے۔ ہرگز نہیں، بالیقین اس روز یہ اپنے رب کی دید سے محروم رکھے جائیں گے، پھر یہ جہنم میں جا پڑیں گے، پھر ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی چیز ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔'' (المطففین ۸۳: ۷ تا ۱۷)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں سے جنت اور دوزخ کو براہ راست دیکھا۔ ان کے مکمل احوال آپ نے سفرِ معراج کے واقعہ میں بھی بیان فرمائے اور اس کے بعد بھی وقتاً فوقتاً ترغیب و ترہیب اور تعلیم و تزکیے کے لیے ان کا پورا نقشہ اپنے جاں نثار صحابہ و صحابیات کے سامنے

Marfat.com

بیان فرمایا۔ آنحضور کو تو عین الیقین حاصل تھا، صحابہ کو بھی آپ نے اسی مقام پر فائز کر دیا تھا کہ گویا وہ جنت و دوزخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ غزوۂ بدر میں سیدنا عُمیر بن حمامؓ نے آنحضور کی زبان سے جنت اور اس کی نعمتوں کا تذکرہ سنا تو جنت دل میں بس گئی۔ پھر ہاتھ میں پکڑی ہوئی کھجوریں پھینک کر کہا کہ اب میں جنت ہی میں جا کر کھجوریں کھاؤں گا۔ وہ شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے اور نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عُمیر کے سامنے جنت کی کھجوروں کے خوشے رکھ دیے گئے ہیں اور وہ ان میں سے چن چن کر کھا رہا ہے۔ یہ جذبۂ صادقہ صحابہ کرام کی پوری جماعت کے قلب و روح میں جلوہ افروز تھا۔ سیدہ سمیہؓ جو تاریخ اسلام کی پہلی شہیدہ ہیں، نیزے کے زخم کھانے کے بعد جب زمین پر گریں تو فرمایا: ''فُزْتُ وَ رَبِّ الکعبة'' یعنی رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگئی ہوں۔ سیدنا انس بن نضرؓ کو میدانِ احد میں انتشار کے بعد صحابہ نے دشمن کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو کہا: ''انس پیچھے آجاؤ'' مگر ان کا جواب تھا: ''واللّٰہِ اِنّی لَاَجِدُ رِیْحَ الجَنّةِ مِنْ وَرَاءِ اُحد'' خدا کی قسم مجھے احد پہاڑ کے پیچھے سے جنت کی خوشبو آرہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے جدامجد سیدنا آدم علیہ السلام اور ہماری ماں سیدہ حوا علیہا السلام کو پیدا فرما کر جنت کا مکین بنا دیا۔ ایک درخت کا پھل ان کے لیے ممنوع ٹھہرا اور یہی ہمارے باپ اور ہماری ماں کا امتحان تھا۔ شیطان لعین نے خود کو ان کا ناصح و ہمدرد ظاہر کر کے انھیں وہ پھل کھانے کی ترغیب دی اور کہا کہ یہ پھل کھا لینے سے وہ ہمیشہ یہیں مقیم ہو جائیں گے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ یہ دونوں بزرگ ہستیاں پھسل گئیں اور وہ پھل کھا کر حکم ربانی کی نافرمانی کا ارتکاب کر بیٹھیں۔ غالباً یہی اللہ کی حکمت و مصلحت تھی۔ بہر حال حکم ہوا کہ اب یہاں سے چلے جاؤ اور زمین پر جا کر زندگی گزارو۔ میرے احکام تمھارے پاس آئیں گے، پھر ان پر تمھارے عمل و ردعمل سے فیصلہ ہوگا کہ تمھاری منزل جنت ہے یا جہنم۔ دونوں نے فوراً اللہ کے سامنے اپنے گناہ پر معافی مانگی۔ اللہ نے معاف تو کر دیا مگر جنت میں دوبارہ داخلے کے لیے زمینی زندگی کے امتحان کو معیار و کسوٹی بنا دیا۔

انسان اپنی جنت اسی حیات ارضی کے دوران کماتا ہے اور دوزخ بھی اسی کے دوران اس کا مقدر بنتی ہے۔ حضرت آدم اور حوا سے جب حکم عدولی کا صدور ہوا تو اللہ کا حکم آیا: ''ہم نے کہا کہ

Marfat.com

’’تم سب یہاں سے اتر جاؤ۔ پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمھارے پاس پہنچے، تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے، ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہوگا، اور جو اس کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے، وہ آگ میں جانے والے ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔‘‘ (البقرہ ۲:۳۸-۳۹)

ہمارے عزیز دوست مولانا عبدالحق ہاشمی حفظہ اللہ نے اللہ کے فضل سے بہت اچھا علمی ذوق پایا ہے۔ قرآن و حدیث سے ان کا گہرا شغف ہے۔ پاکستان کے دینی مدارس کے علاوہ مدینہ منورہ میں اسلامی یونیورسٹی سے بھی علوم شریعت میں سندِ فراغت حاصل کر چکے ہیں۔ ان کی علمی منزلت کی وجہ سے پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت نے انھیں اپنا اعزازی مشیر مقرر کر رکھا ہے۔ موصوف جماعت اسلامی کی اعلیٰ قیادت میں شامل ہیں۔ صوبہ بلوچستان کے امیر رہ چکے ہیں۔ لکھنے پڑھنے سے انھیں عشق ہے۔ بولتے بھی خوب ہیں مگر لکھتے تو خوب تر ہیں۔ مولانا ہاشمی صاحب کی تازہ ترین تصنیف ’’کلید جنت‘‘ کے نام سے منظر عام پر آ رہی ہے۔ اس قیمتی گل دستے میں انھوں نے قرآن و حدیث کے حوالوں سے اپنی بات کو محکم دلائل سے مزین کیا ہے اور سیرتِ نبوی و حیاتِ صحابہ سے ایسے مستند اور ایمان افروز واقعات جمع کر دیے ہیں، جن کو پڑھ کر ہر صاحبِ ایمان کا دل جنت کی محبت سے لبریز ہو جاتا ہے۔ یہ کتاب بلاشبہ ہر مسلمان کے لیے ایک نصابِ تربیت ہے۔ اس سے نفوس کا تزکیہ اور جنت کا حصول آسان ہو جائے گا۔

ادارہ معارف اسلامی اس عظیم الشان کاوش کو اپنے قارئین کے سامنے پیش کرنے کا اعزاز حاصل کر رہا ہے۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ نوجوان و عالی ہمت مولانا ہاشمی صاحب اپنا قلم رواں دواں رکھیں گے اور اپنے قلمی جہاد کے ذریعے امت مسلمہ کو بھولا ہوا سبق یاد دلانے کا فریضہ بطریق احسن انجام دیں گے۔ یہ ان کا دینی فرض بھی ہے اور ان کے لیے ان شاء اللہ توشۂ آخرت بھی ہوگا۔

حافظ محمد ادریس

ڈائریکٹر ادارہ معارف اسلامی

منصورہ، لاہور

۲۶ رجون ۲۰۱۲ء

Marfat.com

تقدیم

اللہ تعالیٰ کائنات کا خالق و مالک اور حاکم ہے۔اس نے اپنے حکم سے پوری کائنات پیدا فرمائی اور اس کے بعد اس کے حکم سے اس کی تمام ضروریات پوری ہو رہی ہیں اور وہ اس کے حکم کے ماتحت زندگی بسر کر رہی ہے۔جن وانس اور فرشتوں کو بھی اسی نے پیدا فرمایا۔یہ تینوں اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں زیادہ اہمیت رکھتے ہیں اور جن وانس کو تو پیدا ہی اس لیے کیا ہے کہ وہ اس کے حکم کے ماتحت زندگی بسر کریں اور اس کے نتیجے میں جزا و سزا سے دوچار ہو جائیں۔

ہمارا جسم و جان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتیں ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں رہنے کے لیے مکان اور زندگی گزارنے کے لیے تمام ضروریات عطا فرمادیں۔زمین میں طرح طرح کے خزانے رکھ دیئے جس سے ہم استفادہ کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنی ان دی ہوئی نعمتوں، زمین کے فرش، آسمان کے عرش، سورج اور چاند اور ستاروں کو اپنی بندگی اور حکموں کی تعمیل کا حکم دیتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے اسی کا دیا ہوا ہے اور وہی اس بات کا حق دار ہے کہ ہم اس کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کریں۔اور اس کے حکم کی تعمیل کریں۔وہی حکمرانی کے لیے سزاوار ہے۔اس کے سوا کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ جن وانس یا کسی بھی مخلوق کو حکم دے اور کسی کے لیے بھی جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کے حکم کو سنے اور مانے۔اس لیے کہ کسی نے ہمیں کچھ دیا نہیں اور کچھ دے بھی نہیں سکتا لیکن اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دیا ہے اور آیندہ کے لیے اپنی بندگی پر بہت کچھ دے گا۔اتنا دے گا جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ (السجدۃ ۳۲:۱۷) کوئی نفس نہیں جانتا ان نعمتوں کو جو ہم نے اسے خوش کرنے کے لیے مخفی رکھی ہیں۔نبی ﷺ نے فرمایا: مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر (متفق علیه ،مشکوٰۃ باب صفة اهل الجنة۔ الفصل الاول) یہ وہ نعمتیں ہیں جو کسی آنکھ

Marfat.com

نے دیکھی نہیں اور کسی کان نے سنی نہیں اور نہ ہی کسی کے دل پر ان نعمتوں کا خیال گزرا ہے۔

جب اللہ کے سوا کسی دوسرے حاکم نے ہمیں کچھ دیا نہیں اور پھر اس کے پاس اپنے حکموں کی تعمیل کرنے والوں کے لیے جزا نہیں اور خلاف ورزی کے لیے سزا نہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر لوگ کیوں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے مقابلے میں دوسروں کی حاکمیت کو تسلیم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کی تعمیل کے مقابلے میں کیوں دوسروں کی حکمرانیاں قائم کرتے ہیں؟ تو اس سوال کا جواب کوئی نہیں اور کوئی بھی اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ لیکن انسان کی بدقسمتی ہے کہ ان کی اکثریت اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں دوسروں کو پوجتی اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مقابلے میں دوسروں کے حکموں کو قبول کرتی اور نافذ کرتی ہے اور دوسروں کی بڑائی کے لیے نعرے لگاتی ہے۔

جس کا اسے نہ دنیا میں کوئی فائدہ ہے اور نہ آخرت میں۔ اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا تصور کیجیے جو رحمٰن و رحیم ہے اور جس کا نظام رحمت پر قائم ہے۔ ارشاد رسول ﷺ ہے۔ ان اللہ تعالیٰ لماخلق الخلق کتب فی کتابہ فھو عندہ فوق عرشہ ان رحمتی سبقت غضبی (رواہ البخاری) اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو اپنی کتاب حکمرانی میں لکھ دیا اور وہ کتاب اس کے پاس اس کے عرش پر ہے۔ یقیناً میری رحمت میرے غضب پر سبقت رکھتی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس جزا و سزا ہے اور وہ اپنے فرماں بردار بندوں کو اپنی بے پایاں رحمتوں سے نوازے گا۔ وہ انھیں جنت میں داخل کرے گا جس میں تھوڑی سی جگہ پوری دنیا سے بہتر ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: موضع سوط فی الجنۃ خیر من الدنیا وما فیھا (صحیح بخاری) جنت میں کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا و مافیھا سے بہتر ہے۔ کوڑا رکھنے کی جگہ سے مراد ہے ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ۔ یعنی جنت میں تھوڑی سی جگہ دنیا اور دنیا کے اندر تمام خزانوں سے زیادہ قیمتی ہے۔

قرآن و سنت ہمارے سامنے اس حقیقت کو بار بار بتکرار بیان کرتے ہیں تا کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کی رغبت پیدا ہو۔ انسان اللہ تعالیٰ کی بندگی کا جذبہ اور ولولہ اور ذوق و شوق اپنے اندر پیدا کرے۔ انسان یہ بات بار بار سوچے کہ کسی دوسرے کی پوجا و پرستش اور دوسرے کی بندگی

Marfat.com

میں تو اسے کچھ ملنا نہیں اور اللہ تعالیٰ کی پوجا و پرستش اور بندگی میں اتنا کچھ ملے گا جس کا ہمیں تصور بھی نہیں ہے۔ جنت ملے گی اور جنت کا ملنا گویا بادشاہت کا مل جانا ہے۔ دوسرے الفاظ میں جس نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بادشاہت قائم کی اسے اس کے بدلے میں آخرت میں بادشاہت ملے گی۔ اللہ تعالیٰ کی بادشاہت قائم کرنے کے لیے ایک ترغیب تو عقلی دلائل ہیں کہ حقیقتاً وہی حکمران ہے۔ باقی کے ہاتھ میں حکمرانی کا کوئی اختیار نہیں، باقی تو ہماری طرح بے اختیار مخلوق ہیں۔ اور دوسری ترغیب اللہ کی عطا کردہ دنیوی نعمتیں ہیں جس میں سے کسی ایک نعمت کی قیمت ہم ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ مثلاً عقل اور سمع و بصر، ہاتھ و پاؤں اور اعضائے رئیسہ کی نعمتوں کو لے لیجیے۔ بتلایئے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو یہ نعمتیں نہ دی ہوں تو کوئی دوسرا دے سکتا ہے؟ اور کہیں ان نعمتوں کی کوئی مارکیٹ ہے جہاں سے انسان ان کی قیمت ادا کر کے یہ نعمتیں حاصل کر سکتا ہے؟ ظاہر ہے کہ اس کا جواب نفی میں ہے اور تیسری ترغیب آخرت کی نعمتیں ہیں جو جنت کی شکل میں ملنے والی ہیں۔

زیر نظر کتاب ''کلید جنت'' جنت کی طرف ترغیب کے لیے قرآن وسنت کے پیش کردہ صاف و شفاف اور صحیح اور جامع دلائل پر مشتمل ہے، جس کو پڑھ کر جنت کی حقیقت، انسانوں اور جنوں کے لیے بطور جزا جنت اور ان کا جنت میں مقام اور انسان کے مقام کی برتری فرشتوں کی حیثیت اور ان کے مقام و مرتبے کا بیان، عشرہ مبشرہ کے لیے جنت کی بشارت، صحابہ کرام میں سے مختلف افراد کے لیے جنت کی بشارت، صحابہ کرام کے مختلف گروہوں کے لیے جنت کی بشارت، جنت کی نعمتوں کا تذکرہ، جنتیوں کی خواہشات اور ان کا فوراً پورا ہو جانا، گرمی و سردی اور تھکاوت سے حفاظت، بہترین لباس، بہترین رہائش گاہیں، خدام کی دست بستہ ہر وقت حاضری، پاکدامن اور پاکیزہ بیویاں، غرضیکہ مسرت اور راحت کا بے شمار ساز و سامان ہر ایک کا تفصیلی بیان موجود ہے۔

مصنف محترم جناب حضرت مولانا عبدالحق ہاشمی جلیل القدر اور عظیم المرتبت عالم دین ہیں۔

Marfat.com

قرآن وسنت پر گہری اور وسیع نظر ہے۔ اور زیر نظر کتاب بقول محترم مولانا عبدالحق ہاشمی ''کلید جنت'' اگرچہ ایک فنی اور موضوعی حیثیت میں ڈھل گئی ہے تاہم یہ انفرادی اور اجتماعی مطالعہ حدیث یا مختلف تربیتی پروگرامات اور ورکشاپس میں روحانی واخلاقی اور سماجی تربیت وتعلیم کا وسیع مواد بھی فراہم کرتی ہے۔ اس تالیف کا بنیادی مقصد زندگی کی تشکیل جدید کے لیے سہل اور آسان بنیادیں فراہم کرنا ہے تاکہ جنت کی لاتعداد خوشخبریوں کے توسط سے قرب الٰہی اور اتباع سنت کا شوق وجذبہ لوگوں میں ابھارا جائے۔'' میرے نزدیک یہ تصنیف اپنی نوعیت کے لحاظ سے بلند پایہ اور منفرد شان کی حامل ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جس مقصد کی خاطر اسے تالیف کیا گیا ہے یہ تالیف اس مقصد کو پورا کرنے میں اہم کردار ادا کرے گی۔ مسلمانوں میں جنت کے حصول اور قرب الٰہی تک رسائی کی خاطر حکومت الٰہیہ اور خلافت راشدہ کا نظام قائم کرنے کا جذبہ جوان ہوگا اور ان شاء اللہ جلد ہی دنیا اسلامی نظام کی دولت سے سرفراز ہوگی۔ آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(مولانا) عبدالمالک

جامعہ مرکز علوم اسلامیہ

منصورہ لاہور

Marfat.com

حرفِ اوّل

جنت کا خیال آتے ہی ہر مومن کی روح مسرت سے لبریز ہو جاتی ہے۔ ایمان کی کلیاں کھل اٹھتی ہیں اور امید کی کرنیں مزید تاب ناک ہو جاتی ہیں۔ آخر ایسا کیوں نہ ہو، ہر مسلمان مرد وعورت کی آرزوؤں میں جنت کا حصول سرفہرست ہے، یہی ان کی آخری منزل ہے اور خوشنودیٔ رب کا اعلیٰ ترین انعام بھی یہی ہے۔ جنت کا تذکرہ مصائبِ دنیا کا غم کم کر دیتا ہے، زندگی کی تلخیوں پر صبر وثبات کا حوصلہ پیدا کرتا ہے، اور کٹھن آزمایشوں کو خوشی خوشی جھیل جانے کا جذبہ اس تذکرے سے بیدار ہو جاتا ہے۔ ملاقات رب کا شوق بڑھ جاتا ہے اور موت کا خوف پراگندہ خاطر نہیں کرتا۔

قرآن وسنت اگرچہ وعدہ وانعام کے ساتھ عقاب وعذاب کا ذکر بھی کرتے ہیں لیکن یہ بات بھی مسلم ہے کہ آیات الٰہی اور اقوالِ رسولؐ میں ''ترہیب'' کے مقابلے میں ''ترغیب'' اور ''وعید'' کے مقابلے میں ''نوید'' کا پہلو زیادہ غالب ہے۔ بلکہ رسول رحمت ﷺ نے ''بشروا ولا تنفروا'' اور یسروا ولا تعسروا'' کا حکم صادر فرما کر امتیوں کو خوشیاں بکھیرنے، آسانیاں پیدا کرنے اور کلفتیں مٹانے کی خصوصی ہدایت جاری فرمائی ہے۔

آپ کے ہاتھوں میں موجود یہ کتاب جنت اور اس کے متعلقات پر بحث کرتی ہے، تاہم جنت کے مشہور فضائل اور معروف ترین اوصاف اس کا براہِ راست موضوع نہیں، بلکہ یہاں اخروی حیات کے ان گوشوں پر گفتگو کی گئی ہے جو عموماً عام قاری کی نظروں سے اوجھل ہی رہتے ہیں، البتہ اس کے سامنے سلیقے کے ساتھ پیش کیے جائیں تو اس کی دل چسپی کا موجب بن سکتے ہیں۔ کتاب دو حصوں میں تقسیم کر دی گئی ہے۔ پہلے حصے میں جنت کے طبعی خواص کے علاوہ ایسے منفرد عنوانات پر بحث کی گئی ہے جو بالعموم اردو زبان میں کم ہی پائے جاتے ہیں۔ ضمناً حیات

Marfat.com

جنت کے متعلق چند ایسے اشکالات کی وضاحت بھی ہوگئی ہے جو کئی جدید ذہنوں میں الجھن کا باعث بنتے ہیں۔ ان کے علاوہ شہدا کی اقسام اور ان صحابہ اور صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مختصر تذکرہ بھی آ گیا ہے جنھیں زبان پیغمبرؐ سے جنت کی صریح بشارت ملی تھی، یہ خاصی بڑی تعداد ہے جو کہیں یکجا انداز میں نظر سے نہیں گزری۔ کتاب کے اس حصے میں قرآن پاک اور احادیث میں وارد ہونے والی ان اصطلاحات کو بھی جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو ''دخولِ جنت'' کے مترادف معانی پر مشتمل ہیں۔

دوسرے حصے میں عربی متن، ترجمے اور تشریح کے ساتھ وہ احادیث مبارکہ بیان کی گئی ہیں جن میں مختلف اعمال پر جنت کی خوش خبری دی گئی ہے۔

یہ تمام احادیث موضوعات کی مناسبت سے مرتب کردی گئی ہیں اور ہر حدیث کا الگ عنوان بھی مرتب کردیا گیا ہے۔ اللہ کے فضل سے متنوع اعمالِ جنت کا یہ ایک بڑا مجموعہ ہے جسے ضخیم ذخیرہ ہائے حدیث سے تلاش کر کے ترتیب دیا گیا ہے۔ قرآنی آیاتِ کریمہ اور احادیث مبارکہ کے علاوہ دیگر نصوص کے حوالہ جات بھی درج کردیے گئے ہیں تاکہ قارئین کو احادیث کے درجۂ صحت وضعف اور متن کی مزید تحقیق میں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ میں اس موقع پر شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا عبدالمالک صاحب حفظہ اللہ اور معروف مصنف و دانشور جناب حافظ محمد ادریس صاحب حفظہ اللہ، ڈائریکٹر ادارہ معارف اسلامی لاہور کا صدق دل سے سپاس گزار ہوں کہ دونوں بزرگ شخصیات نے اس کتاب کو اپنی متبرک تحریروں سے فیض یاب فرمایا۔ برادرم محمد صدیق اور ساجد خان جیسے ہنرمند نوجوانوں کا شکریہ بھی از بس ہے جنھوں نے نوک قلم سے نکلے ہوئے حروف وکلمات کو خوبصورت میکانیکی کتابت میں تبدیل کردیا۔ نیز تصحیح اغلاط کے سلسلے میں محترم عباس اختر اعوان صاحب کا ذاتی تعاون بھی لائق تشکر وتحسین ہے۔ ان ساری کاوشوں کی ٹھیک قدرافزائی کی گراں مایہ نیکی اور سعادت محترم جناب محمد انور گوندل ناظم ادارہ معارف اسلامی لاہور کے نصیب میں رقم ہوئی کہ موصوف نے مسودہ دیکھتے ہی اسے زیور طبع سے آراستہ کرنے کی

۱۲۷۶۷۶

Marfat.com

اہم ذمہ داری کا بیڑا اٹھالیا۔ میں برادرم گوندل صاحب کے اخلاص و محبت ان کی پوری ٹیم اور سابق الذکر شخصیات کا احسان منداور ربّ کریم سے اُن سب کے لیے دعائے خالص اور جزائے وافر کا طلب گار ہوں۔

قارئینِ کرام! کلید جنت اگرچہ ایک فنی اور موضوعی حیثیت میں ڈھل گئی ہے تاہم یہ انفرادی اور اجتماعی مطالعۂ حدیث یا مختلف تربیتی پروگرامات اور ورکشاپس میں روحانی واخلاقی اور سماجی تربیت وتعلیم کا وسیع مواد بھی فراہم کرتی ہے۔اس تالیف کا بنیادی مقصد نبویؐ اخلاق وآداب کے مطابق زندگی کی تشکیلِ جدید اور اس کے لیے سہل اور آسان بنیادیں فراہم کرنا ہے تاکہ جنت کی لاتعداد خوش خبریوں کے توسط سے قربِ الٰہی اور اتباعِ سنت کا شوق وجذبہ لوگوں میں ابھارا جاسکے۔

دعا ہے کہ یہ اعمال حقیقی طور پر ہمارے لیے جنت کی کلید بن جائیں۔

وما توفیقی الا باللہ العظیم

(مولانا) عبدالحق ہاشمی

کوئٹہ

۱۵ / مارچ ۲۰۱۲ء

Marfat.com

Marfat.com

باب اوّل

کچھ جنت کے بارے میں

فصل اول: حیات جنت کے طبعی اصول
فصل دوم: اہلِ جنت کی کیفیات (۱)
فصل سوم: اہلِ جنت کی کیفیات (۲)

Marfat.com

کچھ "جنت" کے بارے میں

ایک ایسی چیز کے بارے میں کچھ کہنا بہت ہی مشکل ہے جو نگاہوں سے اوجھل ہو، بلکہ جس کا مشاہدہ اس حیات انسانی میں بالکل ہی ناممکن ہو، اس کے متعلق کس قدر اور کہاں تک گفتگو کی جائے ان حدود کا تعین بھی نہایت دشوار ہے، پھر ان باتوں کو جانچنے پرکھنے کا کوئی متفقہ معیار بھی مقرر نہیں، کیونکہ اَن دیکھی چیزوں کے بارے میں ہر ایک کا ذہن اور اندازہ دوسرے سے مختلف ہوسکتا ہے، اسی لیے اس نوع کے مسائل علم وتحقیق کی روایتی کوششوں کے باوجود بھی تشنۂ جواب نظر آتے ہیں، معروف علمی موازین اور پیمانے ان کا احاطہ نہیں کر سکتے نہ ہی بحث وتنقیب کے ذریعے ان کا انکشاف ممکن ہے۔ غالباً ایسی ہی وجوہات کی بنیاد پر علما اور محققین نے اشیائے کائنات کو دو حصوں میں تقسیم کردیا ہے، پہلی قسم طبعی اشیا کی ہے اور دوسری قسم "ماوراء الطبیعہ" اشیا پر مشتمل ہے۔

اول الذکر قسم کے تحت آنے والی تمام اشیا حواس انسانی کے ذریعے ثابت ہوجاتی ہیں، طبعی اصولِ حیات اور کون ومکان میں جاری رموز تکوینی کے مطابق قرار پاتی ہیں، عقل انھیں تسلیم کرلیتی ہے اور مشاہدے کی گواہیاں بھی صف باندھے کھڑی ہوتی ہیں، فکر اور قوتِ ادراک بھی ان کا اقرار کرلیتے ہیں۔

البتہ ثانی الذکر علوم واشیا کے وجود کا اعتراف اصل مسئلہ ہے، نگاہیں انھیں دیکھ نہیں سکتیں، حس ان کا احاطہ نہیں کرپاتی اور نارسا عقل بھی جب ان کی یافت میں ناکام رہتی ہے تو انھیں ماننے سے انکار کردیتی ہے۔

Marfat.com

مگر یہ بات طے ہے کہ کائنات میں حواسِ انسانی سے ماوراء بے شمار ایسی حقیقتیں موجود ہیں جنھیں بلا تاویل تسلیم کیے بنا کوئی چارہ نہیں، دنیا میں صنعت و تخلیق کا یہ اعتدال، امر و تدبیر کا یہ توازن اور حوادث و وقائع کا یہ حسنِ انتظام بہت سے حقائق کو ثابت کرتا ہے۔ ہمیشہ سے ان حقیقتوں کے اقرار کے دو ہی راستے رہے ہیں، علم وحی کا ازل تا ابد مستحکم اور غیر متغیر راستہ یا عقل انسانی کا ہر آن بدلتا ہوا راستہ، ہر زمان و مکان میں مختلف اور الجھاؤ پیدا کرتا ہوا راستہ، یہی وہ نکتہ ہے جہاں سے عقل و خرد اور حس و ادراک کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں اور ایمان کی وادی کا آغاز ہوتا ہے۔ ایمان علم کے منافی چیز نہیں بلکہ اس کے نتائج و فوائد بھی علم کا مظہر ہیں، ایمان دراصل علوم مادی کے مقابلے میں ایک بلند درجے کی چیز ہے، یہ ایک ایسا نور ہے جس سے پھوٹنے والا علم معرفت و شناخت کے بہت اعلیٰ درجے پر قائم ہے۔

خالق کائنات نے اپنی درماندہ اور بے بس مخلوق کو ایمان کے ذریعے دراصل اپنی رحمت سے سرفراز کیا ہے، حقائق ہستی کے بارے میں بے جا کے سر پھٹول اور لاحاصل دماغ سوزی کی تکلیف سے انھیں بچالیا ہے۔ ایمان کی دولت انسان کو وحی اور صاحب وحی کے توسط سے حاصل ہوتی ہے، صاحب وحی کا مشاہدہ عام انسانوں کے مقابلے میں نہایت وسیع اور نظر نہایت قوی ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کے ذریعے ہم تک پہنچنے والے اسرارِ کائنات کا علم پائیدار اور یقینی ہوتا ہے۔ کیونکہ اس بابت کسی ایک پیغمبرؑ کی بات بھی اپنے کسی دوسرے ہم منصب کی بات کے خلاف نہیں ہوتی بلکہ ہزاروں سال کے فرق اور فاصلے کے باوجود بھی حیرت انگیز حد تک دونوں کی باتیں یکساں اور موافق ہوتی ہیں۔ یہ مطابقت دراصل اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ ''وحی'' ہمیشہ کسی ایک ہی ''مشکاۃ'' سے وارد ہوتی ہے اور اس میں خواہش اور ذاتی تحقیق کو قطعاً کوئی دخل نہیں، اسی بنا پر انبیاء علیہم السلام نے پورے اعتماد اور قوت کے ساتھ عالم غیبیات سے اپنی اپنی امت کو روشناس کرایا، یہی اعتقاد ایمان کہلاتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کا غیر متغیر ہونا ہی دراصل اس کی سچائی کی مضبوط عقلی دلیل ہے۔

Marfat.com

انبیاء نے وجود باری تعالیٰ، تخلیق کائنات، ملائکہ، موت وحیات، جنت و دوزخ، نبوت و وحی، حرکتِ افلاک و نجوم، تسبیحِ نباتات و جمادات اور بعث بعد الموت کے علاوہ بھی بے شمار مابعدِ ادراک حقائق کے بارے میں ہمیں ایمان کا راستہ دکھایا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ایمان درحقیقت حواس کی گرفت سے آزاد لامحدود حقیقتوں کو بعینہٖ تسلیم کر لینے کا نام ہے۔ یہ ایک ایسی روشنی ہے جو انسان کو غیر مفید تحقیق و عرق ریزی اور اندھیروں میں سرگردانی کی کلفت سے بچا لیتی ہے۔ یہ نورِ ہدایت مومن کو ان نتائج تک ایک ہی جست میں پہنچا دیتا ہے جہاں تک عقل و قیاس کی بیساکھیوں کے ذریعے آنے والے بے شمار ٹھوکروں اور تلخ تجربات کے بعد بھی نہیں پہنچ سکتے۔

''جنت'' بھی دراصل انھی ایمانیات کا جز ہے، جس کا علم، وحی الٰہی اور زبان نبویؐ کے توسط سے ہم تک پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صاحب وحی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا مشاہدہ کرایا اور آپؐ نے اپنی امت کو اس کی تفصیلات سے آگاہ فرمایا۔ قرآن پاک میں آیاتِ مبارکہ کی ایک بڑی تعداد جنت کی نوعیت، اس کے بلند درجات اور اعلیٰ صفات کا تذکرہ کرتی ہیں۔ خاص طور پر (سورہ محمد کی آیت نمبر ۱۵) (سورہ طور کی آیات ۱۷ تا ۲۸) (سورہ رحمان کی آیات ۴۶-۷۶) سورہ واقعہ کی آیات ۱۲ تا ۳۸) (سورہ دھر کی آیات ۵ تا ۲۲) (سورۃ النبا کی آیات ۳۱ تا ۳۶) (سورہ مطففین کی آیات ۱۸ تا ۲۸) اور (سورہ غاشیہ کی ۸ تا ۱۶) نمبر آیات مبارکہ کا مطالعہ افزونیٔ ایمان اور دلچسپی کا موجب ہے۔

اسی طرح بہت بڑی تعداد میں احادیث مبارکہ بھی جنت کی منازل، حسن و رعنائی، ہمیشگی و پائیداری اور اس میں پائی جانے والی لازوال نعمتوں کی تفاصیل بیان کرتی ہیں۔ کتب احادیث کے ابواب (صفۃ الجنۃ) میں یہ تمام احادیث لائق مطالعہ ہیں اور معلومات افزا بھی۔

❀❀❀❀

Marfat.com

فصل اول:

حیاتِ جنت کے طبعی اصول

قرآن وسنت میں جنت کے متعلق وارد ہونے والی تفاصیل پر غور وتدبر کرنے سے حیاتِ جنت کے چند طبعی خواص نمایاں ہوکر سامنے آتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں پہنچ کر دنیا کا فانی انسان بھی لافانی طبیعت کا حامل بن جائے گا۔ دنیا میں اشیا کا وجود عناصر کے ارتقا اور اسباب کا محتاج ہے جبکہ جنت کی زندگی اور اس میں اشیا کی ماہیت اسباب کے تابع نہیں ہوگی بلکہ محض خواہش اور مطالبے کے نتیجے میں ان کی فراہمی کا انتظام وہاں موجود ہوگا۔ وہاں دودھ، شہد، شربت وپانی اور گوشت حاصل کرنے کے لیے دنیا جیسے محنت طلب انتظامات کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ وہاں جنتیوں کے دل جو بھی چاہیں گے اور نگاہیں جن چیزوں سے لطف اندوز ہوں گی وہ پلک جھپکتے میں حاضر کردیا جائے گا۔

تفاصیل سے یہ اندازہ بھی ہوتا ہے کہ جنت میں ہر چیز سدا بہار ہوگی وہاں پر اشیا اور افراد کم عمری سے بڑھاپے، تازگی سے تعفن اور قوت سے ضعف کی طرف سفر نہیں کریں گے۔

[سنن ترمذی: ۲۵۲۶، مسند احمد: ۲/ ۳۰۵]

جنت میں روح وبدن کے منفی خصائص بالکلیہ ختم ہوجائیں گے۔ غم، حزن وملال، حسرت و یاس، خواہشِ گناہ، نفرت وانتقام، تھکن واکتاہٹ اور کمزوری وبوسیدگی ناپید ہوجائیں گے۔ وہاں ہر طرح کی خوراک، پسندیدہ غذاؤں اور خوش کن افعال کے باوجود فضلاتِ انسانی مثلاً بول وبراز بلغم وتھوک، منی وحیض اور تعفن ومیل کچیل کا وجود تک نہ ہوگا بلکہ جنتیوں کا پسینہ کستوری کی مانند خوشبو بکھیرے گا۔ [صحیح بخاری: ۳۲۴۶، صحیح مسلم: ۲۸۳۴، نیز دیکھیے فتح الباری: ج۶، ص ۳۲۰]

جنت میں اجتماعی زندگی، میل ملاپ اور درجات میں تفاوت کے باوجود کوئی باہمی اختلاف،

Marfat.com

حسد و رقابت کا تصور نہ کرے گا جنتیوں کے دل ہر طرح کی رنجش و کدورت سے پاک کر دیئے جائیں گے۔ سب کے دل بس ایک دل کی مانند ہو جائیں گے، آپس میں سب بھائیوں کی طرح رہیں گے اور صبح و شام اللہ کی تعریف اور ذکر و تسبیح میں مصروف رہیں گے۔

[الاعراف:۴۳، الحجر:۴۷، نیز صحیح بخاری:۳۲۴۵، صحیح مسلم: ۲۸۳۴]

جس اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں زندگی کی زوال پذیر اور فنا سے دوچار ہونے والی طبیعت پیدا فرمائی ہے اصولاً اس کے لیے کچھ مشکل نہیں کہ وہ جنت میں حیاتِ انسانی کی ایک مستقل اور قرار یافتہ طبیعت تشکیل فرما دے جس میں طبعاً عروج و صعود تو ممکن ہو لیکن تنزل و انحطاط کا امکان نہ ہو۔ دنیا میں دراصل موت کا وجود اور شیطان کی دسترس تمام سلبی اور منفی صفات کا بنیادی سبب ہیں اور یہ دونوں چیزیں جنت میں نہیں ہوں گی چنانچہ ان کے قبیح اثرات سے بھی جنت پاک ہو گی۔

احساس و ادراک سے ماورآء اور مابعد الطبیعی قوانین سے متصف حیاتِ جنت کا پورا فہم کسی انسان کے بس میں نہیں۔ ایک حدیث قدسی میں اس تصور کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی جنت تیار کر رکھی ہے جو کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے (اس کا تذکرہ) سنا اور نہ ہی کسی بشر کے دل میں اس کے تصور کا کبھی گزر ہوا۔

[صحیح بخاری: ۳۲۴۴، صحیح مسلم: ۲۸۲۴]

اللہ تعالیٰ کے اس بیان کے بعد عقل و خرد کی جولانیاں عبث و بے کار نظر آتی ہیں۔ صرف پختہ ایمان ہی مومن کو اس درماندگی سے بچا سکتا ہے۔ تصور و خیال کی اس منزل پر ایمان ہی اطمینان قلب کا باعث بن سکتا ہے۔

جنت کے ہوشربا حقائق سن کر عقل پرست منکرین بہشت خواہ کچھ بھی کہیں مگر ضد اور عناد کے علاوہ کوئی اور معقول وجہِ انکار نظر نہیں آتی۔ آج اس فنا پذیر دنیا میں ترقی علوم اور برقی و میکانکی

Marfat.com

فنون کی حیرت انگیز پیش رفت نے نگاہوں کو ششدر اور عقل کو دنگ کر کے رکھ دیا ہے۔ ہر روز ایسی نت نئی ایجادات اور سائنسی اختراعات وجود میں آ رہی ہیں جن کے کمالات نے انسان کو حیرانی سے دوچار کر دیا ہے نیز ان کی تکنیکی اور صنعتی ترکیب کو بھی چند اہل فن کے علاوہ دوسرے انسان سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ایسے ایسے آلات اور مشینیں وجود میں آ گئی ہیں جو ہونٹوں کی ہلکی سی جنبش اور انگلیوں کے معمولی سے لمس سے محیر العقل کارنامے انجام دے رہی ہیں۔ بے شمار گھریلو و صنعتی، تجارتی و زرعی خدمات محض انسانی اشاروں کی منتظر ہیں۔

اگر آج اس دارلفناء میں انسان کی ناقص عقل کے ذریعے یہ سارے عجائب ممکن ہیں تو آخرت کے دارالبقاء میں اللہ کی قدرت کاملہ سے وہ سب کچھ کیوں ممکن نہیں جس کا ذکر حیات جنت کے سلسلے میں قرآن وسنت میں وارد ہوا ہے۔

لفظ ''جنت'' کا لغوی مفہوم

لفظ جنت کا مادّہ ''ج ن ن'' ہے اس لفظ کے دونوں نون باہم مدغم ہو کر مختلف الفاظ میں تشدید کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں عربی زبان میں جہاں بھی یہ مادّہ مستعمل ہوگا، وہاں پوشیدگی، پردے اور اوجھل ہونے کا معنی کسی نہ کسی شکل میں پایا جائے گا یہی اس لفظ کا بنیادی مفہوم ہے۔ چنانچہ جنّت کو بھی اسی لیے اس نام سے موسوم کیا گیا ہے کہ وہ نگاہوں سے مستور ہے نظر نہیں آتی۔

عربی زبان کی یہ خاصیت ہے کہ اس میں اصل مادّے کا بنیادی مفہوم اس سے مشتق ہونے والے تمام الفاظ میں یکساں طور پر پایا جاتا ہے۔ بطور مثال جنت کے مادے سے بننے والے متعدد الفاظ میں مخفی اور محجوب ہونے کے مفہوم کو دیکھا جا سکتا ہے چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

جِنّ ایک معروف غیر مرئی مخلوق جو انسانوں کو نظر نہیں آتی۔

جنت بمعنی عام باغ۔ جہاں باغ ہوتا ہے وہاں کی زمین چھپ جاتی ہے یا اس معنوں میں کہ باغ میں جو داخل ہو جائے وہ نظروں سے غائب ہو جاتا ہے۔

جُنون ایک دماغی مرض جو عقل کو ڈھانپ لیتا ہے اور ذہنی صلاحیتوں پر چھا جاتا ہے۔

Marfat.com

جَنِیْن ماں کے پیٹ میں موجود بچہ کیونکہ وہ تا حال ظاہر نہیں ہوا۔

جَنَانُ دل کو کہتے ہیں کیونکہ وہ سینے میں مستور ہے یا اس مفہوم میں کہ دل میں بے شمار خیالات مخفی ہوتے ہیں۔

جَنَنْ قبر اور کفن دونوں کے لیے یہ لفظ بولا جاتا ہے دونوں ہی میت کو اپنے اندر چھپا لیتے ہیں۔

جُنَّۃ بمعنی ڈھال یا سپر جو سپاہی کو نیزہ و تلوار کے وار سے اوٹ فراہم کرتی ہے انھیں معنوں میں حدیث پاک میں روزے کو ''جُنَّۃ'' ڈھال کہا گیا ہے۔

اَلْمجن زرہ بکتر، لوہے کی کڑیوں کا جنگی لباس جو تیغ و سنان سے بچاتا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے لسان العرب مادہ ج ن ن)

لفظ ''جنت'' قرآن میں

قرآن پاک میں جنت کا مادہ ج ن ن ''جنن'' کل ایک سو ننانوے ''۱۹۹'' مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

۲۵ مرتبہ یہ لفظ عام زمینی باغات اور ۱۲۱ مرتبہ جنتِ آخرت کے معنوں میں وارد ہوا ہے اس طرح مطلقاً جنت کا لفظ بمعنی ''باغ'' کل ۱۴۶ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

قرآن پاک میں یہ مادہ ۵۳ مرتبہ دوسرے ان مختلف معانی کے لیے استعمال کیا گیا ہے جن کا تذکرہ گزشتہ سطور میں گزرا ہے۔

لفظ ''جَنَّۃ'' بصیغہ واحد قرآن پاک میں ۷۰ مرتبہ آیا ہے۔

تثنیہ کے صیغہ ''جَنَّتَیْن'' کا ورود آٹھ بار ہوا ہے اور جمع کا صیغہ ''جَنَّاتْ'' قرآن مجید میں ۶۸ مرتبہ وارد ہوا ہے۔

قرآن پاک میں جنت کے چند دوسرے نام

قرآن مجید میں بالعموم ''جنت'' ہی کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے لیکن بعض مقامات پر جنت کو چند دوسرے خوبصورت ناموں سے معنون کیا گیا ہے۔ قارئین کی معلومات اور دلچسپی کے لیے ذیل میں ایسے اسماء کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

Marfat.com

۱-دارالسلام: لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ (الانعام ۶:۱۲۷)
مومنوں کے لیے ان کے رب کے ہاں سلامتی کا گھر ہوگا۔

۲-دارالمقامۃ: الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ۔ (فاطر ۳۵:۳۵)
وہ ذات جس نے ہمیں اپنے فضل سے ابدی قیام کی جگہ ٹھہرادیا۔

۳-دارالحیوان: وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ۔ (عنکبوت ۲۹:۶۴)
بے شک آخرت کا گھر ہی زندگی کی اصل جگہ ہے۔

۴-جنۃ الماویٰ: عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۭ (النجم ۵۳:۱۵)
اس کے پاس ہی جنت ماویٰ ہے۔

۵-جنت عدن: وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ۔ (الصّف ۶۱:۱۲)
ابدی قیام کی جنتوں میں پاکیزہ گھر۔

۶-الفردوس: الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (المومنون ۲۳:۱۱)
وہ لوگ (مومن) فردوس کے وارث ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

۷-طوبیٰ: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝ (الرعد ۱۳:۲۹)
جو لوگ مومن ہوئے ان کے لیے خوشی کا مقام ہوگا۔

۸-عقبی الدار: سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۭ ۝ (الرعد ۱۳:۲۴)
تم پر سلامتی ہو اس استقامت کے بدلے جو تم نے دکھائی اب یہ آخرت کا گھر بہت خوب ہے۔

۹-الغرفۃ: اُولٰۗىِٕكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝ (الفرقان ۲۵:۷۵)
ان کو اپنے صبر کے بدلے میں رہائش گاہ مہیا کی جائے گی۔

۱۰-المقام الامین: اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ۝ (الدخان ۴۴:۵۱)
بے شک متقی لوگ نہایت مامون مقام پر ہوں گے۔

Marfat.com

۱۱-النعیم اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِیۡ نَعِیۡمٍ ۝ (الانفطار ۸۲: ۱۳)

بے شک نیکوکار نعمتوں کی جگہ میں ہوں گے۔

۱۲-مقعد صدق: فِیۡ مَقۡعَدِ صِدۡقٍ عِنۡدَ مَلِیۡکٍ مُّقۡتَدِرٍ ۝ (القمر ۵۴: ۵۵)

(بے شک مومنین) سچائی کے مرکز اور ذی اقتدار بادشاہ کے پاس ہوں گے۔

۱۳-جنۃ الخلد: قُلۡ اَذٰلِکَ خَیۡرٌ اَمۡ جَنَّۃُ الۡخُلۡدِ الَّتِیۡ وُعِدَ الۡمُتَّقُوۡنَ ؕ (الفرقان ۲۵: ۱۵)

کہیے کیا یہ بہتر ہے یا وہ ہمیشہ کی جنت جو متقی لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

ان کے علاوہ قرآن پاک میں جنت کے لیے اوصاف اور بعض استعارات پر مبنی اصطلاحات کا استعمال بھی کیا گیا ہے۔ قرآن پاک کا بغور مطالعہ کرنے والوں کے لیے ایسے مقامات بہت واضح ہیں۔

کیا جنت اس وقت موجود ہے؟

اہلِ اسلام کا عقیدہ ہے کہ جنت بھی ایک مخلوق ہے اور پیدا کی جا چکی ہے وہ اس وقت بھی کائنات کے کسی گوشے میں موجود ہے جس کا یقینی علم اللہ ہی کے پاس ہے۔ کچھ منحرف لوگ بہت بودے دلائل کی بنا پر جنت کے موجود ہونے کا انکار کرتے ہیں مگر یہ موقف نہایت کمزور اور ناقابل توجہ ہے۔ اس کے مقابلے میں جنت کی موجودگی کے دلائل قرآن و سنت میں بہت واضح اور قوی تر ہیں۔

قرآن پاک کی سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۳۳ ''اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِیۡنَ'' اور سورہ حدید کی آیت نمبر ۲۱ ''اُعِدَّتۡ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ ؕ'' میں بتایا گیا ہے کہ یہ جنت متقی اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والوں کے لیے تیار کی جا چکی ہے۔ اس کے علاوہ سورہ النجم میں بھی سدرۃ المنتہیٰ کے قریب جنت کی موجودگی کا بیان ان الفاظ میں موجود ہے۔

''عِنۡدَ سِدۡرَۃِ الۡمُنۡتَھٰی ۝ عِنۡدَھَا جَنَّۃُ الۡمَاۡوٰی'' ترجمہ: سدرۃ المنتہیٰ کے قریب جس کے پاس ہی قیام گاہ جنت ہے (النجم ۵۳: ۱۴-۱۵)

Marfat.com

علاوہ بریں سورۂ یاسین میں لوگوں کو رسولوںؑ کی پیروی کرنے کی دعوت دینے والے شخص کا تذکرہ موجود ہے کہ جب اسے اپنی دعوت کی پاداش میں شہید کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا گیا ''قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ'' کہ تو اب جنت میں داخل ہو جا۔ (یٰسین ۳۶:۲۶)

خود آنحضرت ﷺ نے اپنے واقعہ معراج کا قصہ سناتے ہوئے جنت کی زیارت کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔ ''پھر حضرت جبرئیل مجھے سدرۃ المنتہٰی کے قریب لے آئے یہاں کچھ ایسے رنگوں کا غلبہ تھا جنھیں میں جان نہ سکا پھر میں جنت میں داخل ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ جنت میں موتیوں کے گنبد ہیں اور اس کی خاک کستوری ہے۔

[صحیح بخاری ۳۲۰۷،۳۸۸۷، صحیح مسلم:۱۶۴، بروایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ کا ارشاد ہے:
جب تم میں سے کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اس پر صبح وشام اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے اگر اہلِ جنت میں سے ہوتا ہے تو جنت اور اگر اہل جہنم میں سے ہوتا ہے تو جہنم، اسے کہا جاتا ہے کہ یہی تمھارا ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ روزِ قیامت تمھیں دوبارہ زندہ کیا جائے۔

[موطا امام مالک ۱/۲۳۹، صحیح بخاری:۱۳۷۹، صحیح مسلم:۲۸۶۶]

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور مسند احمد، سنن ابی داؤد اور سنن بیہقی میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی طویل حدیث میں نبی کریم ﷺ کا بیان موجود ہے کہ:

بندے کو جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے دوست احباب واپس لوٹ جاتے ہیں تو اس کی روح اس کے بدن میں لوٹا دی جاتی ہے اور وہ واپس جانے والوں کے قدموں کی چاپ بھی سنتا ہے۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھا دیتے ہیں پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ تم ''محمد ﷺ'' کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ مومن تو فوراً کہہ دیتا ہے کہ میں ان کے اللہ کے بندے اور رسول ہونے کی گواہی دیتا ہوں۔ چنانچہ آسمان سے ایک ندا آتی ہے کہ میرا بندہ سچا ہے اس کے

Marfat.com

لیے جنت کا دروازہ کھول دو پھر اس شخص کی جانب جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی رہتی ہیں۔

[صحیح بخاری:۱۳۳۸، صحیح مسلم:۲۸۷۰، سنن ابو داؤد:۴۷۵۱]

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ ایک صحیح حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی روح ایک پرندے کی شکل میں جنت کے باغات میں قیامت تک گھومتی پھرتی ہے۔

[سنن نسائی:۴/۴۸، سنن ابن ملجہ:۴۲۷۱، سنن ترمذی:۱۶۴۲، موطا امام مالک:۱/۲۴۰]

اس طرح کی متعدد آیات اور احادیثِ صحیحہ سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ جنت اس وقت بھی موجود ہے اور ہمیشہ قائم رہے گی۔

کائنات کی لامحدود وسعتوں میں سائنس آج ایسے بے شمار اجرام اور انتہائی وسیع وعریض کرّوں کے وجود کا اعتراف کر رہی ہے، جنھیں نہ کسی نے بچشمِ سر دیکھا اور نہ ہی خود سائنس دان ان کے اندرونی حالات سے باخبر ہیں، خام اندازوں اور موہوم قیاسات کی بنیاد پر اگر یہ اکتشافات مبنی بر عقل اور علم وتحقیق کے کارنامے قرار دیے جاسکتے ہیں تو پایدار علم وحی کی بنیاد پر جنت کا وجود اور اس کے اندر کی لافانی زندگی کے احوال کیونکر خلاف عقل ہوسکتے ہیں؟

فنا اور جنت

جنت اور دوزخ دونوں کے غیر فانی ہونے کا اعتقاد تمام مشہور کتب عقائد میں موجود ہے۔ چند شاذ و نادر اقوال کے علاوہ یہ جملہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ قرآن وسنت میں لفظ ''خلود'' کے علاوہ دیگر متعدد تعبیرات سے اس مفہوم کو بیان کیا گیا ہے۔

علمائے اعتقاد کے نزدیک فنا سے محفوظ رہنے والی اشیاء میں جنت اور دوزخ کے علاوہ بھی متعدد چیزیں شامل ہیں۔ جن میں عرش، کرسی، لوح وقلم مشہور ہیں۔ بعض علماء نے ارواح، جنت کی حوریں اور ریڑھ کی ہڈی کا آخری حصہ بھی ان میں شمار کیا ہے۔

[توضیح المقاصد شرح قصیدہ ابن قیم ۱/ ۹۶] نیز [رفع الاستار فی ابطال فناء النار، از امام صنعانی]

جہاں تک زلزلۂ قیامت کے بعد جنت کے غیر فانی ہونے کا تعلق ہے تو یہ بات بہت واضح

Marfat.com

ہے اور قرآن وسنت میں بقاء جنت کے دلائل کسی تاویل کے محتاج نہیں۔ لیکن کیا قیامت کی تباہی میں بھی جنت اور دیگر اشیاء مذکورہ باقی رہیں گی اور کسی نوع کی فنا سے دوچار نہیں ہوں گی؟ اہل اعتقاد کی عام رائے یہی ہے کہ یہ اشیاء محفوظ رہیں گی، بلکہ وہ آیت مبارکہ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ (القصص:۸۸) سے ان اشیاء کو مستثنیٰ قرار دیتے ہیں اور بعض لوگ ہلاکت کے مفہوم کی ایسی تشریح کرتے ہیں جو عدم فنا کے نظریئے کے قریب یا اس کے مطابق ہو۔ ان بزرگوں کا کہنا یہ ہے کہ مستثنیٰ اشیا صور اسرافیل اور زلزلۂ قیامت کے باوجود باقی رہیں گی۔

نیز دیکھیے [حادی الارواح، از ابن قیم ۱/ ۲۹۰][شرح عقیدہ طحاویہ، ص ۳۲۰، طبع مؤسسة الرسالہ]

دلچسپ امر یہ ہے کہ عدم فنا کی فہرست میں ملائکہ شامل نہیں اکثر علماء ان کی موت کے قائل ہیں جبکہ اس کی صریح نص موجود نہیں اور جن عمومی دلائل سے فرشتوں کی موت کو ثابت کیا جاتا ہے وہ فنا سے مستثنیٰ اشیا پر بھی وارد ہوتے ہیں۔

عام طور پر امور غیبیہ میں اثبات عقیدہ کے لیے جس درجے کی نصوص قطعیہ ہونے کا اصول بیان کیا جاتا ہے مذکورہ مسائل میں اس طرح کے دلائلِ صریحہ موجود نہیں۔

زیادہ مناسب بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس طرح عالم غیب کے بے شمار حقائق پر ایمان لانے کے باوجود ان کی کیفیت و ماہیت، مادہ وترکیب، صعود ونزول، حرکت و جمود اور افعال و تاثیرات کی تفاصیل کو اللہ کی مشیت اور علم پر موقوف کر دیا جاتا ہے اور کسی قطعی دلیل کے بغیر اُن پر کوئی حتمی بات نہیں کی جاتی، اسی طرح زلزلۂ قیامت اور صور اسرافیل کے موقع پر مذکورہ اشیا کے فنا وبقا کو بھی کسی حتمی رائے کے بجائے اللہ رب العزت کی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ پر موقوف کر دینا چاہیے، ایمانیات میں اقوال کے اضطراب اور تاویل وتوجیہ کے الزام سے محفوظ رہنے کا یہی ایک راستہ ہے۔ اللہ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ (بنی اسرائیل ۱۷:۳۶)

ایسی چیز کے پیچھے مت لگو جس کا تمھیں علم نہیں۔

ورنہ ان امور میں دو مشہور آرا میں جو بھی اختیار کی جائے گی اس پر چند اشکالات ضرور وارد

Marfat.com

ہوں گے۔ حیرت ہے کہ جو اہل علم مسئلہ صفات میں تاویل کے مخالف اور اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں وہ بھی یہاں تاویل کے جال میں گرفتار نظر آتے ہیں۔ چنانچہ محتاط رائے یہی ہے کہ اس طرح کے مسائل کو اللہ تعالیٰ کی تدبیر وقضا پر چھوڑ دیا جائے۔

حضرت آدم علیہ السلام کس جنت میں ٹھہرے تھے؟

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے کسی تفصیل کا ذکر کیے بغیر اس بارے میں صرف جنت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ لفظ جنت کو پڑھنے اور سننے سے ایک عام آدمی کے ذہن میں محض ایک ہی جنت کا تصور آتا ہے اور یہ وہی جنت ہے جس میں آخرت کے موقع پر مومنوں کو ٹھہرایا جائے گا اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ بہت سارے اہل علم نے یہی رائے اختیار کی ہے۔ تاہم بعض مفسرین اور اہل کلام نے اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے یہ موقف بھی اختیار کیا ہے کہ حضرت آدمؑ والی جنت آخرت والی نہیں تھی بلکہ وہ زمین پر ہی کہیں واقع تھی۔ اس سلسلے میں دونوں گروہوں نے اپنے اپنے موقف کی تائید میں بڑے مضبوط اور دلچسپ دلائل فراہم کیے ہیں اور ایک دوسرے کے دلائل کی تاویل وتوجیہہ بھی پیش کی ہے۔ تحقیق وتنقید کا شوق رکھنے والوں کے لیے یہ ایک علمی اور مفید بحث تو ہو سکتی ہے البتہ اس کا فیصلہ تو روز قیامت حضرت آدم سے پوچھ کر ہی ہو سکے گا کہ وہ جنت کون سی تھی جس میں انھیں بھیجا گیا تھا۔ اس سب کے باوجود قاری قرآن کے لیے بدیہی طور پر ان آیات کا مفہوم جاننے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں۔ محولہ بالا موضوع پر فریقین کے تفصیلی دلائل اور توجیہات کا مطالعہ کرنے کے لیے علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مفتاح دارا لسعادۃ'' صفحہ ۱۱ تا ۱۷ ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

جنت اور شیطان

یہ بات تو واضح ہے کہ تخلیق آدمؑ سے پہلے ابلیس اور فرشتوں کی قیام گاہ کوئی ایک ہی مشترک جگہ تھی، لیکن حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ بجالانے سے سرتابی کے بعد ابلیس کو اللہ تعالیٰ نے راندۂ درگاہ قرار دے دیا۔ اللہ کا حکم ہوا

Marfat.com

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ (الحجر: ۳۴) نیز (سورۃ ص: ۷۷)

اللہ نے حکم دیا کہ (اے ابلیس) تو یہاں سے نکل جا تو بڑا مردود ہے۔

قرآن پاک میں دیگر کئی مقامات پر بھی اس طرح کا حکم موجود ہے۔ ان آیات سے یہ علم ہوتا ہے کہ خروج سے پہلے وہ بھی اللہ کے فرشتوں کے ہمراہ مقیم تھا۔ گویا وہ جنت اس کی نعمتوں اور اس میں زندگی گزارنے کا تجربہ کر چکا تھا اور جنت سے نہ صرف پوری طرح واقف تھا بلکہ اسے اس درخت ''شجر ممنوعہ'' کے بارے میں بھی پورا علم تھا جس کا پھل کھانے سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ و حضرت حواؑ دونوں کو منع کر دیا تھا۔

لیکن یہ سوال اپنی جگہ موجود ہے کہ جنت سے دھتکارے جانے کے بعد شیطان کے لیے جنت میں مقیم آدم و حوا کو ورغلانا کیسے ممکن ہوا۔ اس کے جواب میں اہل تفسیر کے ہاں بہت سی مضطرب روایات اور بے سروپا اقوال پائے جاتے ہیں، ان کی جانب التفات میں کوئی علمی فائدہ موجود نہیں۔ تاہم تفاصیل سے دلچسپی رکھنے والے قرآن پاک کی سورہ بقرہ، سورہ اعراف، سورہ حجر، سورہ بنی اسرائیل، سورہ کہف اور سورہ طٰہٰ میں قصہ آدم و ابلیس سے متعلقہ آیاتِ کریمہ کو مختلف تفاسیر کی روشنی میں پڑھ سکتے ہیں۔

حضرت آدم و حوا کو جنت میں بسائے جانے اور شیطان ابلیس کو جنت سے بے دخل کیے جانے کے بعد شیطان کی جنت تک رسائی اور اس میں داخل ہونے کے امکان یا عدم امکان کی بحث کو اس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ قرآن پاک کے بعض بیانات کے مطابق شیطان نے آدم و حوا کو ''وسوسے'' کے ذریعے ورغلایا تھا اور اس کے فریب میں آ کر انھوں نے شجر ممنوعہ کا پھل کھا لیا تھا۔ وسوسہ ایک مخفی خیال کو کہتے ہیں جس کا ذریعہ نامعلوم ہو چنانچہ اس صورت میں بہکانے کے لیے شیطان کا جنت میں آنا ضروری نہیں، بلکہ اسے دی گئی اِلقائے وسوسہ کی قوتوں اور ذرائع سے یہ کام سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ جو اہل علم ابلیس کی جنت تک دسترس کے قائل نہیں ہیں وہ انھی آیات سے استناد کرتے ہیں۔

Marfat.com

دوسری طرف قرآن پاک کی چند آیات اس استدلال کو قوت بخشتی ہیں کہ شیطان نے جنت میں داخل ہوکر بالمشافہ گفتگو اور درخت کی نشاندہی کے ذریعے ابوالبشر حضرت آدم اور اماں حوا کو پھسلانے کی سعی نامسعود کا ارتکاب کیا تھا۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ اس قصے کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فَوَسْوَسَ اِلَیْهِ الشَّیْطٰنُ قَالَ یٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰی شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا یَبْلٰی○ (طٰہٰ ۲۰:۱۲۰)

شیطان نے آدم کو پھسلایا، کہنے لگا: اے آدم! کیا میں تمھیں وہ درخت بتاؤں جس سے ہمیشہ کی زندگی اور لازوال بادشاہی حاصل ہوتی ہے۔

ایک اور موقع پر اللہ نے فرمایا:

وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّیْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ○ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۔ (الاعراف ۷:۲۱-۲۲)

اور اس نے ان دونوں کو قسم کھا کے کہا کہ میں تمھارا سچا خیر خواہ ہوں اور (بالآخر) ان دونوں کو فریب میں مبتلا کر دیا۔

ابلیس کے جھانسے کے بارے میں ایک موقع پر اللہ کا ارشاد ہوا:

وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَیْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِیْنَ۔ (الاعراف ۷:۲۰)

اُس نے کہا کہ تمھارے رب نے تم دونوں کو اس درخت سے محض اس لیے روکا ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا پھر تمھیں ہیشگی کی زندگی حاصل نہ ہو جائے۔

ان آیات کے مفہوم سے بعض علماء اور مفسرین کے نزدیک یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت آدم وحواء کو بہکانے کا عمل شیطان نے جنت کے اندر داخل ہو کر کیا تھا۔

اب رہا یہ اعتراض کہ شیطان پر تو جنت حرام کر دی گئی تھی اور آدم کو سجدہ نہ کرنے کی پاداش میں اسے یہاں سے نکال دیا گیا تھا۔ پھر یہ کیسے جائز اور ممکن ہوگا کہ ابلیس جنت میں داخل ہو سکے۔ ان علما کی طرف سے اس اعتراض کو یہ کہہ کر رفع کر دیا گیا ہے کہ وہ جنت کا آزمائشی مرحلہ

Marfat.com

تھا اور حضرت آدمؑ اس میں امتحان کے لیے بھیجے گئے تھے۔ جنت کا وہ مرحلہ جس میں شیطان کا داخلہ بالکلیہ ممنوع ہے وہ روز آخر حساب و کتاب کے بعد شروع ہوگا۔

ابلیس اور جنت کے حوالے سے یہ چند باتیں شاید قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوں۔ تفاصیل کے لیے کتب تفسیر کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔

اہلِ جنت کے لیے اللہ جل شانہ کا دیدار

اہل قبلہ کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ جنت میں اللہ رب العزت اہل جنت کو اپنے دیدار سے فیضیاب فرمائیں گے یہ عقیدہ قرآن وسنت کی صریح نصوص سے ماخوذ ہے۔

قرآن پاک کی سورۃ قیامہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ اُس دن کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کی جانب دیکھ رہے ہوں گے۔

صحیح مسلم میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے آیت مبارکہ "لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ۝ اُن کے لیے جنت میں وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے اور ہمارے پاس کچھ مزید بھی ہوگا (ق ۵۰:۳۵)" پڑھی پھر فرمایا کہ جب جنتی جنت اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے تو ایک منادی اہل جنت کو پکار کے کہے گا کہ تمھارے لیے ایک وعدہ اللہ کے ہاں باقی رہ گیا ہے جسے وہ پورا فرمانا چاہتا ہے۔ جنتی پوچھیں گے کہ ایسا کون سا وعدہ ہے؟ کیا اللہ نے ہمارے (نامہ اعمال کے) پلڑے بھاری نہیں کر دیے اور ہمیں سرخ رو فرما کر جنت میں داخل نہیں کر دیا اور آگ سے بھی ہمیں محفوظ فرما دیا ہے (بس اسی اثنا میں) حجاب دور کر دیا جائے گا اور تمام جنتی اللہ کی جانب دیکھنے لگیں گے۔ آپؐ نے فرمایا کہ انھیں اس سے زیادہ پسندیدہ اور کوئی نعمت نہیں دی گئی ہوگی۔ پھر فرمایا کہ: یہی وہ مزید چیز ہے (جس کا آیت میں تذکرہ کیا گیا ہے)۔ [صحیح مسلم:۱۸۱، مسند احمد:۴/۳۳۳]

متعدد روایات میں "ولدینا مزید" اور ہمارے پاس مزید بھی ہے کی یہی تفسیر منقول ہے

Marfat.com

کہ اس سے مراد اللہ رب العزت کا مشاہدہ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت علیؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت انسؓ کے علاوہ دیگر کئی صحابہ کرام نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر بیان فرمائی ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ کی روایت میں بتایا گیا ہے کہ:

ہم چودھویں کی رات حضور ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے چاند کی طرف دیکھا پھر فرمایا کہ بے شک عنقریب تم اپنے رب کو اس چاند کی طرح عیاں دیکھو گے اور اللہ رب العزت کو دیکھنے میں تمھیں کوئی مشکل نہ ہوگی۔

[صحیح بخاری:۷۴۳۹، صحیح مسلم:۱۸۳، ترمذی:۲۵۵۴]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ:

ایک بار کچھ لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ کیا ہم لوگ روز قیامت اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ کیا تمھیں چودھویں کے چاند کو دیکھنے میں کوئی الجھن ہوتی ہے؟ انھوں نے جواباً کہا کہ کچھ نہیں، یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ جب بادل نہ ہوں تو کیا تمھیں سورج کو دیکھنے میں کوئی مشکل ہوتی ہے؟ انھوں نے پھر جواباً کہا کہ نہیں: آپ نے فرمایا کہ بس تم اسی طرح اپنے رب کو بھی دیکھ سکو گے۔

[صحیح بخاری:۷۴۳۷، صحیح مسلم:۱۸۲، سنن ابو داؤد:۴۷۳۰]

فرشتے کہاں ہوں گے؟

فرشتے انسانوں اور جنوں کی طرح ایک مکلّف مخلوق نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے بہت مقرب اور خاص رضا کار مخلوق ہیں، جو ہر آن تدبیرِ کائنات کے بارے میں اللہ کے احکامات بجالاتے ہیں اور کبھی غفلت و معصیت کا ارتکاب نہیں کرتے۔ قانونِ جزا و سزا اُن پر جاری نہیں ہوتا۔ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر بیان کردہ تفاصیل سے علم ہوتا ہے کہ جس طرح فرشتے قیامت سے پہلے کی دنیوی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے فرامین کے مطابق امورکون و مکان سرانجام دے رہے

Marfat.com

ہیں، بعینہ اسی طرح آخرت میں بھی وہ اللہ کے تفویض کردہ امور بجالائیں گے۔ وہ دوزخ میں بطور داروغہ ونگران بھی مقرر ہوں گے اور جنت کا استقبالیہ اور اہل جنت کی تکریم و پذیرائی بھی ان کے ذمہ ہوگی اور کچھ عرش معلیٰ کو اٹھانے اور اسی کے اردگرد کھڑے رہنے کا فریضہ ادا کریں گے۔

آخرت میں ملائکۂ کرام کی مختلف ذمہ داریاں اور فرائض جاننے کے لیے قرآن پاک سے چند حوالہ جات درج کیے جارہے ہیں۔ تفصیل کے لیے ان کا مطالعہ مفید ہوگا۔

(سورہ التحریم:٦)، (سورۃ المدثر:٣٠)، (سورۃ الاحزاب:٧٧)، (حم السجدۃ:٣١)، (الزمر:٧٥)، (الانبیاء١٠١ تا١٠٣)، (الرعد:٢٠ تا٢٤)

اہل جنت کا اللہ سے شرف ہمکلامی

جنتیوں کا اللہ رب العزت سے ہم کلام ہونے کا تذکرہ بھی بہت سی آیات اور صحیح احادیث سے مستنبط ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: تَحِیَّتُهُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۔ (الاحزاب ٣٣: ٤٤) اور سورۃ آل عمران میں اس ارشاد مبارک سے بھی اللہ تعالیٰ کا اہل جنت سے گفتگو فرمانا ثابت ہوتا ہے۔ ارشاد باری ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَلَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَكِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ○ (آل عمران ٣:٧٧) بے شک جن لوگوں نے اللہ کے عہد کو اور اپنے قسموں کو تھوڑی سی قیمت کے بدلے فروخت کر ڈالا، چنانچہ انھیں آخرت میں کوئی حصہ نہیں ملے گا نہ ہی اللہ ان سے محو گفتگو ہوگا اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور نہ انھیں پاکیزہ قرار دے گا۔

اس آیت سے یہ صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ نافرمانوں سے تو گفتگو نہیں فرمائے گا لیکن ان کے مقابلے میں یقیناً نیک اور فرماں بردار لوگوں سے ہم کلام ہوگا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

تم میں سے ہر ایک سے اللہ گفتگو کرے گا اور اللہ اور اس کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا جو باہم گفتگو کی ترجمانی کرے اللہ فرمائیں گے کہ کیا میں نے تمھاری طرف رسول نہیں بھیجا

Marfat.com

تھا کہ وہ تمھیں تبلیغ کرے بندہ کہے گا جی ہاں یا رب، اللہ فرمائیں گے کیا میں نے تجھے مال و دولت اور فضل وانعام سے نہیں نوازا تھا بندہ جواب دے گا جی ہاں اے رب......

[صحیح بخاری:۱۴۱۳، ۳۵۹۵، صحیح مسلم:۱۰۱۶]

اسی مفہوم کی ایک حدیث صحیح بخاری میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے کہ:
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہلِ جنت سے فرمائیں گے "اے اہل جنت" وہ جواباً عرض کریں گے "لبیک اے اللہ" اللہ فرمائیں گے کہ کیا تم خوش ہو گئے ہو؟ جنتی کہیں گے: اے اللہ آخر ہم کیوں نہ راضی ہوں جب کہ آپ نے تو ہمیں وہ کچھ عطا کر دیا ہے جو آپ نے اور کسی کو نہیں دیا۔ اللہ فرمائیں گے کہ کیا میں تمھیں اس سے بھی افضل چیز عطا نہ کروں، جنتی کہیں گے: اے اللہ اس سے افضل شے آخر کیا ہو سکتی ہے۔ اللہ فرمائیں گے کہ میں تم پر اپنی رضامندی نچھاور کر دوں گا اور یہ کہ اب میں تم سے کبھی خفا نہ ہوں گا۔

[صحیح بخاری:۷۵۱۸]

کیا جنت صرف اعمال کا بدلہ ہو گی؟

قرآن پاک میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيٓ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ○ (الزخرف ۴۳:۷۲) یہ وہ جنت ہے جس کے تم اپنے اعمال کی وجہ سے وارث بنا دیے گئے ہو۔ چند اور آیات سے بھی یہ مفہوم اخذ کیا جا سکتا ہے۔

دوسری طرف حضرت ابوہریرہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک صحیح حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

تم میں سے کوئی بھی اپنے عمل کے بدلے جنت میں نہیں جائے گا۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ کیا آپ بھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا ہاں، میں بھی اگر اللہ کی رحمت اور اس کا فضل شامل حال نہ ہوا۔ [صحیح بخاری:۵۶۷۳، ۶۴۶۴، صحیح مسلم:۲۸۱۶]

اس حدیث پاک کو مذکورہ بالا آیات مبارکہ کے مقابل دیکھا جائے تو بظاہر ایک الجھن

Marfat.com

محسوس ہوتی ہے اسی بنا پر ان آیات و حدیث کا مفہوم درست طور پر نہ سمجھنے کے باعث مشہور اعتقادی فرقے جبریہ اور قدریہ دو متضاد راہوں پر چل نکلے۔ جبریہ نے جنت میں داخلے کے لیے اعمال کی ضرورت اور تاثیر کو بالکل ساقط قرار دے دیا ان کے نزدیک اعمال کا جزا سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کے مدمقابل قدریہ نے اعمال کی بنیاد پر جنت کے استحقاق کا دعویٰ کیا۔ ان کے خیال میں جنت اعمال کا لازمی نتیجہ ہے۔

اس بارے میں مذکورہ آیات اور حدیث مبارکہ پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان میں باہم کوئی تعارض نہیں۔ آیات میں دراصل دخول جنت کے اسباب کی طرف اشارہ ہے جس طرح ہر مسبب کے لیے ایک سبب کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح جنت میں داخلے کے لیے بھی بطور سبب اعمال کا موجود ہونا لازمی ہے، تاہم ان اعمال کے مہیا ہو جانے کے باوجود یہ جان لینا چاہیے کہ یہ اعمال فی الواقع جنت کا حقیقی عوض اور قیمت نہیں ہو سکتے کہ محض انھی کے بل بوتے پر جنت میں داخلے کا مطالبہ کیا جا سکے بلکہ ان کے ساتھ اللہ کی رحمت و مغفرت اور فضل و انعام کا ہونا بہت ضروری ہے۔

حدیث پاک میں درحقیقت یہی بات بتائی گئی ہے آنحضرت ﷺ نے اعمال کی نفی نہیں فرمائی بلکہ اس بات کی تعلیم دی ہے کہ مطلق اعمال دخول جنت کے لیے کافی نہیں بلکہ اضافی طور پر ان کے ساتھ اللہ کی رحمت کا ہونا بھی لازمی ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ اللہ کی رحمت کا حصول کیونکر ممکن ہے تو اس سلسلے میں مومن کا عقیدہ اور امید اس بارے میں پائی جانے والی نصوص اور اللہ کے وعدے کے مطابق ہونی چاہیے۔ اللہ کا ارشاد ہے: كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ۔ (الانعام ۶: ۵۴) تمھارے رب نے اپنے اوپر رحمت لازم کرلی ہے۔ ایک اور موقع پر اللہ نے فرمایا: إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ۔ (الاعراف ۷: ۵۶) بے شک اللہ کی رحمت اچھے کام سرانجام دینے والوں کے قریب ہے۔ نیز ایک صحیح حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان فرماتے ہیں کہ:

Marfat.com

جب اللہ نے مخلوقات کو پیدا فرما دیا تو اپنے پاس عرش پر موجود ایک کتاب میں لکھا: بے شک میری رحمت میرے غضب پر غالب آ گئی ہے۔

[صحیح بخاری:۳۱۹۴، صحیح مسلم:۲۷۵۱]

اس مفہوم کی آیات واحادیث کی ایک بڑی تعداد کتاب وسنت میں موجود ہے۔ان سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ کی رحمت بے پایاں ہے اور یہ نیک وصالح لوگوں کے لیے لازم کر دی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نہ تو ظالم ہے اور نہ ہی وہ اپنے کیے ہوئے وعدوں کے خلاف اقدام فرماتا ہے: اس کا وعدہ مطیع وفرمانبردار لوگوں کے لیے یہی ہے کہ وہ انھیں ضرور جنت میں داخل فرمائے گا اگرچہ ان کے اعمال اور نیکیاں اللہ کے ہاں مطلوب معیار کے مطابق تو نہیں ہو سکتیں لیکن یہ اعمال اللہ کی رحمت کو اپنی جانب منعطف کرنے کا ذریعہ ضرور ہوں گے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ انھیں اپنی وسیع رحمت کے دامن میں سمیٹ کر جنت میں داخل کر دے گا۔

[اس موضوع پر مزید تفصیل کے لیے حافظ ابن قیم کی کتاب حادی الارواح الی بلادالافراح ص۶۱ کا مطالعہ مفید ہوگا۔]

کیا مومن ''جن'' جنت میں جائیں گے؟

اس بات پر تو علمائے امت کا اتفاق ہے کہ جن بھی انسانوں کی طرح تمام انبیاؑ کی شریعتوں میں خطاب کا حصہ رہے ہیں، وہ بھی انسانوں کی مانند ایک مکلّف مخلوق ہیں اور نبی کریم ﷺ جس طرح انسانوں کی جانب مبعوث کیے گئے بعینہ آپؐ جنوں کی طرف بھی مبعوث کیے گئے تھے۔

قرآن پاک کی سورہ احقاف اور سورہ جن میں جنوں کے کلام پاک کو سننے، ایمان لانے اور پھر اپنی قوم کو اس دین کی طرف دعوت دینے کا واقعہ موجود ہے۔اسی طرح آنحضرت ﷺ سے ملاقات کے لیے ان کے ایک وفد کی صورت میں حاضر ہونے کا تذکرہ صحیح احادیث میں موجود ہے۔

[صحیح بخاری:۳۸۶۰]

بعض صریح آیات قرآنیہ کی بنا پر اہلِ علم اس بات پر بھی متفق ہیں کہ نافرمان وکافر اور شرک

Marfat.com

میں مبتلا جنات جہنم میں جائیں گے۔ البتہ مومن وصالح جن کیا جنت میں جائیں گے؟ اس بارے میں علماء کی رائے متفق نہیں، چنانچہ ایک گروہ جنوں کے جنت میں جانے کا قائل نہیں ہے۔

اس اختلاف کی بنیادی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ قرآن پاک میں بعض مقامات پر جتنی وضاحت کے ساتھ کافر جنات کے واصل جہنم ہونے کا تذکرہ موجود ہے اتنی وضاحت کے ساتھ ان کے نیک وصالح افراد کے جنت میں داخلے کی صراحت موجود نہیں۔ لیکن اس شبہ کی اساس اتنی قوی نہیں کہ اس کی بنیاد پر یہ موقف اختیار کیا جائے کہ مومن و صالح جن جنت میں نہیں جائیں گے۔ جب کہ احکام شریعت کے اصولِ استنباط کے مطابق یہ طریقِ استدلال بہت واضح ہے کہ جب ان کے مشرک وکافر کا جہنمی ہونا ثابت ہے تو اس کا منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کے نیکوکار ضرور جنت میں داخل ہوں گے۔

علاوہ بریں یہ بات بھی سب کو تسلیم ہے کہ "جن" کتاب وسنت کے احکامات میں انسانوں کے ساتھ شامل ہیں، لہٰذا وہ جس طرح وعید وعذاب کے عمومی خطاب کا حصہ ہیں اسی طرح وعدے اور جزاء کے حکم میں بھی یقیناً شامل ہیں، بلکہ سورہ احقاف (۳۱) میں ان کے مومنین کے لیے عذاب سے بچاؤ کے ساتھ مغفرت کا بھی وعدہ کیا گیا ہے اور قرآن وسنت میں مغفرت کا ذکر کئی لحاظ سے دخول جنت کا ہم معنی ہے۔ اس طرح کے متعدد دلائل اور قوی اشارات کی بنیاد پر جمہور محققین کا موقف یہ ہے کہ نیک وفرماں بردار "جن" بھی اطاعت گزار انسانوں کی مانند جنت میں جائیں گے۔ واللہ اعلم

[تفصیل کے لیے دیکھیے، عجائب و غرائب الجن والشیاطین، از علامہ بدرالدین شبلی باب ۲۴ اور مفتاح دار السعادۃ از ابن قیم ص ۳۷، نیز لقط المرجان فی احکام الجان ص ۱۲۰ از علامہ سیوطی]

اہلِ جنت اور موت کی موت

جنت کی ابدی نعمت ولذت، لطف وسرور اور حیات جاودانی کے ساتھ موت کا تذکرہ دل کو بالکل نہیں بھاتا، ویسے بھی یہ بات محال معلوم ہوتی ہے کہ جنت کی سرمدی زندگی بھی ہو اور موت کا خوفناک وجود بھی برقرار رہے۔ جنت کے بارے میں موجود تفاصیل سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اہل

Marfat.com

جنت کی طبیعت کو مکدر کرنے یا انھیں غم و حزن میں مبتلا کرنے والی کوئی ادنیٰ سی چیز بھی کبھی ان کے سامنے نہیں آئے گی اور موت کا وجود تو ان ''مکدرات'' میں سب سے نمایاں ہے۔ چنانچہ صحیح احادیث میں ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

روز قیامت موت کو ایک سیاہ و سفید مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور اسے جنت و دوزخ کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا، پھر اہلِ جنت اور اہلِ جہنم دونوں سے کہا جائے گا کہ اب ہمیشگی ہے اور موت نہیں۔

[مسند احمد: ۲/۴۲۳، صحیح بخاری: ۴۷۳۰، صحیح مسلم: ۲۸۴۹]

کیا جنت اسی زمین پر ہوگی؟

جنت کے موجود ہونے کے بارے میں گفتگو پہلے گزر چکی ہے۔ یہ تمام اہلِ قبلہ کا متفقہ نظریہ ہے۔ لیکن یہ امر بھی واضح ہے کہ جنت کی اس وقت موجودگی کا مقام کسی بشر کو معلوم نہیں۔ وہ کائنات کی پہنائیوں میں کس جگہ مخفی ہے کوئی نہیں جانتا۔ مگر یہ خیال بعض اہل علم سے منقول ہے کہ جنت اسی سرزمین پر واقع ہوگی، فی الحقیقت اس تصور کی کوئی ٹھوس علمی بنیاد موجود نہیں۔ بعض نصوص سے بطور کنایہ و اندازہ جس قدر یہ تصور مترشح ہوتا ہے اس سے کچھ زیادہ یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جنت کا کوئی اور ہی مقام ہوگا جو اس کے بارے میں وارد ہونے والی تفاصیل اور وسعت کے بالکل شایانِ شان ہوگا۔ ہم ایک طرف اس زمین کے فانی اور جنت کے لافانی ہونے کا مشہور اعتقاد اہل علم کے درمیان پاتے ہیں، بھلا اس اعتقاد کے ساتھ یہ بات کیسے نبھ سکتی ہے کہ لازوال جنت اس فانی سرزمین پر واقع ہوگی۔ اگر یہ کہا جائے کہ فنا کے بعد جنت کے لیے دوبارہ اس زمین کو وسعت دے کر تخلیق کیا جائے گا تب بھی یہ کہنا تو بجا ہوگا کہ وہ زمین آج والی زمین تو نہ ہوگی، پھر اس تصور سے کسی حد تک یہ بھی لازم آتا ہے کہ گویا جنت اس وقت موجود نہیں یا اگر موجود ہے تو وہ کوئی اور جنت ہے اور قیامِ قیامت کے بعد جو جنت زمین پر قائم ہوگی وہ ایک نئی چیز ہوگی۔ قرآن پاک میں جنت کی وسعت زمین و آسمان کے برابر بیان کی گئی ہے۔ (آل عمران: ۱۳۳، الحدید: ۲۱)

Marfat.com

وسعت میں آسمان کے ساتھ یہ مشابہت دراصل جنت کی لامحدودیت کو ثابت کرتی ہے۔ اسی طرح بعض صحیح احادیث میں بھی جنت کی لامحدود وسعتوں کا تذکرہ موجود ہے۔

[دیکھیے: صحیح مسلم حدیث ۳۰۸ تا۳۱۴]

ان نصوص کی موجودگی میں جنت کو کسی ایک توسیع شدہ کرّے سے مخصوص کرنا شاید بہت بجا تصور نہیں بلکہ اس راہ میں کئی لاینحل اشکالات موجود ہیں۔ صحیح بات یہی ہے کہ غیبیات کے متعلق کوئی بات حتمی طور پر نہیں کہی جاسکتی۔ بہتر یہی ہے کہ اس بارے میں کچھ انتظار کرلیا جائے اس دوران دعاؤں کے علاوہ خود کو اعمالِ جنت سے متصف کرنے کی پوری سعی کی جائے تاکہ اللہ کی مقرر کردہ جنت میں ہم سب کو تھوڑی سی جگہ مل جائے۔ نبی صادقؐ کا فرمان ہے کہ جنت میں محض ایک چابک برابر جگہ دنیاومافیہا سے بہتر ہے۔

قرآن پاک میں ایک مقام پر جنت کے ساتھ ''ارض'' یعنی زمین کا لفظ صریحاً وارد ہوا ہے۔ متقی لوگ جنت میں داخل ہونے کے بعد اللہ کی حمد وثنا بیان کرتے ہوئے کہیں گے:

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ۔
(الزمر ۳۹: ۷۴)

اور وہ کہیں گے کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم سے کیا ہوا وعدہ سچا کر دکھایا اور ہمیں زمین کا وارث بنا دیا، اب ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنا ٹھکانہ بنا سکتے ہیں۔

مگر اس آیت میں بھی مذکورہ تصور کی کوئی دلیل نہیں یہاں ''ارض'' کا لفظ موجودہ زمین کے لیے نہیں بلکہ معہود جنت کی سطح اور اس کے آراستہ فرش کے لیے استعمال ہوا ہے۔ لغوی اعتبار سے ارض کا لفظ سرسبز اور مزیّن سطح اور فرش کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ موجودہ زمین کو ارض سے موسوم کرنے کی وجہ یہی ہے کہ اسے انسانی زندگی کے لیے لائق اور قابل صورت میں تیار کیا گیا ہے۔

جنت اور مومنوں کی کم سن اولاد

اہلِ علم اس بارے میں قریب قریب متفق ہیں کہ مسلمانوں کی وہ اولاد جو نابالغی میں ہی دنیا

Marfat.com

سے رخصت ہوگئی ہو وہ اپنے والدین کے ساتھ جنت میں ہوگی، آنحضرت ﷺ سے متعدد احادیث میں اس بات کی صراحت موجود ہے، اس کے علاوہ ان احادیث سے بھی یہ معنی اخذ کیا گیا ہے جن میں ان والدین کو جنت کی بشارت دی گئی ہے جن کے بچے کم عمری میں ہی داغ مفارقت دے گئے ہوں، چنانچہ جن کم سن بچوں کے باعث ان کے والدین جنت میں جائیں گے تو اس کا سبب بننے والے بچے تو بالاولیٰ جنت میں ہونے چاہییں۔ امام بخاریؒ نے اسی وجہ استدلال کی بنیاد پر اپنی کتاب الجامع الصحیح میں چند احادیث نقل کی ہیں جن سے ان کا یہ موقف بھی واضح ہوجاتا ہے کہ مومنین کی کم سن اولاد جنت میں جائے گی۔

[تفصیل کے لیے دیکھیے: فتح الباری ج۳/۲۴۴]

کفار کی نابالغ (فوت شدہ) اولاد اور جنت

مسلمانوں کی کم سنی میں فوت ہوجانے والی اولاد کی طرح مشرکین اور کفار کی ایسی اولاد بھی کیا جنت میں جائے گی؟ اس بارے میں اہل علم محدثین وفقہا کے مابین متعدد اقوال پر مبنی اختلاف پایا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کے مطابق یہ سوال نبی کریم ﷺ سے بھی پوچھا گیا تھا۔ آپ نے جواباً فرمایا: ''اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا کَانُوا عَامِلِیْنَ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ انھوں نے کیا عمل کرنا تھا'' اس حدیث میں آپؐ نے بظاہر مشرکین کے بچوں کے جنت میں داخلے کی واضح نفی نہیں فرمائی بلکہ اس معاملے کو اللہ کے علم اور مشیت پر موقوف کر دیا ہے۔ اس گنجائش کے باعث بعض علما نے مشرکین کے بچوں کے بارے میں یہ موقف اختیار کیا ہے کہ وہ بھی مومنین کے بچوں کی مانند جنت میں جائیں گے۔ اس سلسلے میں انھوں نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں عمومی طور پر اولاد بشر کے جنت میں جانے کا ذکر پایا جاتا ہے۔

مسند ابویعلی اور مسند بزار میں حضرت انس اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

Marfat.com

کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: میں نے اپنے رب سے کم عمر بچوں کو عذاب نہ دینے کا مطالبہ کیا تو اللہ نے میری بات منظور کرلی۔[مسند ابویعلی: ۲۰۵، مسند ابن الجعد:۲۹۰۶]

اس طرح متعدد احادیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت اسود رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آنحضور ﷺ سے یہ سوال منقول ہے:

میں نے نبی پاک ﷺ سے پوچھا کہ جنت میں کون کون ہوگا آپ نے فرمایا کہ نبی جنت میں ہوگا،شہید جنت میں ہوگا اور بچہ بھی جنت میں ہوگا۔[سنن ابوداؤد:۲۵۲۱، مسند احمد:۲۳۵۲۳]

اس موقف کی تائید حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں حضور اکرم ﷺ نے انسانوں کی فطرت کا اصول بیان فرمایا ہے۔آپؐ نے ارشاد فرمایا:

تمام بچے اپنی فطرت پر پیدا ہوتے ہیں پھر ان کے ماں باپ انھیں یہودی، نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔[صحیح بخاری:۱۳۰۵]

یہ حدیث بیان کرنے کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ تم چاہو تو اللہ کے اس قول کی تلاوت کرلو: فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا (الروم ۳۰:۳۰)

امام احمد بن حنبل، امام ابوشہاب زھری، امام بخاری اور امام ابن عبدالبر قرطبی کے علاوہ کثیر تعداد میں اہل علم کی رائے یہ ہے کہ آیت مبارکہ اور حدیث نبویؐ دونوں میں فطرت کا مطلب ''اسلام'' ہے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق یہی سب سے مشہور قول ہے:

اس تفصیل کی روشنی میں رجحان غالب کی بنیاد پر یہ امید قائم کی جاسکتی ہے کہ مشرکین کی کم سن اولاد اپنے فطری حکم کے مطابق اہل جنت کا حصہ ہوگی۔

[تفصیل کے لیے دیکھیے: ، فتح الباری بشرح البخاری:ج۳، ص۲۴۵ تا ۲۴۹]

Marfat.com

فصل دوم:

اہل جنت کی کیفیات (۱)

سب مومنوں کی جنت کیا ایک ہی جیسی ہوگی؟

جنت کے بارے میں آیات قرآنی اور جنت کی صفات بیان کرنے والی احادیث مبارکہ کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تمام مومنوں کے لیے جنت ایک جیسی نہیں ہوگی، بلکہ نیکیوں اور اعمال حسنہ کے درجات کے مطابق جنت کے مراتب اور نوعیتیں بھی مختلف ہوں گی۔ چنانچہ احادیث میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر کئی صحابہ کے لیے جنت کے الگ الگ محلات اور ان کی اقسام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح متعدد مخصوص اعمال صالحہ سرانجام دینے والوں کے لیے بھی جنت کے تفاوت اور فرق کا ذکر آثار نبویؐ میں مل جاتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہما غزوہ بدر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں کہ اے اللہ کے رسول آپ مجھے حارثہ کے بارے میں کیوں کچھ نہیں بتاتے اگر وہ جنت میں چلا گیا ہے تو میں صبر کرلوں اور اگر ایسا نہیں ہے تو میں اس پر خوب رولوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ام حارثہ وہاں جنت میں کئی جنتیں ہیں اور تمھارا بیٹا ''فردوس اعلیٰ'' تک پہنچ گیا ہے۔ [صحیح بخاری: ۲۸۰۹]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جنت کے درجات اور فرق کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اہل جنت اپنے اوپر دوسرے جنتیوں کو ان کے گھروں میں اس طرح دیکھیں گے کہ جیسے تم مشرق و مغرب کے افق پر دور چمکتے ستاروں کو دیکھتے ہو، (دور کا یہ منظر) ان کے درمیان مراتب کی وجہ سے ہوگا، لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاید یہ افقی منازل انبیاء کے لیے خاص ہوں گی۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں بلکہ ان لوگوں کے لیے بھی ہوں گی جو اللہ پر

Marfat.com

ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔[صحیح بخاری، ۳۲۵۰، صحیح مسلم: ۲۸۳۱]

اسی طرح جنت کے کم ترین درجے کے ساتھ جنت کے اعلیٰ ترین مقامات کا ذکر بھی کئی احادیث میں وارد ہوا ہے۔ یہ کم ترین درجہ بھی دنیا کے کسی مقتدر بادشاہ کی سلطنت سے دسیوں گنا بڑا ہوگا اور اس میں دل کی چاہت اور نگاہوں کی لذت کا ہر سامان میسر ہوگا۔[صحیح مسلم: ۲۸۳۴]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک صحیح حدیث میں صرف مجاہدین کے لیے تیار کردہ جنت میں ایک سو درجات کا ذکر آیا ہے، جن میں ہر دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان جتنا فرق بتایا گیا ہے۔

[صحیح بخاری: ۲۷۹۰]

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

جنت میں فقرا کی اکثریت

اللہ رب العزت کے وعدے کے مطابق مومنین بالآخر جنت میں جائیں گے، لیکن رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی تفصیلات کے مطابق جنت کے اکثر مکین فقراء و مساکین ہوں گے۔ احادیث سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ فقراء اور مساکین کا حساب و کتاب بھی مختصر ہوگا اور وہ امرا کے مقابلے میں بہت پہلے جنت کی طرف بھیج دیے جائیں گے جبکہ مال دار لوگوں کو روک لیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس اور عمران بن الحصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو مجھے وہاں فقرا کی اکثریت نظر آئی۔

[صحیح بخاری:۶۴۴۹، صحیح مسلم:۲۷۳۷]

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا (تو میں نے دیکھا) کہ جنت میں عام طور پر داخل ہونے والے لوگ مساکین تھے اور متمول لوگوں کو روک لیا گیا تھا، البتہ جہنمیوں کو دوزخ کی طرف بھیج دیا گیا تھا۔

[صحیح بخاری:۵۱۹۶، صحیح مسلم: ۲۷۳۶]

جنت میں نہ صرف فقرا کی تعداد بہت زیادہ ہوگی، بلکہ وہ اغنیا سے بہت پہلے جنت میں داخل ہو چکے ہوں گے۔

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ فقرا جنت میں اغنیا سے پانچ سو سال پہلے پہنچ جائیں گے۔[سنن ترمذی:۲۳۵۳]

گویا غریبوں کے لیے دنیا کی تنگ دستی اور عسرت کے بدلے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں اتنا عظیم الشان صلہ مقدر کر رکھا ہے، اسی لیے پیارے نبی ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ تو مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھنا اور مسکینی کی حالت میں موت عطا فرمانا اور روز قیامت بھی مسکینوں ہی کے ساتھ اٹھانا۔[صحیح سنن ترمذی:۲۳۵۲، صحیح ابن ماجہ ۳۳۴۵]

کبھی یہ دعا بھی فرماتے: اے اللہ تو آل محمد کے رزق کو بقدر ضرورت ہی رکھنا۔

[صحیح مسلم: ۱۰۵۵]

جنت سے مستقل محروم لوگ

حضرت آدم علیہ السلام کی آفرینش سے لے کر تا قیامِ قیامت پیدا ہونے والے اربوں انسانوں میں کچھ ایسے بدقسمت لوگ بھی ہوں گے جو آخرت میں اپنے رب کی رضا اور نعمت سے دور اور اس کی وسیع وعریض جنت سے محروم کر دیے جائیں گے، یہ وہ تمام لوگ ہوں گے جو قرآن پاک کے بیان کے مطابق اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک، اس کی آیات کی تکذیب اور تکبر و غرور میں مبتلا ہوں گے یا نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق ''بالفاظ دیگر'' مومن و مسلمان نہیں ہوں گے۔

اللہ کا فرمان مبارک ہے: اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ ۔ (المائدہ ۵:۷۲) بے شک جس نے اللہ کے ساتھ شرک کا ارتکاب کیا اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

ایک مقام پر اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: بے شک جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور (اس سلسلے میں) تکبر کا اظہار کیا ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور وہ جنت میں بھی اس وقت تک داخل نہ ہو سکیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے نہ گزر جائے۔ (الاعراف ۷:۴۰)

Marfat.com

مشرکین و کفار کی جنت سے محرومی کے بارے میں یہ بلیغ ترین تعبیر ہے جو قرآن پاک میں بیان کی گئی ہے۔ علاوہ بریں نبی کریم ﷺ نے بھی کئی مواقع پر اعلان اور منادی کروائی تھی کہ بے شک جنت میں سوائے مومن و مسلم کے اور کوئی داخل نہ ہوگا۔

[سنن دارمی:۲/۳۰۹، مسند ابی عوانۃ:۱/۱۲۲]

اہل جنت اور جہنمیوں کا مکالمہ

آخرت کی زندگی میں اگرچہ جنت اور جہنم کا باہم دور دور تک کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہوگا لیکن منشائے الٰہی کے مطابق کبھی کبھار جنتی اور جہنمی آپس میں گفتگو کرسکیں گے۔ یہ بات چیت کبھی جہنمیوں کی طرف سے ہوگی اور جنتی لوگ اس کا جواب دیں گے اور کبھی اس کے برعکس جنتی اس کا آغاز کریں گے۔

قرآن پاک میں دونوں طرح کی گفتگو کا تذکرہ موجود ہے سورہ اعراف میں ارشاد ربانی ہے:

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۭ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَي الظّٰلِمِيْنَ ۝ۙ (اعراف ۷:۴۴)

اہل جنت دوزخیوں کو پکار کر کہیں گے کہ ہم نے تو اپنے رب کے وعدے کو سچا دیکھ لیا ہے کیا تم سے کیا ہوا وعدہ بھی سچا ہوگیا ہے وہ جواباً کہیں گے جی ہاں پھر ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہو۔

اسی سورت میں چند آیات کے بعد جہنمیوں کی اہل جنت سے فریاد کا ذکر یوں آیا ہے:

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاۗءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۭ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۝ۙ (اعراف ۷:۵۰)

اہل جہنم جنتیوں کو پکار کر کہیں گے کہ ہمارے اوپر کچھ پانی تو انڈیل دو یا جو رزق اللہ نے تمھیں دے رکھا ہے اس میں سے کچھ ہمیں بھی دے دو۔ جنتی جواب دیں گے کہ یہ دونوں چیزیں اللہ نے کافروں کے لیے حرام کردی ہیں۔

Marfat.com

اسی طرح کی گفتگو کا تذکرہ سورہ مدثر میں بھی آیا ہے:

فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۝ (المدثر ۷۴: ۴۰-۴۷)

(مومنین جنت میں جانے کے بعد) مجرموں سے پوچھیں گے کہ تمھیں کیا چیز جہنم میں لے گئی وہ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور ہم مسکین کو کھانا بھی نہیں کھلاتے تھے۔ نیز فضول وبیہودہ گو لوگوں کے ساتھ ہم بھی شریک ہوجاتے تھے اور یوم حساب کے ہم منکر تھے یہاں تک کہ یہ یقینی بات ہم تک آ پہنچی۔

جنتیوں اور دوزخیوں کے درمیان یہ گفتگو دونوں کے مابین عظیم الشان فاصلوں کے باوجود کس طرح ممکن ہوگی؟ غیر مرئی اور نہایت سریع امواج برقی کے اس دور میں یہ سمجھنا چنداں مشکل نہیں۔ اس فانی دنیا کی فضائے بسیط میں موجود ناقص اسباب و ذرائع سے ایسا ہونا اگر آج ممکن ہے تو آخرت کی ایک ایسی زندگی جوان اسباب سے ماوراء بالکل نئے اور انوکھے قوانین طبیعہ پر قائم ہوگی وہاں ضرور دنیا کے مقابلے میں حواس انسانی کی قوتوں میں اس قدر اضافہ ہوجائے گا جن کی بدولت اس طرح کے کئی کرشمے وجود میں آتے رہیں گے۔ واللہ اعلم

اہلِ جنت جہنم کا نظارہ کریں گے

جنت و دوزخ اور ان میں جانے والوں کے متعلق قرآن وسنت میں وارد ہونے والی تفاصیل کو دیکھ کر یہ علم ہوتا ہے کہ جس طرح جنتی اہلِ جہنم سے بات چیت کرسکیں گے اسی طرح وہ گفتگو کے ساتھ انھیں جہنم میں مبتلائے عذاب حالت میں دیکھ بھی سکیں گے اور کوئی چیز اس میں مانع نہ ہوگی۔ قرآن پاک میں کئی مقامات کے علاوہ سورہ صافات میں اہل جنت کی پر کیف و مسرور اور عیش ونعمت سے بھرپور زندگی کی نقشہ کشی کرتے ہوئے ان کے جہنم کا مشاہدہ کرنے کے بارے میں بھی کچھ اسی طرح بتایا گیا ہے۔

''اللہ کے مخلص بندے جنت میں جب اپنی مسندوں پر آمنے سامنے بیٹھیں گے انواع و

Marfat.com

اقسام کے ماکولات وثمرات اور شفاف ولذیذ مشروبات سے ان کی تکریم و پذیرائی جاری ہوگی تو آپس میں وہ حیاتِ دنیوی کے بارے میں گفتگو کریں گے۔ان میں سے ایک شخص کہے گا کہ دنیا میں میرا ایک ہم نشین ہوا کرتا تھا وہ مجھ سے یہ کہتا تھا کہ کیا تم بھی ان باتوں کی تصدیق کرتے ہو کہ ہم مرکھپ کے جب مٹی اور ہڈیوں کا آمیزہ بن جائیں گے تو کیا پھر بھی ہم سے حساب وکتاب ہوگا؟

(اس موقعے پر) کوئی کہے گا: کیا تم اس شخص کو دیکھنا چاہتے ہو پھر جب وہ آگے بڑھ کر دیکھے گا تو اپنے اس ہم نشین کو جہنم کے بیچوں بیچ پائے گا، اسے پکار کے کہے گا کہ بخدا تم تو مجھے بھی برباد کرنا چاہتے تھے اگر میرے رب کی نعمت مجھے میسر نہ آتی تو آج میں بھی اس عذاب میں گرفتار ہوتا۔'' [دیکھیے: سورہ الصافات ۴۰:۵۱]

گزشتہ عنوان کے تحت جنتیوں اور جہنمیوں کے مابین بات چیت کے جو دلائل ذکر کیے گئے ہیں ان کے انداز سے بھی محض گفتگو ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس کے ساتھ رویت بھی اس میں شامل ہے لیکن سورہ صافات کی آیات میں رویت ونظارے دونوں کا مفہوم بہت واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔

ان بیانات سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ آخرت میں بصارت، گویائی اور سماعت کی قوتوں میں کس قدر اضافہ کر دیا جائے گا نیز یہ قوتیں میکانکی آلات کے بغیر ازخود اس قابل ہوں گی کہ ایک انسان ان سے پوری طرح استفادہ کر سکے۔

اس کے علاوہ دو اور مقامات ایسے ہیں جہاں جنت میں جانے والے سب لوگ لامحالہ دوزخ کا ایک نظارہ ضرور کریں گے۔

پہلا موقع تو عالم برزخ کا ہوگا جہاں احادیث کے مطابق جنتی انسان کو بھی ایک جھلک جہنم کی دکھلا کر بطورِ احسان وانعام یہ بتایا جائے گا کہ اب اللہ نے تمھیں اس سے محفوظ کر دیا ہے۔پھر اس کے لیے جنت کی کھڑکی کھول دی جائے گی اور وہ قیامت تک اس کی روح افزا اور عطر بیز ہواؤں سے لطف اندوز ہوتا رہے گا۔[صحیح بخاری ۱۳۷۴]

دوسرا موقع اس وقت پیش آئے گا جب تمام انسانوں کو جنت و دوزخ کے بیچ لگائے جانے والے پل صراط سے گزرنا پڑے گا یہاں بھی پل صراط کے نیچے جہنم کے خوفناک نظارے ہر

Marfat.com

گزرنے والے کا دل دھلا کے رکھ دیں گے۔ [صحیح مسلم: ۱۸۳]

قرآن پاک میں اس موقع کے حتمی اور لازم ہونے کا تذکرہ یوں آیا ہے

وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا (مریم ۱۹:۷۱)

اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو جہنم پر سے نہ گزرے اور یہ تیرے رب پر حتماً لازم ہے۔

اہلِ جنت کی سدا جوانی

اس دنیا سے اہلِ جنت جس عمر میں بھی رخصت ہوں جنت میں پہنچنے پر بہر حال وہ جوان ہو جائیں گے اور ان کی یہ جوانی سدا قائم رہے گی۔ پیری اور ناتوانی ان کے قریب بھی نہ پھٹکے گی گویا جنت میں وقت تھم جائے گا اور تمدّ زمانہ سے جو ضعف بدن انسانی میں یہاں پیدا ہو جاتا ہے وہ جنت میں نہیں ہوگا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اہل جنت میں سے خواہ کوئی چھوٹی عمر میں فوت ہوا یا بڑی عمر میں، جنت میں انھیں تیس سال کی عمر کا بنا دیا جائے گا۔ جنتیوں کی عمر اس سے آگے کبھی نہیں بڑھے گی اہل جہنم کا حال بھی ایسا ہی ہوگا۔ [صحیح مسلم: ۲۸۴۶، سنن ترمذی: ۲۵۶۴]

اس سلسلے میں یہ دلچسپ واقعہ تو بہت مشہور ہے کہ ایک مرتبہ قبیلۂ انصار کی ایک بڑھیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے لیے دعا فرمادیں کہ اللہ مجھے جنت میں داخل کر دے۔ آپؐ نے (مزاحاً) فرمایا کہ جنت میں کوئی بڑھیا نہیں جائے گی۔ یہ خاتون آپؐ کی بات سن کر رنجیدہ ہو گئی تو حضرت عائشہؓ نے بڑھیا کے رنج و غم کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا آپؐ نے فرمایا کہ وہی بات ٹھیک ہے جو میں کہہ رہا ہوں اللہ جب اسے جنت میں داخل کرے گا تو اسے جواں سال دوشیزہ بنا دے گا۔

[مصنف ابن ابی شیبہ ......، شمائل ترمذی ۲۴۰]

جنت میں خواہشات کی آزادی کا مفہوم

جنت کی نعمتوں، لطف و سرور اور لذتوں کی فراوانی کا ذکر قرآن و سنت میں کئی مقامات پر کیا

Marfat.com

گیا ہے۔ یہ اصول بھی بہت واضح ہے کہ ان نعمتوں کے اخذ و اختیار کی آزادی کو جنتیوں کی خواہشات اور چاہتوں سے مربوط کر دیا گیا ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ جنت میں جو چاہیں گے حسب خواہش ان کو ملے گا اور اپنی چاہت کے مطابق ہر فعل انجام دینے کا اختیار انھیں حاصل ہوگا۔ یہ بات قرآن پاک میں ''اشتہا'' یعنی خواہش اور ''مشیت'' یعنی چاہت کے الفاظ سے کئی جگہ بیان کی گئی ہے۔ اللہ کا ارشاد گرامی ہے:

وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ۔ (الانبیاء ۲۱:۱۰۲)

اور وہ اپنی من پسند چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ۔ (حم السجدۃ ۴۱:۳۱)

اور تمھارے لیے اس جنت میں وہ سب کچھ ہوگا جس کی تم خواہش کرو گے اور وہ بھی ہوگا جو تم مانگو گے۔

ایک موقع پر ارشاد ہوا:

وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ۔ (الزخرف ۴۳:۷۱)

اور جنت میں ہر من بھاتی اور نگاہوں کو لذت دینے والی شے موجود ہوگی۔

اس کے علاوہ مشیت کی تعبیر کے ساتھ ایک جگہ فرمایا:

لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ۔ (الفرقان ۲۵:۱۶)

ان کے واسطے جنت میں وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے اور وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

ایک اور جگہ ارشاد باری ہوا:

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ○ (ق ۵۰:۳۵)

ان کے لیے جنت میں وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے اور ہمارے پاس مزید بھی ہے۔

جنت میں اتنی آزادی، ناز برداری اور قدرت و اختیار کا بیان دیکھ کر شاید کسی کی مچلتی طبیعت میں یہ خواہش ابھرے کہ جو آرزوئیں دنیا میں شرعی پابندیوں اور اخلاقی قدغنوں کے باعث پوری نہیں ہو سکیں وہ سب جنت میں پوری کرنے کا موقع مل جائے گا۔ جیسا کہ مرزا غالب نے اپنی

Marfat.com

ناکام حسرتوں کا نوحہ کرتے ہوئے یہ تمنا کی ہے ؂

ان پری زادوں سے لیں گے خلد میں ہم انتقام
قدرت حق سے یہی حوریں اگر واں ہوگئیں

شاعرانہ تخیل کی حد تک تو اس کے جواز میں کوئی مانع نہیں، لیکن کیا فی الحقیقت یہ تصور درست ہوگا کہ دنیا کی محرمات اور ممنوعہ اشیا جنت میں حلال ہو جائیں گی اور حسب خواہش انھیں اختیار کیا جاسکے گا یا اللہ تعالیٰ کے ازلی قانون کے برخلاف بھی کوئی خواہش جنت میں پوری ہو جائے گی؟ یہی وہ نازک سوال ہے جو کسی ذہن میں پیدا ہو سکتا ہے اور کم علمی کے باعث اس کے وقوع اور جواز کا مزعومہ خیال بھی دل میں آ سکتا ہے۔

اس کی وضاحت کے لیے دو چیزوں کا سمجھنا بہت ضروری ہے پہلی یہ چیز کہ دنیا میں حرام اشیا کی علت دراصل کیا ہے؟ اور دوسری یہ کہ جنت کی فطرت وطبیعت کن اصولوں پر مبنی ہے؟ انھی دو نکتوں کی تفہیم سے ساری بحث سمجھ میں آ جائے گی۔

ا۔ شریعت کی حرام کردہ اشیا کی حقیقی علتوں کا علم تو صرف شارع کے پاس ہے۔ لیکن کتاب و سنت کے بیانات اور اسلوب سے کچھ علل اور وجوہات خود بخود نمایاں ہو جاتی ہیں۔ غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ بہت سی حرام اشیا اور افعال، خبث، فساد اور ظلم پر مبنی ہیں انھیں قباحتوں کی وجہ سے انھیں حرام قرار دے دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر سود، مردار، خنزیر، شراب، زنا ولواطت، غصب وقتل، جھوٹ، فریب، غیبت، چوری اور تہمت وغیرہ میں ان وجوہ کو بآسانی تلاش کیا جا سکتا ہے۔ اس کے مقابلے میں دنیا میں طیب و پاکیزہ اشیا اور فساد وظلم سے مبرا معاملات کو حلال قرار دیا گیا ہے۔ بعض چیزیں جو اغلباً ایمانی امتحان اور آزمائش کے لیے ممنوع قرار دی گئی ہیں اور ان میں بظاہر مذکورہ بالا علتیں واضح نہیں۔ انھیں جنت میں حلال قرار دے دیا جائے گا۔ مثلاً ریشم اور سونا دنیا میں مردوں پر حرام ہیں۔ لیکن آخرت میں ان کی حلت پر نص موجود ہے۔

[صحیح بخاری: ۵۶۳۵، صحیح مسلم: ۲۰۶۸]

Marfat.com

اسی طرح سونے چاندی کے برتنوں پر دنیا میں تو پابندی ہے لیکن آخرت کے برتن سونے اور چاندی کے ہی ہوں گے۔[صحیح بخاری ۵۶۳۲، الزخرف: ۷۱، الدھر: ۱۵-۱۶]

ریشم سونے اور چاندی میں بظاہر، خباثت، فساد اور ظلم جیسی کوئی علت نہیں پائی جاتی بلکہ یہ دنیا میں محض آزمائش کے لیے ممنوع تھے۔ واللہ اعلم

۲۔ دوسرے نکتے اور سوال کے متعلق کچھ اصولی باتیں قبل ازیں ''حیات جنت کے اصول'' کے تحت گزر چکی ہیں لیکن کچھ مزید وضاحت یہاں افادے سے خالی نہیں ہوگی۔

جنت کے بارے میں کتاب وسنت کی نصوص قطعی طور پر یہ واضح کرتی ہیں کہ جنت پاکیزگی اور طہارت، نفاست اور صفائی کا مقام ہے وہ نہایت شفاف اور اجلی جگہ ہے ہر عیب سے پاک، سالم اور مامون ٹھکانہ ہے۔ قرآن مجید نے نہایت بلیغ انداز میں جامع اصطلاحات کے ساتھ جنت اور اہل جنت کی اس کیفیت کو بیان کیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلٰمًا ۔ (مریم ۱۹:۶۲)

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ﴿۲۵﴾ إِلَّا قِيلًا سَلٰمًا سَلٰمًا۔ (الواقعۃ ۵۶:۲۵-۲۶)

سورۃ انعام میں فرمایا:

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ (انعام ۶:۱۲۷)

ان آیات میں ''لغو'' اور ''تاثیم'' ہر قسم کے گناہ اور معصیت نیز ہر نوع کے فضول، بیہودہ، فحش معیوب اور عبث امور کا احاطہ کرنے والی اصطلاحات ہیں، آیات میں ان کی نفی کر دی گئی ہے۔ ان کے مقابلے میں ''سلام'' جیسی نہایت جامع صفت بیان کی گئی ہے۔ اس طرح دیگر مقامات پر بھی کئی مختلف اسالیب کے ساتھ جنت کے سراسر خیر ہونے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان تمام نصوص کا مفہوم یہی ہے کہ جنت نہ صرف خود ایک سلیم الفطرت مقام ہے بلکہ اس میں داخل ہونے والا ہر جنتی بھی سلیم الطبع ہوگا۔ خلافِ فطرت ہر طرح کے ذوق سے انھیں پاک کر دیا جائے گا۔ اس کے

Marfat.com

کان، آنکھیں، زبان اور قلب و دماغ تمام سفلی جذبات وخیالات سے منزہ ہو جائیں گے۔

اس تفصیل کے بعد یہ جان لینے میں اب کوئی شبہ باقی نہیں رہنا چاہیے کہ جنت میں تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن کے بعد یہ امکان ہی باقی نہیں رہے گا کہ اہل جنت کے دل میں کبھی کوئی معیوب خواہش پیدا ہو سکے یا کوئی ناروا ہیجان جنس اور پراگندہ خیال ان کی آسودگی کو مکدر بنا سکے، وہ جنت کی ان گنت میسر نعمتوں اور ہر آن ترقی پذیر رعنائیوں میں اس قدر مشغول اور مگن ہوں گے کہ ان کی نگاہ کسی اور طرف ملتفت ہی نہ ہوگی، ان کے دل کے قرار اور آنکھوں کی ٹھنڈک کے اسباب وہاں اتنے متوفر ہوں گے کہ وہ صبح وشام حمدِ الٰہی میں مصروف اور اس عیش وتنعم پر اللہ کا شکر بجالائیں گے۔

دنیا میں تو یہ محرمات امتحان اور آزمائش کے لیے اپنا کامل وجود رکھتی تھیں اور مومن بھی فتنۂ شیطانی میں مبتلا ہو کر ان کی جانب لڑھک جاتا تھا، مگر جنت کی معاشرت میں یہ محرمات معدوم ہو جائیں گی اور قبیح علتوں والی کوئی شئے بھی وہاں باقی نہیں رہے گی۔ لہٰذا خواہشات کی آزادی سے یہ مطلب نکالنا کسی طرح بھی درست نہیں کہ جنتی لوگ وہاں پر بھی ہوائے باطلہ کی بنیاد پر اپنی ناتمام خواہشات پوری کرتے پھریں گے، جنت کے معاملات کو وہاں کے پاکیزہ فطری قوانین اور خاص رموزِ تکوینی کی روشنی میں ہی دیکھنا چاہیے۔ بحث کے جزوی اشارات کے لیے دیکھیے:

۱۔ تفسیر کبیر از امام رازی ج ۲۴/ص ۵۹ ۲۔ روح المعانی ج ۲۵/ص ۹۹

۳۔ تفہیم القرآن ج ۳/ص ۷۵ ۴۔ ردالمختار ۱۵/ ۷۷

۵۔ تبیین الحقائق مع حاشیہ شبلی ۳/ ۱۸۱ ۶۔ طبقات الحنفیۃ ۲/ ۴۶۵

جنت میں توالد وتناسل

جنت میں ازواج کی موجودگی تو ایک معروف حقیقت ہے اس کے دلائل بھی ظاہر و باہر ہیں البتہ کیا جنت میں ان ازواج سے کوئی اولاد ہوگی؟ اس بارے میں اہل علم کی رائے قریب قریب متفق ہے کہ جنتیوں کے ہاں توالد وتناسل کا سلسلہ نہیں ہوگا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

منقول ایک صحیح حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمایا کہ:

اگر مومن جنت میں اولاد کا خواہشمند ہوا تو (بحکم الٰہی) اس کے حمل، پیدائش اور جنت کی مخصوص عمر تک پہنچنا بس ایک لمحے میں مکمل ہو جائے گا۔[سنن ترمذی: ۲۵۶۳]

مشہور محدث امام اسحاق بن راہویہ اس حدیث کی تشریح میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ بر سبیل فرض وامکان کی بنیاد پر کہا گیا ہے لیکن جنتی کبھی ایسی خواہش نہیں کریں گے۔

اس بات کی تائید ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے جو حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے بیان فرمائی ہے کہ آپ نے قیامت اور حساب وکتاب کی طویل تفصیلات بتاتے ہوئے فرمایا کہ:

جنت میں نیک عورتیں نیک مردوں کے لیے ہوں گی دونوں ایک دوسرے سے لطف اٹھائیں گے لیکن اولاد نہیں ہوگی۔[مسند احمد: ۶۹۵۲ مع حاشیہ سندھی]

یاد رہے کہ دنیا میں استقرار حمل کا سبب بننے والا مادہ منویہ اور خون حیض دونوں کا جنت میں وجود نہیں ہوگا بعض احادیث میں اولاد کے ساتھ ان دونوں چیزوں کی بھی نفی وارد ہوئی ہے۔

[دیکھیے فتح الباری:ج۶/۳۲۰، مصنف عبد الرزاق ۲۰۸۹۰]

جنت میں اولاد نہ ہونے کی ایک عقلی توجیہہ بہت واضح ہے کہ دنیا میں انسان اپنے فنا ہونے کے خوف اور مر جانے کے خدشے سے فطری طور پر اس کی ضرورت محسوس کرتا ہے کہ اس کے مال واسباب اور اس کی بقائے نسل کے لیے کوئی نہ کوئی وارث اور جانشین ہونا چاہیے۔ یہ تصور اسے حصول اولاد کے لیے مجبور کیے رکھتا ہے۔ لیکن جب جنت میں اس کا مال ومتاع اور زندگی دونوں لافانی ہو جائیں گے تو اپنے وارث کے حصول کی خواہش بھی خود ہی دم توڑ دے گی۔

حورانِ جنت اور ازواج کی تعداد

قرآن پاک میں چار مقامات ''سورۃ الدخان: ۵۴'' ''سورۃ الطّور: ۲۰'' سورۃ الرحمٰن: ۷۲ ''اور'' سورۃ الواقعہ: ۲۲'' میں حوران جنت کا تذکرہ لفظ ''حور'' کے ساتھ آیا ہے جبکہ

Marfat.com

دیگر چند مقامات پر ان کے لیے دوسرے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں قرآن کا ظاہری اسلوب جنت میں حوروں کی کثرت کو واضح کرتا ہے اگرچہ تعداد کا ذکر قرآن میں کہیں وارد نہیں ہوا۔

صحیح بخاری کی بعض احادیث میں ہر جنتی کے لے دو بیویوں کا ذکر کیا گیا ہے ان دو بیویوں کے بارے میں اکثر اہل علم کی رائے ہے کہ یہ اہل دنیا کی عورتوں میں سے ہوں گی یہ مفہوم بعض احادیث سے ہی ماخوذ ہے۔[صحیح بخاری: ۳۲۴۵]

البتہ مسند احمد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث میں بہتر (۷۲) حوروں کا تذکرہ موجود ہے۔ [مسند احمد ۹۲۴۸ اور ۱۳۳۱۵۲، بیت الافکار]

اسی طرح بعض احادیث میں یہ تعداد بڑھتے بڑھتے حیرت انگیز طور پر پندرہ سو تک پہنچ گئی ہے۔

[فتح الباری ج۶، ص ۳۲۵]

تاہم محدثین کے نزدیک تعداد بیان کرنے والی یہ احادیث ضعفِ اسناد اور معنوی علتوں کی بنیاد پر قابل التفات نہیں ہیں۔ عددی تعین سے قطع نظر اس بارے میں قرآن اور صحیح احادیث کے مندرجات کا جائزہ لینے سے یہ حقیقت نمایاں ہوجاتی ہے کہ جنت میں بہرحال حوروں کی ایک بڑی تعداد ہوگی جس کا ٹھیک علم اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں۔

[دیکھیے صحیح بخاری: ۳۲۴۳، صحیح مسلم: ۷۱۵۸]

عربی زبان کے اسلوب کا یہ پہلو بھی نظر سے مخفی نہیں رہنا چاہیے کہ عربی میں گاہے ستر بہتر کا عدد محض کثرت کے اظہار کے لیے استعمال ہوتا ہے، متعین تعداد مراد نہیں ہوتی۔ بظاہر ایک بڑی تعداد کا ذکر عوام الناس کے مزاج کے لحاظ سے چونکہ دلچسپی کا پہلو لیے ہوئے ہے چنانچہ خطبا اور واعظین مبالغہ آمیزی کے ساتھ اس کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں۔

جنت میں مرد زیادہ ہوں گے یا عورتیں؟

دونوں صنفوں کے درمیان اس موضوع پر بحث وگفتگو تو کسی بھی وقت ہوسکتی ہے، لیکن صحابیؓ

Marfat.com

رسول ﷺ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فی الواقع کچھ مرد و خواتین کے درمیان یہ مباحثہ ہوا، انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جنت میں عورتیں زیادہ ہوں گی، کیا ابو القاسم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ جنت میں داخل ہونے والے مردوں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی، اور جنت میں کوئی غیر شادی شدہ نہیں ہوگا۔

[صحیح مسلم: ۴۱۷۴]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں روایت شدہ سابق الذکر الفاظ حدیث سے یہ دلچسپ استدلال کیا۔ یہ الفاظ جو اپنے مفہوم میں بہت واضح تھے لیکن بحث کرنے والے مرد وخواتین کی توجہ اس جانب نہ ہو سکی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان فیصلہ فرما دیا۔ اس نص کی بنیاد پر جنت میں عورتوں کی ثابت شدہ کم از کم تعداد بھی مردوں سے دوگنی بنتی ہے۔

حوریں افضل ہوں گی یا جنتی عورتیں؟

قرآن و حدیث میں حورانِ جنت کے سحر انگیز حسن، مبہوت کر دینے والی خوبصورتی اور خیرہ کن پیکرِ جمال کا ذکر دیکھ کر شاید کسی کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جائے کہ جنت کی حوریں جنتی عورتوں سے بہت بڑھ کر ہوں گی۔ لیکن مومن عورتوں کے لیے یہ اطلاع کسی نوید سے کم نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے مطابق جنتی عورتیں حوروں سے بدرجہا افضل اور تابناک ہوں گی آپؐ نے فرمایا:

> جنتی عورتوں کی حوروں پر افضلیت ایسے ہی ہے جیسے (حسن منظر میں)
> اوپر کی پوشاک کو اندرونی پیرہن پر افضلیت حاصل ہوتی ہے۔

[معجم الطبرانی الکبیر ۱۹۳۱۲، ج ۱۷]

آپ کے بیان کے مطابق زیبائی و رعنائی میں اُن پر یہ ترجیح اس عبادت کے عوض ہوگی جو انھوں نے دنیوی زندگی میں جنت کمانے اور خوشنودیٔ رب کے لیے کی ہوگی۔

[صفة الجنة از ضیاء الدین مقدسی حدیث نمبر ۱۲۰- معجم الطبرانی اوسط، ۳۱۴۱]

Marfat.com

جنت اور شادی

جس طرح جنت میں کوئی بوڑھا نہیں ہوگا بلکہ ہر ایک کو جوان بنا دیا جائے گا اسی طرح جنت میں کوئی غیر شادی شدہ نہیں رہے گا بلکہ سب کی شادیاں کرادی جائیں گی دنیا کی زندگی میں تو بعض موانع کے سبب کچھ مومنین شادی سے محروم رہ سکتے ہیں لیکن جنت میں جانے کے بعد ایسا نہیں ہوگا۔

قرآن پاک میں کئی مقامات پر اہل جنت کی زوجات کا تذکرہ موجود ہے مگر سورہ دخان: ۵۴ اور سورۃ طور: ۲۰ میں خاص طور پر ان کی شادی ''حورعین'' سے کرائے جانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ گزشتہ عنوان کے تحت صحیح مسلم کی روایت میں بھی اس بات کی صراحت موجود ہے۔

یہاں یہ تذکرہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں ایسی عورتیں جن کے ایک سے زائد نکاح ہوئے اور وہ متعدد مردوں کی زوجیت میں رہیں۔ جنت میں ایسی خاتون آخر کس شوہر کے ساتھ ہوگی؟ یہ سوال آنحضرت ﷺ سے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا تھا آپ نے جواب میں فرمایا کہ روز آخرت اس طرح کی عورت کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ دنیا میں بننے والے اپنے متعدد شوہروں میں سے اس شخص کا انتخاب کرے جو رویے اور حسن اخلاق کے لحاظ سے سب سے بہتر ہو چنانچہ اس عورت کو اس کے منتخب کردہ مرد کی زوجیت میں دے دیا جائے گا۔ پھر آپؐ نے فرمایا:

اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا حسن خلق نے دنیا و آخرت کی سب اچھائیاں سمیٹ لی ہیں۔[طبرانی]

اس بارے میں دوسری رائے مشہور صحابی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ ان کے خیال میں ایسی عورت جنت میں اپنے آخری شوہر کے ساتھ ہوگی، اسی بنا پر افرادِ امت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجات کے ساتھ آپ کی وفات کے بعد نکاح کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔[دیکھیے: سیر اعلام النبلاء از امام ذہبی، ج۲، ص۲۰۸]

بعض اہلِ علم نے یہ رائے اختیار کی ہے لیکن محققین کے نزدیک یہ توجیہہ اور اس سے استنباط محلِ نظر ہے۔ کیونکہ قرآن پاک میں ازواج رسولؐ سے امت کے نکاح کی ممانعت دراصل اس بنا پر ہے کہ انھیں تمام امت کے لیے ماں کا درجہ دے دیا گیا۔

Marfat.com

چنانچہ سورۂ الاحزاب آیت نمبر ۶ میں پہلے ازواجِ رسولؐ کو امت کی مائیں قرار دیا گیا ہے اور پھر اسی سورت کی آیت نمبر ۵۳ میں پوری امت کے مردوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہراتؓ کے ساتھ نکاح کرنے سے ہمیشہ کے لیے روک دیا گیا ہے۔

اسی طرح اس قول کے اختیار کرنے سے یہ لازم آتا ہے کہ جواں عمری میں بیوہ ہو جانے والی متعدد عورتیں محض اس خیال سے نکاحِ ثانی سے گریز کرتی رہیں کہ وہ آخرت میں اپنے پہلے والے شوہر سے محروم نہیں ہونا چاہتیں۔ یہ چیز مقاصد شریعت کے صریحاً منافی معلوم ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں باقی اقوال قابل التفات نہیں۔

البتہ یہ سوال اپنی جگہ برقرار ہے کہ جو عورت دنیا میں اپنے شوہر کو بوجوہ ناپسند کرتی رہی کیا وہ آخرت میں بھی اسی کی بیوی بنے گی یا اسے اپنے لیے وہاں نئے شوہر کے انتخاب کی اجازت ہوگی اہل علم کے نزدیک اس سلسلے میں روحِ شریعت کا غالب تقاضا یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کے جنت میں جانے کے بعد دنیا میں ناپسندیدگی کے جو اسباب و وجوہ موجود تھے وہ بالکلیہ ختم کر دیے جائیں گے، نفرت، کینہ و بغض جیسے عوامل دلوں سے دھوڈالنے کے بعد ہی جنت میں بھیجا جائے گا۔ دلوں کی صفائی کا تذکرہ دو مقامات پر قرآن پاک میں آیا ہے۔ دیکھیے (الاعراف: ۴۳، نیز الحجر: ۴۷)

یہ صورت دنیا میں بھی مجرب ہے یہاں بھی بہت سی مبغوض اشیا اور افراد اسباب دور ہو جانے کے بعد محبوب بن جاتے ہیں جنت میں تو یہ کیفیت زیادہ کامل اور پایدار ہوگی۔ چنانچہ عورت اپنے اسی شوہر کے ساتھ مسرور و خوشحال ہو جائے گی اور کوئی دوری اس کے دل میں باقی نہ رہے گی۔ البتہ ایسی عورت جس کا شوہر کسی وجہ سے سزاوارِ عذاب ہو کر جنت سے روک دیا گیا اور بیوی جنت میں چلی گئی تو ایسی عورت کو اس کی رضا کے مطابق کسی جنتی مرد کی زوجیت میں دے دیا جائے گا۔ واللہ اعلم

جنت کی نعمتوں میں مومن عورتوں کا حصہ

قرآن و سنت کی نصوص میں یہ قضیہ بہت واضح ہے کہ جنت میں جس طرح مومن مرد داخل ہوں گے بالکل اسی طرح مومن عورتوں کا مقام بھی جنت ہوگا۔ عام طور پر اس بارے میں قانون اغلبیت کے تحت ''جمع مذکر'' کے صیغے استعمال کیے گئے ہیں۔ تمام زبانوں کے قواعد لغت میں یہ

Marfat.com

طریقہ معروف ہے اور اس میں عورتیں شامل سمجھی جاتی ہیں۔ تاہم قرآن پاک میں متعدد مقامات پر مختلف نیک صفات کے ساتھ مومن مردوں اور مومن عورتوں کا الگ الگ تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔ یہ مقامات تعداد میں اس قدر ہیں کہ کوئی ابہام باقی نہیں رہتا۔ بطور مثال قرآن مجید کے درج ذیل مقامات ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ .... (آلِ عمران ۳:۱۹۵)

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ..... (النساء ۴:۱۲۴)

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ..... (المومن ۴۰:۴۰)

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ ...... (الاحزاب ۳۳:۳۵)

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ .... (التوبۃ ۹:۷۱)

لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ .... (الفتح ۴۸:۵)

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ .... (الحدید ۵۷:۱۲)

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ .... (التوبۃ ۹:۷۲)

وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ .... (الاحزاب ۳۳:۷۳)

یہ چند وہ آیات ہیں جن میں جداگانہ طور پر عورتوں کا باقاعدہ ذکر موجود ہے البتہ مفہوم اور تعبیرات کے لحاظ سے دیگر آیات بھی تلاش کی جا سکتی ہیں۔

نزولِ قرآن کے زمانے میں ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نے بھی ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ استفسار کیا تھا۔ اِنِّی لَاَسْمَعُ اللّٰهَ يَذْكُرُ الرِّجَالَ فِي الْهِجْرَةِ وَلَا يَذْكُرُ النِّسَاءَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ. (آل عمران ۳:۱۹۵)

[سنن ترمذی:۳۰۲۳]

میں سنتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہجرت کے بارے میں مردوں کا ذکر تو فرماتے ہیں مگر عورتوں کا ذکر نہیں فرماتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: پس ان کے رب نے ان کی

Marfat.com

بات قبول کرلی ہے: کہ بے شک میں کسی بھی عمل کرنے والے مرد یا عورت کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا۔ تم ایک دوسرے کے ہم جنس ہو، لہٰذا جن لوگوں نے میری خاطر اپنے وطن چھوڑے اور انھیں اپنے گھروں سے نکال دیا گیا۔ وہ میری راہ میں ستائے گئے اور جو میری لیے لڑے اور مارے گئے، میں اُن کے سب گناہ معاف کردوں گا اور انھیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ ان کا انعام ہے اللہ کے ہاں اور بہترین بدلہ اللہ ہی کے پاس ہے۔

جنت کی بے شمار معروف نعمتوں سے مرد و عورت کے یکساں استفادے اور محظوظ ہونے پر تو کوئی اعتراض نہیں اٹھتا لیکن یہ سوال کہیں نہ کہیں ضرور سننے کو مل جاتا ہے کہ جنت میں جس طرح مرد مومنین کے لیے ایک سے زائد حوریں اور بیویاں موجود ہوں گی اس طرح کا انتظام جنت میں عورتوں کے لیے کیوں نہیں؟ خاص طور پر آج کے فساد زدہ زمانے میں بعض جاہلیت نواز خواتین تو دنیا میں بھی بہت بے باکی سے مردوں کی طرح تعدّد ازدواج کا مطالبہ کرتی ہوئی نظر آتی ہیں چنانچہ کچھ بعید نہیں کہ جنت کے بارے میں بھی ایسی خواہش ظاہر کی جائے۔

اس کے جواب میں کسی خاص منطق کی ضرورت نہیں، یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ اس طرح کا خیال صرف دنیا میں آسکتا ہے، یہاں وسوسۂ شیطانی اور مادر پدر آزاد تہذیبی اثرات اس کا موجب ہوسکتے ہیں۔ تاہم یہاں بھی اس کا معیوب ہونا سب کے سامنے بہت واضح ہے۔

حیات جنت کے بارے میں ایسا فاسد تصور دراصل ایک فاسد قیاس کا نتیجہ ہے جو جنت کی زندگی کو دنیا کی مانند سمجھ لینے سے نمودار ہوتا ہے۔ اس بات کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے کہ جنت سراسر پاکیزگی کا مقام ہے، وہاں اغوائے شیطانی اور ابلیسی وساوس کا وجود نہیں، انسانی طبائع کو پوری قلب ماہیت کے بعد ہی جنت کی نعمتیں حاصل ہوں گی، اس جوہری تبدیلی کے بعد قلب و ذہن میں کوئی معیوب خیال نہیں آسکے گا، نہ ہی کسی جنتی عورت کے دل میں ایک سے زائد شوہروں کی کوئی خواہش کبھی پیدا ہوگی وہ اپنے اسی شوہر کے ساتھ مطمئن اور مسرور ہوگی جس کے ساتھ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ اس کا نکاح جنت میں کرا دیں گے۔

قرآن مجید میں جنتی حوروں اور عام بیویوں کی صفت ''قاصرات'' اور ''مقصورات'' بیان کی گئی ہے اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ایسی عورت جو اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتی نہ اپنے خاوند کے علاوہ کسی کی تمنا اور خواہش اس کے دل میں آتی ہے۔

[دیکھیے: تفاسیر الصافات: ۴۸، ص ۵۲]

یہاں یہ نفسیاتی پہلو بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ عورتوں کی فطرت میں حیا کا جذبہ زیادہ غالب ہے، چنانچہ قرآن وسنت میں عورتوں کو جنت کا شوق دلانے میں وہ اسلوب اختیار نہیں کیا گیا جو ان کی اس طبیعت کے موافق نہیں، دنیا میں بھی سلیم الطبع عورتوں کی دلچسپی مردوں سے اس قدر متعلق نہیں جتنی اپنی خوش لباسی، بناؤ سنگھار اور زیب وزینت کے اسباب سے ہے۔ عورتوں کو جو چیزیں دنیا میں مرغوب ہیں ان کے لیے جنت میں بھی انھی کا تذکرہ بہت دلفریب انداز میں کیا گیا ہے۔ وہاں ساحرانہ حسن وجمال، گل بدن پیکر، رنگ ونور کے جلوے، نت نئے ملبوسات، طرح دار پوشاکیں اور آرایشِ جمال کے بے پناہ ذرائع کا ذکر عورتوں کے مزاج کے عین مطابق ہے ان کے علاوہ نہایت قیمتی اور نفیس زیورات، عمدہ ہار کانٹے نیز حریری دوپٹوں اور ریشمی شالوں کا تذکرہ عورتوں کی ترغیب اور شوق کے لیے بہت کافی سامان مہیا کرتا ہے۔

[دیکھیے: صحیح بخاری: ۲۶۴۳-۳۰۰۷- کتاب البعث از امام بیھقی: ۳۲۸- رویۃ اللہ از امام دار قطنی، ۱۷۵- معجم الطبرانی الکبیر، ۱۹۳۱۲]

جنت کی بے شمار رعنائیوں کے ساتھ ساتھ اتنا سب کچھ پالینے اور جنت میں رانی بن کر راج کرنے کے بعد کس جنتی عورت کو فرصت ہوگی کہ وہ کوئی ایسا خیال جی میں لائے جو دنیا میں بھی ناشائستہ اور معیوب تھا اور جنت کی فطرت میں تو اس کی کوئی گنجایش ہی نہیں۔

اہلِ جنت کی پہلی خوراک اور ضیافت

جنت میں با قاعدہ سکونت حاصل کر لینے کے بعد وہاں انواع واقسام کی لذیذ غذاؤں کے مہیا ہونے کے بارے میں تو کوئی کلام نہیں۔ لیکن دخول بہشت کے موقع پر استقبالی خوراک کیا

Marfat.com

پیش کی جائے گی؟ یہ دلچسپ سوال یہودِ مدینہ کے ایک بڑے عالم نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا تھا۔ آپؐ نے جواباً فرمایا: جنتیوں کو پہلی غذا کے طور پر مچھلی کا جگر پیش کیا جائے گا۔

یہودی عالم نے پوچھا پھر اس کے بعد ان کا ظہرانہ کیا ہوگا؟ تو آپؐ نے فرمایا پھر ان کے لیے جنت میں پلے بڑھتے بیل کو ذبح کیا جائے گا۔ یہودی نے مزید استفسار کیا کہ اس کے بعد ان کا مشروب کون سا ہوگا؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا وہ جنت کے چشمہ ''سلسبیل'' سے سیر آب ہوں گے۔

[صحیح بخاری: ۳۳۲۹، صحیح مسلم: ۳۱۵، مصنف عبدالرزاق: ۲۰۸۸۴]

جنت میں اہل وعیال کی رفاقت

جنت میں جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے جو عظیم الشان انعامات جنتیوں پر بارانِ رحمت کی طرح برسیں گے ان میں سے ایک یہ بھی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہر جنتی کے اعمال صالحہ کے صدقے اس کے عیال ووالدین کو بھی اس کے ساتھ جنت میں پہنچا دے گا خواہ ان کے اعمال درجے میں کچھ کم ہی کیوں نہ ہوں تاکہ جنتی شخص اپنے قریبی اہل خانہ کو دیکھ مسرور ہو اور اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوجائیں۔ یہ بات نبی پاک ﷺ نے ایک صحیح حدیث میں بیان فرمائی ہے، یہ روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور مسند بزار میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۔ (الطور ۲۱:۵۲)

جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان کی بنیاد پر ان کی اتباع کی تو ہم ان کے اعمال سے کچھ کمی کیے بغیر ان کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی ملا دیں گے۔

[مسند بزار مع کشف الاستار: ج۲، ص۴۰۰، مستدرک حاکم: ۲۷۴۴]

جس طرح جنتی اپنے اہل خانہ سے ملا دیے جائیں گے اسی طرح انھیں اپنے دیگر جنتی دوست واحباب سے ملنے، ان کی زیارت کرنے اور ملاقاتوں کے لیے آنے جانے کی بھی آزادی

Marfat.com

ہوگی، اس کے کچھ دلائل پچھلے عنوانات میں گزر چکے ہیں۔

جنت کا سب سے اونچا درجہ؟

قرآن پاک اور احادیثِ نبویہؐ سے یہ بات تو یقینی طور پر ثابت ہے کہ جنت کی لاتعداد اقسام اور اس کے بے شمار درجات ہیں، یہ تمام درجات باہم متفاوت ہیں لیکن ایک درجہ سب سے بلند تر ہے یہ اعلیٰ ترین درجہ "وسیلہ" کہلاتا ہے۔ دنیا میں پنج وقتہ نمازوں کی اذان سننے کے بعد مومنین اپنے پیارے نبی ﷺ کے لیے آخرت میں جس وسیلے کی دعا کرتے ہیں وہ دراصل جنت کا یہی رفیع الشان درجہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ (اے مومنو) جب تم میرے لیے دعا کرو تو اللہ سے میرے لیے "وسیلہ" مانگا کرو، آپ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول وسیلہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ: وسیلہ جنت کا بلند ترین درجہ ہے اور وہ کسی ایک ہی شخص کو نصیب ہوگا۔ لیکن مجھے امید ہے کہ وہ شخص خود میں ہوں گا۔ [مسند احمد: ۱۱۱۱۴]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور حدیث میں آنحضرت ﷺ نے وسیلے کی دعا کرنے کے لیے مزید وعدہ فرمایا کہ جو شخص میرے لیے "وسیلہ" طلب کرے گا روز قیامت اس کے لیے میری شفاعت (سفارش) واجب ہو جائے گی۔ [صحیح مسلم: ۳۸۴]

جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والا؟

میدانِ حشر میں حساب و کتاب سے فارغ ہو جانے کے بعد بھی یہ آزمائش باقی رہے گی کہ جنت کے دروازے تاحال بند ہوں گے اور کسی میں ان دروازوں کو کھلوانے کی ہمت نہ ہوگی، ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام سمیت کئی انبیاء اس بارے میں اپنی معذوری ظاہر فرما دیں گے۔ یہ اعزاز بھی خاتم الانبیاء شاہِ رسل حضرت محمد ﷺ کو حاصل ہوگا، طویل سجدوں اور لمبی دعاؤں کے بعد اللہ تعالیٰ آپؐ کو اس بات کی اجازت مرحمت فرمائیں گے کہ آپ تشریف لے جائیں اور جنت کا دروازہ کھلوائیں۔ چنانچہ اس بابت وارد ہونے والی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ

Marfat.com

آنحضرت ﷺ ہی سب سے پہلے جنت کی سفارش فرمائیں گے۔[صحیح مسلم: ۳۳۰]

اور آپ ہی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔[صحیح مسلم: ۳۳۱]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا کہ میں جنت کے دروازے پر آ کر دستک دوں گا تو دربانِ بہشت پوچھے گا آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا، محمد ﷺ، دربان جواب دے گا کہ مجھے آپ کے متعلق یہ حکم صادر کر دیا گیا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے یہ دروازۂ جنت نہ کھولوں۔[صحیح مسلم: ۳۳۳]

ضمناً یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ جب حضور اکرم ﷺ سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے انسان ہوں گے تو آپؐ کی امت بھی دیگر امتوں کے مقابلے میں سب سے پہلے جنت میں پہنچے گی آپؐ نے اس بات کی صراحت کرتے ہوئے فرمایا ہم آخر میں ہیں لیکن روز قیامت پہلے ہوں گے اور جنت میں سب سے پہلے ہم ہی داخل ہوں گے۔[مسند احمد: ۱۳۲۹۸]

اہلِ جنت میں امتِ محمدؐ کی تعداد

احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جنت میں دیگر انبیاء کے مقابلے میں نبی پاک ﷺ کے پیروکار سب سے زیادہ ہوں گے۔[صحیح مسلم: ۳۳۰]

ساکنان بہشت کی مجموعی تعداد میں بھی امتِ محمدیہ کا تناسب سب سے زیادہ ہوگا۔ یہ تناسب ایک چوتھائی، ایک تہائی اور پھر نصف سے آگے بڑھتا ہوا دو تہائی تک پہنچ جائے گا۔

[صحیح مسلم: ۳۷۷، ۳۷۹]

نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ:

اہل جنت کی کل ۱۲۰ صفیں ہوں گی ان میں ۸۰ صفیں امت محمدؐ کی ہوں گی۔

[سنن الترمذی: ۲۵۴۶]

Marfat.com

فصل سوم:

اہلِ جنت کی کیفیات (۲)

جنت کا ''جمعہ بازار'' اور اضافۂ حسن و جمال

بعض صحیح احادیث میں ہر جمعے کو جنت میں ایک بازار کے سجائے جانے کا تذکرہ آتا ہے، یہ بازار اشیائے صرف کی خرید وفروخت اور سامان تجارت کی بیع وشرا کے لیے نہیں ہوگا، بلکہ یہ اہل جنت کے حسن ورعنائی میں اضافے کے لیے ہوگا، یہاں باد بہاری کے روح پرور جھونکے ساکنانِ بہشت کی زیبائی کو کچھ اور نکھار دیں گے، جب یہ جنتی اس بازار جمعہ کی سیر سے واپس اپنے گھروں کو لوٹیں گے تو ان کے چہرے خوبصورتی و جمال سے کچھ ایسے درخشاں ہوں گے کہ ان کے اہل خانہ تعریف وتوصیف کیے بغیر نہ رہ سکیں گے۔[دیکھیے: صحیح مسلم: ۷۱۴۶]

کیا جنت میں آگ ہوگی؟

قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ سے منقول ذخیرۂ احادیث میں صفات جنت کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں آگ نہیں ہوگی۔ دنیا کی زندگی میں انسانی احتیاج کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے آگ کا تذکرہ نعمت واحسان کے طور پر کیا ہے لیکن آخرت میں آگ کا مقر اور مرکز جہنم کو قرار دیا گیا ہے۔ جنتیوں کو آگ سے اتنا دور بتایا گیا ہے کہ وہ اس کی سرسراہٹ بھی نہیں سن سکیں گے۔[سورۃ الانبیاء ۱۰۱-۱۰۲]

دراصل یہ سوال بعض کوتاہ بین ذہنوں میں اس لیے پیدا ہوتا ہے کہ قرآن میں اہل جنت کی مہمان نوازی کے لیے انھیں اپنے مرغوب پرندوں کا مزیدار گوشت پیش کیے جانے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح بعض صحیح احادیث میں جنتیوں کے لیے عود وصندل کی خوشبو دار دھونی کے انگار دانوں کا ذکر بھی آیا ہے۔[سورۃ الطور: ۲۲، سورۃ الواقعہ: ۲۱، صحیح بخاری: ۳۲۴۵]

اب ظاہر ہے کہ گوشت کے بھونے اور پکائے بغیر اس سے لطف اندوز ہونا ممکن ہے اور نہ

Marfat.com

ہی صندل اور عود کو سلگائے بغیر اس کی خوشبو سے مشام جاں معطر ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ گوشت کو پکانے اور عود کی لکڑی کا دھواں بکھیرنے کا خیال آتے ہی دل میں فطرتاً آگ کا تصور آ جاتا ہے لیکن ان ظاہر پرستوں کے ذہن سے شاید یہ بات اوجھل رہ گئی کہ جنت کی حیاتِ جاودانی کو دنیا کی ناقص اور اسباب کی محتاج زندگی پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا یہ ضروری نہیں کہ جنت میں بھی متذکرہ بالا اشیا آتش کی حاجت مند ہوں۔

آج دنیا میں برق و نور کی کرشمہ سازی کی بدولت آگ کے کئی متبادل اپنا وجود منوا چکے ہیں چنانچہ اس دنیا میں بھی آتش گیر ایندھن کے بغیر خوراک و کباب کی تیاری کا عمل عقلاً محال نہیں رہا، بلکہ اس کے متعدد ذرائع آج انسانوں میں مستعمل ہیں، لیکن حیرت ہے کہ آج سے کم و بیش سات سو سال پہلے کے ایک مجتہد اور جید عالم حضرت علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے جنت میں آگ کے بغیر گوشت کے دوسرے ذرائع سے پکائے جانے کے ایک سے زائد امکانات کا تذکرہ کیا ہے۔

[دیکھیے: حادی الارواح، باب ۴۲]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

تم جنت میں کسی پرندے کو دیکھ کر اسے کھانے کی اشتہا محسوس کرو گے تو (قدرت حق سے) یہ پرندہ بھنی ہوئی حالت میں تمھارے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔ [مسند البزار: ۲۰۳۲]

جنت کے بارے میں اصولاً یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ وہاں رونما ہونے والے ہو شربا واقعات و حوادث کی کیفیت کا حسی ادراک اور عقلی تعلیل اس لیے ممکن نہیں کہ وہ تا حال حس و عقل کے احاطے سے خارج ایک مخفی حقیقت ہے۔ تاہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی زندگی اور اس کی نوعیت و احوال بیان کرنے کے لیے عقل اور مشاہدے سے قریب ترین اسلوب اختیار کیا ہے۔ کئی مقامات پر انسانی فہم کی رعایت فرماتے ہوئے مشابہت اور تمثیل کا ذریعہ اپنایا ہے تو کہیں جنت کے انعامات اور عیش و عشرت کا تذکرہ دنیا کی مانوس اشیا کے ذریعے کیا گیا ہے، حالانکہ دنیا میں پائی جانے والی چیزوں کا کوئی مقابلہ اشیائے جنت سے نہیں ہوسکتا۔

Marfat.com

وہ اپنی نوعیت، افضلیت اور درجے کے اعتبار بدرجہا فوقیت کی حامل ہوں گی۔

اس قضیے کو یوں بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ جس طرح جنت میں بھنے ہوئے گوشت کے ذکر سے ذہن میں آگ کا تصور آجاتا ہے، بعینہ اسی طرح جنت میں گھنے اور لمبے سایوں کا تذکرہ پڑھ کر ذہن میں فوراً سورج کا خیال ابھرتا ہے، حالانکہ جنت میں دھوپ اور سورج نہیں ہوں گے۔

[سورۃ الرعد: ۳۵، سورۃ الدھر: ۱۳]

اسی طرح احادیث سے یہ ثابت ہے کہ جنت میں میل کچیل اور تعفن نہیں ہوگا بلکہ جنتیوں کا پسینہ بھی مشک وعنبر سے زیادہ عطر بیز ہوگا بظاہر ایسی صورت میں کسی اضافی خوشبو کی حاجت معلوم نہیں ہوتی، لیکن اس کے باوجود جنت میں خوشبوؤں کا ذکر حدیث سے ثابت ہے۔ قرآن پاک کے مطالعے سے یہ اندازہ بھی ہوتا ہے کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد بھوک اور پیاس نہیں لگے گی مگر اس کے علی الرغم جنت میں انواع واقسام کے لذیذ ماً کولات ومشروبات کا تذکرہ بھی کسی سے مخفی نہیں۔

دراصل یہ اسلوب اس لیے اختیار کیا گیا ہے کہ انسان جنت کے عیش وتنعم کی اعلیٰ ترین کیفیات کو اس وقت تک نہیں سمجھ سکتا جب تک ان کی مشابہہ دنیاوی اشیا کی مثال اس کے سامنے پیش نہ کردی جائے ورنہ دونوں کے مابین قیاس وموازنے کا کوئی امکان نہیں۔

مختصراً یوں سمجھنا چاہیے کہ جنت میں کھانے پینے یا پہننے اور استعمال کرنے والی نعمتوں کا فیضان اور سہولتوں کی فراوانی اس لیے نہیں ہوگی کہ انسان دنیا کی مانند وہاں پر بھی بھوک پیاس، سردی گرمی یا مشقت وضرورت محسوس کرے گا، بلکہ یہ سب کچھ انعامات ہدیوں اور تحفوں کی صورت میں جنتیوں کو بلا مطالبہ پیش کیے جاتے رہیں گے، تاکہ ان کے کیف وتنعم اور لطف وسرور کی کیفیت ہمیشہ برقرار رہے بلکہ اس میں مسلسل اضافہ ہوتا رہے۔

جنت میں چرند وپرند

جنت کی حیاتِ جاودانی کا یہ اصول تو بہت معروف ہے کہ وہاں مومن کے دل میں پیدا ہونے والی ہر خواہش پوری کی جائے گی اور نظروں کو بھانے والی ہر شے کا وہاں انتظام ہوگا۔ لیکن

Marfat.com

اس کے باوجود بعض بدوی حضور اکرم ﷺ سے ایسے سوال کرلیا کرتے تھے جس میں دوسرے لوگوں کے لیے بھی معلومات اور دلچسپی کا سامان ہوتا تھا۔ ایک موقع پر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے گھوڑے بہت پسند ہیں، کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے، آپ نے فرمایا ہاں جنت میں پروں والے یاقوتی گھوڑے ہوں گے جو تمھیں جہاں چاہو گے لے کر اڑتے پھریں گے۔ کسی اور نے اونٹوں کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تمھیں اللہ نے جنت میں بھیج دیا تو تمھاری چاہت کے مطابق وہاں سب کچھ ہوگا۔ [سنن ترمذی: ۲۵۴۳]

جنت میں پسندیدہ پرندوں کے گوشت سے تواضع کا تذکرہ تو قبل ازیں گزر چکا ہے بعض احادیث میں ان کی عظیم الشان جسامت کا ذکر ان الفاظ میں آیا ہے۔

"اِنَّ طَيْرَ الْجَنَّةِ كَاَمْثَالِ الْبُخْتِ" کہ جنت کے پرندے اونٹ جتنے بڑے ہوں گے۔

[سنن ترمذی: ۲۵۴۲]

آیندہ سطور میں کچھ ایسی احادیث کا تذکرہ آئے گا جن سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ جنت میں مچھلی اور بیل بھی ہوں گے۔ ان مختلف حیوانات کی بود و باش جنت میں کس نوعیت کی ہوگی اس بارے میں ہمیں تفاصیل میسر نہیں، البتہ یہ بات طے ہے کہ جنت کی کسی بھی چیز کو اس کی مماثل دنیاوی چیزوں کی مدد سے پہچانا تو جا سکتا ہے لیکن ان پر کلی قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المسند اور امام ابن ابی دنیا نے صفۃ الجنۃ میں ایسی متعدد احادیث نقل کی ہیں جن سے جنت میں مختلف حیوانات کا وجود ثابت ہوتا ہے، تاہم ان حیوانات کی کیفیت اور افعال کے بارے میں تفاصیل بیان کرنے والی احادیث ضعف اسناد سے خالی نہیں۔

باغ بہشت میں کھیتی باڑی

آنحضرت ﷺ کی مجلس میں ایک بار یہ دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

نبی کریم ﷺ اپنی مجلس میں گفتگو فرما رہے تھے ایک بادیہ نشین بھی آپ کے پاس بیٹھا ہوا

Marfat.com

تھا آپؐ نے فرمایا کہ جنت میں ایک شخص اپنے رب سے کھیتی باڑی کی اجازت چاہے گا، اللہ فرمائیں گے کہ کیا تجھے سب کچھ اپنی مرضی کے مطابق میسر نہیں؟ بندہ عرض کرے گا اے رب: سب کچھ میسر ہونے میں تو کچھ شک نہیں لیکن میں کاشتکاری پسند کرتا ہوں اسے اجازت دے دی جائے گی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ شخص جیسے ہی بیج بکھیرے گا اس کی کھیتی اسی آن بار آور ہو جائے گی پھر کٹ کر اس کے پہاڑوں جیسے ڈھیر لگ جائیں گے۔ اللہ فرمائیں گے اے ابن آدم جا یہ سب کچھ سمیٹ لے مگر تیرا دل نہیں بھرے گا۔

یہ بات سن کر وہ بدوی جو آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا بولا کہ یہ تو ضرور کوئی قریشی یا انصاری ہوگا کیونکہ یہی لوگ زراعت پیشہ ہیں ہم لوگ تو کاشتکار نہیں ہیں اس کا تبصرہ سن کر حضور اکرم ﷺ اتنا ہنسے کہ آپ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔ [صحیح بخاری: ۲۳۴۸]

یہ واقعہ تو جنت میں جانے کے بعد وہاں اپنی خواہش اور شوق کے مطابق کاشتکاری کے بارے میں ہے لیکن اس موقع پر دخول جنت سے قبل وہاں پر شجر کاری کا تذکرہ بے محل نہ ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے واقعہ معراج کی تفاصیل بتاتے ہوئے فرمایا کہ: میں اس رات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی ملا انھوں نے فرمایا کہ اے محمد اپنی امت کو میرا اسلام کہنا انھیں بتانا کہ جنت کی مٹی بڑی زرخیز اور پانی بہت شیریں ہے مگر اس کی زمین ابھی چٹیل میدان ہے اور اس کی شجر کاری ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ'' پڑھنا ہے۔ [سنن ترمذی: ۳۴۵۸]

بعض دیگر احادیث سے علم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا جملے کے ہر جز کے بدلے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ ذکر کرنے والے مومن کی جنت بھی زیادہ شاداب اور ہری بھری ہوگی۔ یہ سودا کچھ مہنگا نہیں اور زبان کو ذکر الٰہی سے تر رکھنا مشکل نہیں۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الذَّاكِرِيْنَ وَالذَّاكِرَاتِ۔ (آمین)

یہاں اس حقیقت کا تذکرہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں پہلے سے بھی عظیم الشان

Marfat.com

درخت موجود ہوں گے جن کا طول وعرض حیرت انگیز اور نا قابلِ عبور ہوگا۔

[صحیح بخاری:۳۲۵۳، صحیح مسلم: ۲۸۲۶]

ان درختوں میں بیری کا تذکرہ بعض احادیث میں دلچسپ مکالمے کے ساتھ آیا ہے۔

حضرت سلیم بن عامر کہتے ہیں کہ اصحاب رسول کہا کرتے تھے کہ بدووں کے سوالات سے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی فائدہ پہنچا دیتا ہے ایک دن ایک بدو آنحضور ﷺ کی مجلس میں آیا اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک موذی درخت کا ذکر فرمایا ہے۔ میرے خیال میں ایذا دینے والا کوئی درخت جنت میں نہ ہونا چاہیے۔ حضور نے پوچھا کہ تم کون سے درخت کی بات کر رہے ہو دیہاتی بولا بیری کے درخت کی۔ اس کے کانٹے بڑے تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۙ (الواقعۃ ۵۶:۲۸)

اللہ نے اس کے کانٹے جھاڑ دیئے ہیں اور ان کی جگہ ایسے پھل لگا دیئے ہیں جن کا رنگ و ذائقہ ایک دوسرے سے مختلف ہے۔

[صفۃ الجنۃ از مقدسی: ج۲، ص۲۰، مستدرک حاکم: ۲/۴۷۶، کتاب البعث والنشر امام بیہقی، حدیث ۲۴۶]

کیا جنتیوں کو نیند آئے گی؟

نیند کا انسانی زندگی میں نہایت اہم مقام ہے دنیا میں جو کیفیات انسان کو بہت مرغوب ہیں ان میں نیند بھی شامل ہے، بھرپور نیند انسان کے لیے باعث نشاط اور اضافۂ قوت کا سبب ہوتی ہے، نیند سے محرومی یا بے خوابی کسی عذاب سے کم نہیں مسلسل بے خوابی سے انسان نفسیاتی مریض بلکہ دماغی خلل تک پہنچ جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں نیند کو انسان کے لیے ایک راحت اور اپنی نشانی قرار دیا ہے۔ [الفرقان: ۴۷، الروم: ۲۳]

اس زندگی میں میٹھی نیند سے کیف و سرور حاصل کرنے والے انسان کے دل میں اس خیال کا آنا کچھ عجب نہیں کہ شاید ایسی ہی خوابِ لطیف جنت میں بھی ہوگی، اور نیند کے مزے وہاں بھی لوٹے جا سکیں گے۔

صحابی رسول حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ یہ سوال آنحضرتؐ سے بھی پوچھا گیا کہ کیا جنت میں

Marfat.com

نیند ہوگی تو آپ نے فرمایا کہ: نیند موت کی برادری میں سے ہے لہٰذا موت کی طرح جنت میں نیند بھی نہیں ہوگی۔ پوچھا گیا کہ پھر اہل جنت کے لیے راحت وسکون کا کیا سامان ہوگا؟ فرمایا وہاں تھکن ہی نہ ہوگی (کہ آرام کی خواہش ہو) بلکہ ہر آن راحت ہی راحت ہوگی، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ۔ (جنتی کہیں گے) ہمیں اس جنت میں نہ تو کوئی تھکن محسوس ہوتی ہے اور نہ ہی ہم خستگی کا شکار ہوتے ہیں۔

[فاطر:۳۵، نیز دیکھیے صحیح الجامع الصغیر:۸۱۳۸]

ہر چند کہ نیند ایک پسندیدہ اور دل پذیر شے ہے تاہم اس کی یہ حیثیت انسانی بدن کی تکان اور بے چینی سے تعلق رکھتی ہے، گویا دنیا میں نیند کچھ اسباب کے تابع ہے چنانچہ جنت میں جانے کے بعد جب یہ اسباب ہی اپنا وجود کھودیں گے تو نیند کی حاجت بھی جاتی رہے گی۔

جنت میں لیل ونہار اور شمس وقمر

روز وشب کی گردش دنیا میں ایک مخصوص نظام شمسی کی محتاج ہے، اور اوقات کا تعین، دنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں کا حساب یہاں انسان کی ضرورت ہے چونکہ دنیا میں ہر چیز محدود اور فنا ہوجانے والی ہے اس لیے نظام الاوقات کے بغیر انسان کی زندگی نفع منداور متوازن نہیں ہوسکتی۔

لیکن اس کے برعکس جنت کی زندگی اور اشیا ابدالآباد کے لیے ہیں وہاں کوئی چیز فنا ہونے والی نہیں، لہٰذا تحدید زمانہ اور پابندی اوقات کی مجبوری سے منطقی طور پر جنت کو مبرا ہونا چاہیے۔

جنت مرور زمانہ اور اس کے اسباب سے خالی ہوگی، گرمی سردی اور سورج چاند جنت میں نہیں ہوں گے۔[الدھر:۱۳] نہ ہی شب وروز کا وجود ہوگا۔اسی بنا پر اہل جنت کی عمریں تیس سال سے آگے نہیں بڑھیں گی۔

البتہ قرآن پاک میں ایک مقام پر جنتیوں کو صبح وشام کا کھانا دیے جانے کا ذکر آیا ہے

[سورۃ مریم:۶۲]

صبح وشام کے اس ذکر سے یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ شاید جنت بھی گردش ایام کی اسیر ہے، اس قسم

Marfat.com

کے شبہے کا تفصیلی جواب پچھلے عنوانات میں چند صفحے پہلے گزر چکا ہے بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ مریم کی آیت پڑھنے کے بعد اس قسم کا سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کیا گیا تھا کہ کیا جنت میں رات ہوگی؟ چنانچہ آپ نے سائل پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا جنت میں رات نہیں ہوگی بلکہ محض روشنی اور نور ہوگا۔[نوادر الاصول از حکیم ترمذی]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ایک حدیث امام ابن ابی الدنیا نے بیان کی ہے جس میں آنحضرتؐ نے بہشت میں سورج کی نفی فرمائی ہے۔

جنت کی چند چیزیں دنیا میں

یہ انکشاف تمام مومنوں کے لیے حیرت آمیز خوشی کا باعث بنتا ہے کہ اس دنیائے فانی میں بھی چند چیزیں ایسی ہیں جن کا اصلی تعلق جنت سے ہے۔اس مبارک تعلق کا علم ہونے کے بعد ان کے بارے میں جاننے کا اشتیاق دل میں بڑھ جاتا ہے۔ہم آئندہ سطور میں ان مبارک اشیاء کا مع دلائل تذکرہ کر رہے ہیں۔

۱-حجر اسود

اس ضمن میں چند صحیح احادیث میں بتایا گیا ہے کہ ''حجر اسود'' جنت سے نازل ہوا۔

[سنن ترمذی: ۸۷۷، ۸۷۸]

۲-مقامِ ابراہیمؑ

یہ وہ پتھر ہے جس کے اوپر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات آج بھی دیکھے جاسکتے ہیں یہ پتھر اب صحن کعبہ میں ملتزم کے سامنے نصب ہے۔حدیث میں مقام ابراہیم اور حجر اسود دونوں کے بارے میں یہ ذکر آیا ہے کہ یہ دونوں جنت سے نازل ہوئے اور یہ دونوں جنت کے یاقوت ہیں، اگر اللہ ان کے نور کو نہ بجھاتا تو مشرق و مغرب اس سے روشن ہو جاتے۔[حوالہ سابق]

Marfat.com

۳- تابوتِ سکینہ

سورۃ بقرہ میں اس تابوت کا تذکرہ آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے مطالبے پر ان کے لیے ایک بادشاہ کا تقرر فرمایا اور اس کی دلیل کے طور پر برسوں پہلے ان کے ہاتھ سے کھو جانے والے تابوت سکینہ کے دوبارہ اس انداز میں آنے کا ذکر فرمایا کہ اسے اللہ کے فرشتوں نے اٹھا رکھا ہوگا۔ اس تابوت میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کے زیر استعمال اشیا کے علاوہ نسخۂ تورات اور احکام الٰہی پر مبنی وہ تختیاں بھی موجود تھیں جو حضرت موسیٰؑ کو کوہِ طور پر اللہ کی طرف سے دی گئی تھیں۔ علاوہ بریں اس صندوق میں حضرت موسیٰؑ کا وہ کرشماتی عصا بھی موجود تھا جس کا بنی اسرائیل کی زندگی سے گہرا تعلق رہا۔ اس صندوق اور اس کی اشیا و خواص کا تعلق سماوی اور ملکوتی جہتوں سے ہے اور جنت کی جہت بھی یہی ہے، لہٰذا اسے زمین پر جنتی اشیا میں شمار کیا گیا ہے۔

[دیکھیے: تفسیر طبری:۲/ ۳۸۱، سورۃ البقرۃ: ۲۴۸]

یاد رہے کہ یہ صندوق ۵۹۸ ق م میں بختِ نصرؔ کے حملے کے دوران دوبارہ غائب ہو گیا اور تا حال اس کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ [دائرۃ المعارف اسلامی، مادہ۔ ت]

۴۔ ۷- دریائے نیل، فرات، سیحون اور جیحون

ان چاروں دریاؤں کے بارے میں صحیح احادیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ ان کا تعلق جنت سے ہے۔ نبی کریم ﷺ نے شب معراج جنت میں دریائے نیل اور دریائے فرات کو دیکھا تھا۔

[صحیح مسلم: ۲۸۳۹، صحیح بخاری: ۳۸۸۷]

ان چاروں دریاؤں کا جنت سے تعلق کچھ اچنبے کی بات نہیں۔ اس کا ایک مفہوم تو یہ ہو سکتا ہے کہ یہ دریا اصلاً تو جنت کے ہیں مگر قدرت الٰہی سے اس وقت یہ زمین پر بہہ رہے ہیں مگر قیامت برپا ہو جانے کے بعد یہ جنت میں رواں دواں رہیں گے۔

دوسرے مفہوم کے مطابق یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان دریاؤں کا بہاؤ تو صفحۂ زمین پر ہے لیکن ان کے پانیوں کا سرچشمہ جنت میں ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیار اور قدرت کاملہ کے ذریعے جنت

Marfat.com

سے ان کو پانی پہنچانے کا انتظام کر رکھا ہے۔ پانی کی ترکیب کا سائنسی فارمولا دریافت ہو جانے کے بعد یہ سمجھنا اب کچھ مشکل نہیں کہ طویل ترین فاصلوں سے پانی کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا اللہ رب العزت کے لیے کس قدر آسان ہے۔ دنیا کی زندگی میں روزمرہ یہ عمل تواتر کے ساتھ انجام پذیر ہوتا ہے۔ آبی بخارات پہاڑوں جیسے بادلوں کی صورت میں پانی کا عظیم الشان ذخیرہ لے کر ایک خطے سے دوسرے خطے کی جانب محو پرواز رہتے ہیں۔ قدرت کے اس زندہ معجزے کا بیان قرآن پاک میں کثرت سے وارد ہوا ہے، بطور نمونہ دیکھیے۔ [الاعراف: ۵۷، النور: ۴۳]

دنیا میں موجود پانی کے متعلق بھی یہ حقیقت ذہن نشین رہنی چاہیے کہ یہ سارا آبی سرمایہ زمین میں ازخود پیدا نہیں ہو گیا بلکہ یہ بھی اصلاً آسمان ہی سے اتارا گیا ہے۔ اللہ کا ارشاد پاک ہے۔

وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَ اِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۚ
(المومنون ۲۳: ۱۸)

اور ہم نے آسمان سے ایک اندازے کے مطابق پانی اتارا پھر اس پانی کو زمین میں ٹھہرا دیا اور بے شک ہم اسے دوبارہ لے جانے پر بھی قدرت رکھتے ہیں۔

۸- عجوہ کھجور

یہ کھجور کی ایک خاص قسم ہے جو مدینہ منورہ میں پائی جاتی ہے۔ اس کے متعلق نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "العجوة من الجنة" عجوہ جنت سے آئی ہے۔ "وهي شفاء من السم" اور یہ زہر کا علاج ہے۔ [سنن دارمی: ۲۸۴۳، سنن ترمذی: ۲۰۶۷]

ایک صحیح حدیث میں اس کھجور کو زہر کے ساتھ جادو کی مدافعت کے لیے بھی مفید بتایا گیا ہے۔

[صحیح بخاری: ۵۴۴۵]

حیرت انگیز امر یہ ہے کہ عجوہ کھجور کی افزائش مدینہ منورہ میں ہی بہتر ہوتی ہے۔ کئی دوسرے مقامات پر اس کھجور کی کاشت باوجود کوشش کے کامیاب نہیں ہو سکی۔

۹- ریاض الجنۃ

یہ مبارک قطعہ مسجد نبوی میں منبر رسولؐ کے بائیں جانب اور آپؐ کے گھر کے دائیں جانب

Marfat.com

واقع ہے۔ایک حدیث میں آپؐ نے اس ٹکڑے کے متعلق فرمایا:

مَابَيْنَ بَيْتِي وَ مِنبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ۔

میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔

[صحیح بخاری: ۱۸۸۸، صحیح مسلم: ۱۳۹۱]

۱۰-منبرِ رسولؐ

ریاض الجنۃ کے بارے میں چند سطور قبل ذکر کردہ حدیث کے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے منبر کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''وَمِنبَرِي عَلىٰ حَوْضِيْ'' اور میرا منبر میرے حوض (کوثر) پر نصب ہوگا۔ چند دیگر احادیث میں یہ بیان یوں وارد ہوا ہے۔[حوالہ سابق]

قَوَائِمَ مِنبَرِیْ رَوَاتِبٌ فِي الْجَنَّةِ

میرے منبر کے ستون جنت میں گڑے ہوئے ہیں۔

[صحیح ابن حبان: ۹/ ۳۷۴۹، مصنف عبد الرزاق: ۵۲۴۲]

ایک موقع پر فرمایا:

مِنبَرِیْ هٰذَا عَلَى تُرْعَةٍ مِّنْ تَرَعِ الْجَنَّةِ

میرا یہ منبر جنت کے ایک دروازے پر نصب ہے۔[مسند احمد: ۱۲۶۹۰]

ریاض الجنۃ کا قطعہ اور منبرِ رسولؐ کے متعلق الفاظ حدیث میں یہ گنجایش بھی موجود ہے کہ ان چیزوں کو فی الاصل زمین کا حصہ سمجھا جائے البتہ آخرت میں انھیں جنت کا حصہ بنا لیا جائے گا۔ ریاض الجنۃ کا یہ قطعہ ارضی جنت کا باغیچہ بنا دیا جائے گا اور موجودہ منبر رسول ﷺ کو حوض کوثر کے دہانے پر جلوہ فگن کر دیا جائے گا۔ لیکن یہ مفہوم زیادہ قوی اور واضح ہے کہ ان اشیا کو اب بھی جنت ہی کا حصہ قرار دیا جائے۔

حضرت عمرو بن عوف سے مروی ایک مرفوع حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے مزید تیرہ اشیا کے جنتی ہونے کی وضاحت فرمائی ہے۔ ان میں چار اور بعض روایات کے مطابق پانچ

Marfat.com

پہاڑ ہیں۔

جبل احد، جبل طور سینا، جبل طور زیت، جبل لبنان، جبل ورقان ان کے علاوہ چار شہروں کو بھی جنتی قرار دیا گیا ہے: مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بیت المقدس، صنعاء یمن۔ اسی طرح حدیث میں چار غزوات کا ذکر بھی کیا گیا ہے: غزوۂ بدر، غزوۂ احد، غزوۂ خندق اور غزوۂ حنین۔

غزوات کے جنتی ہونے کا مفہوم غالباً یہ ہوسکتا ہے کہ ان جنگوں کے شرکاء جنتی ہیں یا وہ مقامات اور زمینیں جہاں یہ مقدس جہاد برپا ہوئے۔ واللہ اعلم

[معجم اوسط، از امام طبرانی، ۷۶۶۳، مسند الشامیین از امام طبرانی ۲/ ۱۰۰]

''قاتل و مقتول'' جنت میں؟

ظلم وعدوان کے باعث مقتول ہو جانے والے شخص کا جنتی ہونا تو کئی احادیث سے معلوم ہے۔ لیکن کسی قاتل کا جنتی ہونا واقعی تعجب کی بات ہے۔ لیکن اللہ رب العزت کے کارخانۂ قدرت میں ایسا ہونا بعید از قیاس نہیں۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ ان دو افراد پر مسکراتا ہے جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کر کے شہید کر دیتا ہے اور یہ شہید جنت میں پہنچ جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس کے قاتل کو بھی اسلام قبول کرنے اور ہدایت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ یہ دوسرا شخص بھی اللہ کی راہ میں دادِ شجاعت دیتا ہوا شہید ہو کر جنت میں پہنچ جاتا ہے، ان دونوں کے جنت میں جمع ہو جانے پر اللہ جل جلالہ تبسم فرماتے ہیں۔

[دیکھیے صحیح بخاری: ۲۸۲۶، صحیح مسلم: ۱۸۹۰]

جنت سے لوٹنے کی خواہش

یہ بات بھی حیرت کا باعث ہے کہ کوئی جنت میں جا کر پھر اس نامراد دنیا میں واپس آنے کی خواہش کرے، لیکن باوجود تعجب کے ایسا ہوگا، اور ''ہونی'' کو کوئی کیسے ٹال سکتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ: جنت میں داخل ہونے کے بعد کوئی بھی یہ آرزو نہیں کرے گا کہ اسے دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے، البتہ شہید اپنی عزت افزائی اور آؤ بھگت کو دیکھ کر ضرور یہ خواہش کرے گا کہ اسے دنیا میں لوٹا

Marfat.com

دیا جائے اور بار بار دس مرتبہ اسے قتل کیا جائے۔ تا کہ ہر بار وہ استقبال و ترحیب کے سرور آگیں لمحات سے لطف اندوز ہو سکے۔ [دیکھیے :صحیح بخاری: ۲۷۹۵، صحیح مسلم: ۱۸۷۷]

اہل جنت کا پیغام اہل دنیا کے نام

جنت میں پہنچ جانے والوں کی طرف سے یہ مبارک پیغام ہمیں اللہ اور اس کے رسول کی زبانی پہنچا ہے۔ بہت ساری صحیح احادیث میں اس کی تفصیلات وارد ہوئی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں بتایا گیا ہے کہ غزوۂ احد میں جب مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد شہید ہو کر اللہ کی جنت میں پہنچ گئی، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو خوب صورت پرندوں کی شکل میں جنت کی شاداب وادیوں میں سیر و تفریح اور کھانے پینے کی نعمتوں سے نواز دیا انھیں رہنے کے لیے عرشِ معلّٰی سے لٹکتی ہوئی سونے کی قندیلوں کے گھر عطا فرمائے۔ جب انھوں نے حیات جنت کے یہ طرب و نشاط انگیز مظاہر دیکھے تو خواہش کرنے لگے کہ کاش کوئی دنیا میں پیچھے رہ جانے والے ہمارے بھائیوں تک یہ بات پہنچا دے کہ ہم زندہ و سلامت اکل و شرب سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ لہٰذا وہ کبھی بھی جہاد سے جی نہ چرائیں، ان کی تمنا دیکھ کر اللہ رب العزت نے فرمایا کہ تمھارا یہ پیغام میں پہنچائے دیتا ہوں، تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ (آل عمران ۳:۱۶۹) جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیے جائیں انھیں کبھی مردہ مت سمجھنا بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس ''رزق'' سے نوازے جا رہے ہیں۔

جنت میں داخل ہونے والا آخری شخص

سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والی شخصیت کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے۔ تاہم سب سے آخر میں دوزخ سے نجات پانے اور پھر سب سے آخر ہی میں جنت میں پہنچنے والے شخص کا دلچسپ واقعہ صحیح احادیث میں کچھ یوں وارد ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے

Marfat.com

اس شخص کا بخوبی علم ہے جو جہنم سے بالکل آخر میں نکلے گا اور جنت میں سب سے آخر میں داخل ہوگا۔ یہ شخص جہنم سے گرتا پڑتا آگ کی تپش سے جھلستا ہوا گھسٹ گھسٹ کر نکلے گا آگ سے نجات ملنے پر اللہ کا شکر بجالائے گا۔ اللہ فرمائیں گے کہ: جا اب جنت میں داخل ہو جا، یہ شخص حکم کے مطابق جنت میں پہنچے گا تو دیکھے گا، کہ سب جنتی اپنے اپنے مقام پر پہنچ چکے ہیں اور وہاں کوئی جگہ خالی نہیں بچی۔ واپس آ کر اللہ سے فریاد کرے گا کہ جنت تو بھر چکی ہے، اچانک ایک درخت اس کے سامنے نمودار ہوگا وہ کہے گا، اے میرے رب مجھے اس درخت کے قریب جانے دے تاکہ میں اس کی چھاؤں میں بیٹھوں اور اس کا پانی پیوں، رب تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں تمھیں اس کے قریب کردوں تو ہوسکتا ہے کہ تم مجھ سے کچھ اور مطالبہ کرو وہ شخص عہد کرے گا میرے رب میں تجھ سے کچھ نہیں مانگوں گا، چنانچہ اسے درخت کے قریب کردیا جائے گا، ابھی وہ اس کے سایے اور پانی سے فیض یاب ہو رہا ہوگا کہ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ایک اور درخت سامنے نظر آئے گا، یہ شخص اب اس درخت تک جانے کی درخواست کرے گا۔ اللہ فرمائیں گے تم نے تو مجھ سے کچھ نہ مانگنے کا وعدہ کیا تھا اب اگر میں تمھاری بات مان لوں تو شاید تم کوئی نیا مطالبہ کرنے لگو بالآخر ایسا کرتے کرتے وہ جنت کے دروازے کے بالکل قریب پہنچ جائے گا، اور اللہ تعالیٰ ہر بار اسے معذور و ناشکیب جان کر معاف فرماتے رہیں گے۔ دروازہ جنت پر اندر سے جنتیوں کی آوازیں آرہی ہوں گی یہ شخص فریاد کرے گا کہ اے میرے رب مجھے بھی اس جنت میں داخل فرما دے اللہ فرمائیں گے، تمھارے مطالبات کبھی ختم نہ ہوں گے، اب کیا تم اس پر راضی ہو کہ تمھیں پوری دنیا اور اس جیسی ایک اور دنیا کے برابر جنت دے دوں؟ بندہ حیران ہو کر کہے گا اے اللہ تو مجھ سے مذاق کر رہا ہے حالانکہ تو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس موقع پر حضور ﷺ ہنس دیے پھر فرمایا کہ اس بات پر اللہ رب العالمین بھی ہنسے تھے۔ اللہ فرمائیں گے جا: تجھے تیری ہر خطا کے بدلے ایک نیکی اور اس دنیا سے دگنی بلکہ بیسیوں گنا بڑی جنت دی جا رہی ہے۔ [دیکھیے: صحیح مسلم، حدیث نمبر ۳۰۸، تا ۳۱۴]

Marfat.com

جنت کے لیے نئی مخلوق

اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم دونوں کو بھرنے کا وعدہ کر رکھا ہے۔[صحیح مسلم:۲۸۴۶]

اس بارے میں روز قیامت دوزخ کے ساتھ اللہ رب العالمین کے مکالمے کا تذکرہ قرآن مجید میں یوں وارد ہوا ہے۔

اس دن ہم جہنم سے کہیں گے کیا تو بھر گئی؟ اور وہ کہے گی کیا کچھ اور ہیں؟ (سورۃ قٓ)۔ جہنم کے مسلسل اس مطالبے پر اللہ رب العزت اپنی قدرت کاملہ سے اسے بھرنے کا انتظام فرمادیں گے کچھ وہ سکڑ کر تنگ ہو جائے گی اور اس کی گنجایش ختم ہو جائے گی۔

دوسری طرف تمام مومنین کے جنت میں چلے جانے کے باوجود جنت میں بھی کچھ جگہ باقی رہ جائے گی۔ چنانچہ اللہ رب العالمین جنت کو بھرنے کا اپنا وعدہ پورا کرنے کے لیے ایک نئی مخلوق پیدا فرمائیں گے۔ اس مخلوق کو جنت میں داخل فرما کر اس کے خلا کو پر کر دیا جائے گا۔

[صحیح بخاری:۴۸۵۰، صحیح مسلم: ۲۸۴۸]

اس مخلوق کی نوعیت اور کیفیت کے بارے میں احادیث نبویہ خاموش ہیں۔ تاہم بدیہی طور پر یہ حقیقت سامنے رہنی چاہیے کہ جنت اُنس والفت کا مقام ہے۔ چنانچہ ایسی جگہ پر کوئی نامانوس اور جنتیوں کے لیے غیر مألوف مخلوق یقیناً نہیں بھیجی جائے گی۔ وہ ضرور انسانوں کے ہم شکل اور ان کے ہم وصف ہوں گے۔

اس حدیث سے اس نظریے کو تقویت ملتی ہے کہ جنت سراسر اللہ کی رحمت ہے۔ اور وہ بغیر عمل کیے بھی اللہ تعالیٰ اپنی کسی مخلوق کو عطا کر سکتا ہے۔ محض اعمال کے نتیجے میں کوئی جنت کو لازم قرار نہیں دے سکتا، اس کے لیے اللہ کی رحمت کا شامل حال ہونا ضروری ہے۔

جنتیوں کو پہچاننے کا نسخہ

کسی بھی بشر کے جنتی یا دوزخی ہونے کا حقیقی علم تو اللہ کے پاس ہے، تاہم رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو کچھ ایسی علامات سے باقاعدہ آگاہ فرمایا ہے جن کی بدولت اصل اہلِ جنت اور

Marfat.com

اہلِ جہنم کی شناخت کی جا سکتی ہے، اس بات کا تذکرہ اگرچہ متعدد انداز سے احادیث میں وارد ہوا ہے، لیکن ذیل میں بیان کی جانے والی حدیث مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے خاص طور پر یہ اصول بیان فرمایا ہے۔

حضرت ابوبکر بن ابی زہیر ثقفی کہتے ہیں کہ میرے والد نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ طائف کے مقامِ نباءۃ میں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، آپؐ نے فرمایا: یہ عین ممکن ہے کہ تم اہلِ جنت اور اہلِ جہنم کو پہچان سکو یا اپنے اچھے اور برے لوگوں میں تمیز کر سکو۔

مجمع میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ معلومات کس طرح ہو سکتی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: اچھی اور بری شہرت کے ذریعے تم لوگ آپس میں ایک دوسرے پر گواہ ہو۔ [صحیح ابن حبان: ۷۳۸۴]

غیرِ نبی کی سفارش سے جنت میں داخلہ

عام طور پر یہ مشہور ہے کہ جنت میں داخلہ نبی کریم ﷺ کی سفارش کے ذریعے ہوگا اور کسی کی سفارش کام نہیں آئے گی۔ لیکن یہ بات معلوم رہنی چاہیے، کہ اللہ کے دربار میں انبیا، ملائکہ اور عام مومنین کی سفارش بھی قابل قبول ہوگی، اور اللہ تعالیٰ ان کے نتیجے میں بہت سے لوگوں کو دوزخ کے عذاب سے نجات عطا فرمائیں گے۔ [دیکھیے: صحیح مسلم ۱۸۳، نیز ۳۰۲]

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تین صحابہ کی محفل میں ایک چوتھے دوست کی حیثیت سے جا بیٹھا۔ اسی اثنا میں ایک ہم نشین نے بتایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کے ایک عام شخص کی سفارش سے بنو تمیم کی تعداد سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے، یہ سن کر عبداللہ بن ابی جدعا بولے یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کے علاوہ کسی اور کی سفارش سے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں میرے علاوہ کسی اور کی سفارش سے، میں نے حدیث سنانے والے سے (تاکیداً) پوچھا کہ کیا تم نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی؟ انھوں نے فرمایا جی ہاں۔ [صحیح ابن حبان ۷۳۷۶، سنن ترمذی: ۲۴۳۸]

Marfat.com

جنت سے افضل چیز؟

ایک مومن کے لیے آخرت میں حصولِ جنت ایک بہت اعلیٰ ہدف ہے اس کی زندگی میں تمام نیک اعمال کے سرانجام دینے میں جنت حاصل کرنے کا جذبہ بنیادی داعیے کے طور پر کارفرما رہتا ہے۔ بدیہی طور پر یہ سمجھنا بجا ہے کہ جنت ہی آخری کامیابی ہے، جنت کے مل جانے کے بعد اس سے آگے کسی اور طرف ذہن منتقل نہیں ہوتا، لیکن احادیث رسول ﷺ میں یہ بیان ہمارے علم میں اضافے کا باعث بنتا ہے کہ جنت سے بھی افضل ایک اور شے اللہ کے ہاں موجود ہے، جس کا تذکرہ خود اللہ جل سبحانہ اہل جنت سے مخاطب ہوکر فرمائیں گے۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِذَا دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ الْجَنَّۃَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَتَشْتَھُوْنَ شَیْئًا فَاَزِیْدُکُمْ فَیَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا وَمَا فَوْقَ مَا اَعْطَیْتَنَا قَالَ: فَیَقُوْلُ: بَلٰی: رِضَائِیْ اَکْثَرَ۔

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھیں گے کیا تم کوئی اور چیز چاہتے ہو، تاکہ میں وہ بھی تمھیں دے دوں؟ جنتی عرض کریں گے اے ہمارے رب اب اس جنت سے افضل بھلا کیا ہوسکتا ہے؟ اللہ فرمائیں گے: کیوں نہیں: میری خوشنودی اس سے بھی افضل ہے۔

[صحیح ابن حبان: ۷۴۳۹]

چنانچہ بعض صوفیا کا یہ کہنا بے وجہ نہیں کہ اللہ کی عبادت اور نیک اعمال، کسی لالچ کے بغیر صرف اللہ کی محبت اور اطاعت کے جذبے سے بجالانے چاہییں۔ اللہ کے لیے اخلاص اور للّٰہیت کی معراج یہی ہے کہ اطاعت ومحبت میں کوئی اور غرض شامل نہ ہو، یہ خالص اعمالِ اطاعت جب اللہ کے ہاں درجہ قبولیت حاصل کرلیں گے تو اللہ کے وعدے کے مطابق جزا اور انعام بھی یقیناً مل ہی جائے گا۔

جنت میں پابجولاں

جہنم میں جھونکے جانے والے مجرموں کی بات ہو تو زنجیروں اور بیڑیوں کا ذکر کچھ عجیب

Marfat.com

نہیں لگتا، لیکن جنت میں جانے والے مقربین کا قصہ ہو تو طوق و سلاسل کا تذکرہ انسان کو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ مگر یہ تعجب خیز منظر جنت میں ضرور نظر آئے گا۔ صادق و مصدوق پیغمبر اعظم حضرت محمد ﷺ نے یہ بات کچھ اس طرح بیان فرمائی ہے۔

اللہ عزوجل اس جماعت کو دیکھ کر خوش ہوں گے جو زنجیروں میں بندھے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔ [صحیح بخاری: ۳۰۱۰]

اہلِ علم نے اس کا مفہوم دو طرح سے متعین کیا ہے۔ پہلا یہ کہ: یہ لوگ در حقیقت قید و بند کی حالت میں دعوت دین سے روشناس ہو کر اسلام قبول کریں گے پھر اسی قید کی حالت میں ان کی موت واقع ہو جائے گی۔ پھر روز قیامت اسی کیفیت میں انھیں جنت میں داخل کیا جائے گا۔

دوسرے مفہوم کے مطابق یہ اہلِ اسلام کی وہ جماعت ہوگی جو دنیا میں کہیں اسیری سے دوچار ہوگئی اور اسی حالت قید میں یہ لوگ موت سے ہم کنار ہوئے، چنانچہ آخرت میں گویا بطور یادگار انھیں اسی دنیا والی حالت میں اٹھایا جائے گا اور جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

یہ بات اس اعتبار سے قرین قیاس ہے کہ صحیح احادیث میں ہر انسان کا اس حالت میں اٹھائے جانے کا ذکر موجود ہے جس حالت میں اس کی موت واقع ہوئی تھی۔ اسی طرح فی سبیل اللہ زخم کھانے والے کے بارے میں بھی یہ وارد ہوا ہے کہ روز قیامت اس کا زخم بالکل تازہ ہوگا، اس سے خون بہہ رہا ہوگا، اس کا رنگ تو خون جیسا ہوگا لیکن خوشبو مُشک جیسی ہوگی۔

[صحیح مسلم: ۲۸۷۸، ۱۸۷۶، سنن ترمذی: ۱۶۵۷]

''دخولِ جنت'' کی مترادف اصطلاحات

قرآن و سنت میں وارد ہونے والی اصطلاحات، الفاظ اور تعبیرات اہل علم کے نزدیک ایک مستقل فن کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جس میں مجمل و مفصل، صریح و کنایہ، اشارہ و ایماء جیسے عنوانات کے تحت تحقیق کی جاتی ہے اور کلمات اور جملوں کی حیثیت متعین کر دی جاتی ہے۔ ان سطور میں ہمارا مقصد محض اس چیز کی وضاحت کرنا ہے کہ جنت میں داخلے کی بشارت زبان نبویؐ پر صرف

Marfat.com

''بصیغۂ دخول'' وارد نہیں ہوئی بلکہ آپ نے کئی اسالیب کے ذریعے اس مفہوم کو بیان کیا ہے۔ یہ تمام اسالیب الفاظ وحروف کے اعتبار سے کافی مختلف ہیں لیکن مفہوم اور تعبیر کے اعتبار سے ''دخول جنت'' پر دلالت کرتے ہیں۔ یہاں بھی ہمارے پیش نظر ان اصطلاحات کا حصر واحاطہ نہیں ہے بلکہ یہ بتلانا مطلوب ہے کہ خوشخبری کے لیے الفاظ وکلمات کا دامن تنگ نہیں بلکہ بہت وسیع ہے۔

یہاں ذکر کی جانے والی عبارتیں اور جملے سب کے سب قرآن وسنت سے مأخوذ ہیں اور وہ احادیث کتاب کے اگلے حصے میں مختلف عنوانات کے تحت بیان کر دی جائیں گی جن سے ان معانی کا استخراج کیا گیا ہے لہٰذا بغرض اختصار یہاں حوالہ جات درج نہیں کیے جا رہے۔ یہ حوالے آئندہ صفحات میں متعلقہ احادیث کے ساتھ قارئین کے سامنے آ جائیں گے۔

۱- لن یلج النار: یعنی وہ شخص (مذکور) ہرگز آگ میں نہیں جائے گا۔ اس بات کا واضح مفہوم یہ ہے کہ وہ شخص جس کے بارے میں یہ بات کہی گئی ہے لازماً جنت میں جائے گا۔

۲- آگ سے دوری کا ذکر: ''باعداللّٰہ مِنَ النَّار'' آگ سے دور کر دیے جانے کا دوسرا مطلب یہی ہے کہ ایسا شخص جنت ہی میں جائے گا۔

۳- آگ سے آزادی کا ذکر: ''عتق من النار'' آگ سے آزادی کا حقیقی فائدہ جنت کی صورت میں ہوگا۔

۴- آگ سے پردہ بننے کا تذکرہ: ''ستر من النار'' مفہوم بہت واضح ہے

۵- آگ کی حرمت کا ذکر: اس کا تذکرہ عام طور پر دو انداز سے کیا ہے (ا۔ حُرّم علیه النار'' اس شخص پر آگ حرام کر دی گئی۔ ب۔ ''یحرم علی النار'' یعنی وہ شخص آگ پر حرام ہو گیا مفہوم دونوں کا ایک ہی ہے اور جنت میں جانے کو ثابت کرتا ہے۔

۶- جنت کے دروازوں کا ذکر: یعنی اس کے لیے جنت کے تمام یا چند مخصوص دروازے کھول دیئے جانے کا تذکرہ یا اِس اجازت کا تذکرہ کہ وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

Marfat.com

۷- ایمان کے حُلّے (لباس) کا ذکر: کہ اُسے ایمان کی پوشاک سے سرفراز کیا جائے گا۔

۸- جنت کے پھل پھول چننے کا تذکرہ: ''خریف الجنة'' یا ''خرفة الجنة'' ظاہر ہے کہ یہ عمل جنت میں جانے کے بعد ہی ممکن ہوگا۔

۹- عرش کے سائے کا تذکرہ: یعنی اللہ اس مومن کو اپنے سایۂ عرش میں جگہ دے گا۔

۱۰- اللہ کے سائے کا ذکر: سایۂ عرش کی طرح اس کا مطلب بھی واضح ہے۔

۱۱- نور کے منابر کا ذکر: کہ اللہ بعض مومنین کو نور کے منبروں پر بٹھائے گا۔ یہ انعام دخول جنت کا ہم معنی ہے۔

۱۲- ثناء الناس: یعنی لوگوں کی تعریف اور حسن خیال بھی دخول جنت کے اسباب میں سے ہے۔

۱۴- ذکر مغفرت: مغفرت کے ذکر کا مطلب یہی ہے کہ ایسے شخص کو جنت میں بھیج دیا جائے گا۔

۱۵- ذکر شہادت: شہید کے جنتی ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

۱۶- رحمت کا ذکر: ''انک الجنة رحمتی'' اسے جنت تو میری رحمت ہے۔ چنانچہ رحمت کا تذکرہ بھی جنت میں داخلے کے مترادف ہے۔

۱۷- فلاح کا ذکر: ''قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ'' فوز وفلاح کا تذکرہ بھی جنت کا ہم معنی ہے۔

۱۸- شفاعت کا ذکر: یعنی حق شفاعت کا ملنا اپنے حق میں یا کسی دوسرے کے حق میں شافع بننا دونوں صورتیں جنتی ہونے کے مماثل ہیں۔

۱۹- حور عین کے انتخاب کا حق: اس حق کے ملنے کا صاف مطلب بھی یہی ہے کہ مذکورہ مؤمن جنت میں جائے گا۔

۲۰- اللہ کی رضا کا ذکر: اللہ کی رضا کا حصول بھی دراصل جنت کا موجب ہے: ''لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ الخ''

۲۱- فرشتوں کی ہمراہی: جیسے قرآن کے ماہر قاری کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ ''مع السفرة الکرام'' معزز فرشتوں کے ہمراہ ہوں گے۔

Marfat.com

۲۲- حضور اکرم ﷺ کے قریب ہونے کا تذکرہ یعنی جو شخص ''اولی الناس'' آنحضرتؐ کے زیادہ قریب ہوگا اس کی منزل یقیناً جنت ہوگی۔

۲۳- جنت میں شجر کاری کا ذکر: جس شخص کے بعض اعمال جنت میں شجر کاری کا سبب بنیں گے وہ شخص جنت میں ہی جائے گا۔

۲۴- جنت میں پذیرائی کا تذکرہ: ظاہر ہے کہ یہ ''نُزُل'' مہمان نوازی جنت کے اندر پہنچ کر ہی ہوگی۔

۲۵- آخرت میں تاج پہننے کا ذکر: حافظ قرآن اور عامل بالقرآن کے والدین کو تاج پہنایا جائے گا چنانچہ خود حافظ کا اعزاز اس سے بڑھ کر ہوگا یہ عزت افزائی جنت کی علامات میں سے ہے۔

۲۶- شہید کے درجات تک پہنچانے کا وعدہ: چونکہ شہید جنتی ہے لہٰذا اس کے درجے تک پہنچ جانے والا بھی جنتی ہوگا۔

۲۷- آگ کے نہ چھونے کا تذکرہ: ''لاتمسه النّار'' یہ اصطلاح بھی دخول جنت کے ہم معنی ہے۔

۲۸- آگ سے پناہ دینے کا ذکر: ''جواراً من النّار'' آگ سے پناہ مل جانے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اب جنت میں داخل ہوگا۔

۲۹- ''فوز یعنی کامرانی'' کی اصطلاح کا تذکرہ: ''فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ'' یعنی جنت میں داخلہ اصل کامرانی ہے۔

۳۰- آگ سے بری ہوجانے کا ذکر: ''بریٔ من النار'' آگ سے برأت یقیناً دخول جنت کے نتیجے میں ہوگی۔

۳۱- جنت کا واجب ہونا: ''وجبت له الجنة'' جنت کا واجب ہونا مزید کسی تشریح کا محتاج نہیں۔

Marfat.com

۳۲- آگ سے محفوظ ہونا: ''حرز من النار'' آگ سے محفوظ ہو جانا جنت میں جانے کی علامت ہے۔

۳۳- حساب و کتاب سے بچاؤ: ''لَا حساب علیه'' یا ''بغیر حساب ولَا کتاب'' کے الفاظ کا مفہوم کافی واضح ہے۔

۳۴- آگ سے پھیر دیا جانا: ''صرف عن النار'' یہ اصطلاح بھی آگ سے بچاؤ اور دخول جنت کے ہم معنی ہے۔

۳۵- آگ سے فاصلے پر کرنا: ''زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ'' آگ سے دور یا بہت فاصلے پر کرنے کا مفہوم یہی ہے کہ ایسے شخص کو آگ سے بچالیا جائے گا۔

۳۶- جہنم کے دھوئیں سے محفوظ ہونا: ''دخان جهنم'' جہنم کے دھوئیں سے بچاؤ دراصل آگ سے بچنے کا بلیغ اشارہ ہے اور جنت میں جانے کا کنایہ بھی۔

۳۷- حوض کوثر: جنت کی ایک جھیل ہے جو حضرت محمد ﷺ کو عطا کی جائے گی۔

۳۸- آگ سے اُوٹ کا ہونا: ''حجاباً من النار'' آگ سے پردہ یا اوٹ مل جانا۔

۳۹- آگ سے امتناع کا میسر ہونا: ''احتظار من النار'' آگ سے امتناع کا حصول، دوسرے معنوں میں جنت کا داخلہ ہے۔

۴۰- آگ کے مقابلے میں قلعہ بند ہو جانا: ''حصن من النار''

۴۱- آگ کے عوض فدیہ کا تذکرہ: ''فداء من النار''

۴۲- آگ سے چھٹکارا مل جانا ''فکاکاً من النار''

۴۳- عذاب الٰہی سے مامون ہونا: ''یامن من عذاب الله''

۴۴- جہنم سے نجات کا ذکر: ''نجاۃ من النار'' آگ سے نجات کا مطلب جنت کا حصول ہے۔

۴۵- غرفۃ یا غرفات کا ذکر: ''هم فی الغرفات'' غرفہ جنت کے کمرے یا محل کو کہتے ہیں۔

۴۶- جنت کی ضمانت کا ذکر: ''اضمن له الجنة'' بعض مخصوص اعمال پر آنحضرت ﷺ نے

Marfat.com

جنت کی ضمانت عطا فرمائی۔

۴۷- الرحیق المختوم سے پلانے کا تذکرہ: ''سقاہ اللہ عزو جل من الرحیق المختوم''

۴۸- آسمان کے دروازے کھل جانے کا تذکرہ: ''تفتح لها ابواب السماء'' اذکار کے بعض جملوں کے لیے یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

۴۹- اللہ کا کسی سے تجاوز کرنے کا ذکر: ''فَتَجَاوَزُ عَنْهُ'' تجاوز و درگزر کرنے کا مطلب یہی ہے کہ اسے معاف کر دیا گیا اور اب وہ جنت میں جائے گا۔

جن الفاظ اور اصطلاحات کا ذکر اوپر آیا ہے ان میں سے بعض ایسی ہو سکتی ہیں جن کا مفہوم ہر جگہ پر ''دخول جنت'' کے مترادف نہ ہو لیکن ہم نے الفاظ کے غالب مفہوم کو مد نظر رکھا ہے ورنہ الفاظ کی دنیا میں قلیل و نادر معانی تو ہر زبان میں پائے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ جنت کے وہ تمام نام بھی ضمناً ان اصطلاحات میں شامل کیے جا سکتے ہیں جن کا ذکر پیچھے ''اسمائے جنت'' کے عنوان سے گزرا ہے۔

Marfat.com

باب دوم

اَلْمُبَشَّرُوْن

[ان خوش نصیب انسانوں کا تذکرہ جنھیں زبان نبوت سے
جنت کی بشارت نصیب ہوئی]

فصل اول: انفرادی بشارتیں (۱)

فصل دوم: انفرادی بشارتیں (۲)

فصل سوم: انفرادی بشارتیں [خواتین] (۳)

فصل چہارم: اجتماعی بشارتیں

فصل پنجم: چند خوش نصیب

Marfat.com

خوش خبری، مفہوم اور استحقاق

خوش خبری کی تعریف بہت واضح ہے، دل کو مسرور کرنے والی بات خوش خبری کہلاتی ہے۔ دنیا میں سب سے بڑی خوش خبری جنت ہی کی ہوسکتی ہے۔ لیکن یہ اصول خوب اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ اس خوش خبری کا اصل مبدأ و مآخذ صرف اللہ رب العزت کی ذات بابرکات ہے۔ کوئی اور اپنی مرضی سے یہ خوش خبری دینے کا حق نہیں رکھتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے دی گئی تمام بشارتیں اللہ کی رضا اور وحی کی بنیاد پر تھیں۔ اس میں وہ مناظر و مشاہدات بھی شامل ہیں جو کسی بھی وقت اللہ کی جانب سے آپؐ کو کرا دیے جاتے اور عام انسانی نظر اس سے بے خبر رہتی، ان نظاروں کی بنیاد پر بھی آپؐ کسی شخص کے بارے میں بتا دیا کرتے تھے کہ وہ جنت میں ہے یا جہنم میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہونے والے یہ مشاہدے کبھی حالت بیداری میں ہوتے اور کبھی بحالت خواب، انبیا کے خواب اگرچہ حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں تاہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خوابوں کو لوگوں کے سامنے بیان فرما کر گویا ان کے وقوع پر اپنی مہر تصدیق ثبت فرما دیا کرتے تھے۔ اسی بنا پر علمائے امت نے آپ کے خوابوں اور عمومی اقوال و افعال میں کوئی فرق ملحوظ نہیں رکھا۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ جنت کی بشارتیں دو طرح کی ہیں: پہلی کا تعلق بعض مخصوص اعیان و افراد کے ساتھ ہے جیسے آپ نے خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کو جنت کی خوش خبری عطا فرمائی۔ ظاہر ہے کہ اس نوع کی بشارت کا دروازہ آپؐ کی رحلت کے ساتھ ہی بند ہوگیا ہے۔ اب کوئی کسی کو جنت کی دعا تو دے سکتا ہے بشارت نہیں دے سکتا۔ کیونکہ اس قسم کی بشارت کا ذریعہ نزول وحی تھا اور یہ سلسلہ اب منقطع ہوگیا ہے۔ بشارتوں کی دوسری قسم مخصوص اوصاف و اعمال سے متعلق ہے۔ جیسے آپؐ نے یتیم کی کفالت، غصے کو پی جانے اور صلہ رحمی کرنے

Marfat.com

والے کو جنت کی خوش خبری دی ہے۔ ان جیسی صفات سے مربوط بشارتوں کا زمانی دائرہ آپؐ کے وصال تک محدود نہیں بلکہ وہ حیات انسانی کے خاتمے تک قائم ہے۔ جب تک لوگ ان سنتوں پر عمل پیرا رہیں گے ان بشارتوں کے زمرے میں داخل ہوتے رہیں گے۔

تیسرا نکتہ یہ ہے کہ جنت کی بشارت کے لیے مبشرین کا زندہ ہونا ضروری نہیں بلکہ بہت سے صحابہ کرامؓ کو آپؐ نے ان کے فوت ہو جانے کے بعد جنت کی خوش خبری عطا فرمائی۔ البتہ یہ بات ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے نہایت اعزاز وافتخار کی حامل ہے کہ جنھیں آپؐ نے ان کی زندگیوں میں جنت کی بشارت سے سرفراز فرمایا۔

مذکورہ بالا نکات ذہن نشین کر لیے جائیں تو اگلے صفحات میں آنے والے واقعات اور تفاصیل سے زیادہ بہتر استفادہ ممکن ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا استدلال اور اصولِ بشارت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے قیامت کی کوئی خاص تیاری تو نہیں کی البتہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ'' تم اپنے محبوب کے ساتھ ہو گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جملے سے بے حد خوشی ہوئی کیونکہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں ان کی محبت کے باعث روز قیامت ان کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں ہیں۔

[صحیح بخاری:۳۶۸۸]

صحابیِ رسول کا یہ وجہ استدلال اصولِ قیاس کے اعتبار سے نہایت قوی اور نتیجے کے لحاظ سے بہت مسرت افزا ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نیز شیخین رضی اللہ عنہما کی محبت صرف ایک سچے مومن کے دل میں ہی ہو سکتی ہے اگر مومن کا دل ان بلند پایہ محبتوں سے معمور ہو تو اعمال کی کمزوری

Marfat.com

کے باوجود توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ حبِ نبیؐ کے صدقے صرف نظر فرمائے گا اور محبوب کی معیت میں جنت نصیب ہوگی۔

کیا بشارتِ جنت صرف ''عشرہ مبشرہ'' تک محدود ہے؟

وہ سعید و خوش نصیب انسان جنھیں ان کی زندگی میں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دی، ان میں سرفہرست دس عظیم المرتبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی ''عشرہ مبشرہ'' کے نام سے معروف ہیں۔ لیکن یہ سعادت صرف انھی لوگوں تک محدود نہیں بلکہ ایسے اصحاب رسول کی تعداد کافی زیادہ ہے۔ اگر محض اس نکتے کی تحقیق کے لیے سیرت النبیؐ، سیرت صحابہؓ اور احادیث کا مجموعہ کھنگالا جائے تو ایک طویل فہرست تیار ہوسکتی ہے، تاہم یہ تحقیق باقاعدہ طور پر اس وقت ہمارے پیش نظر نہیں ہے۔

عرف عام میں صرف عشرہ مبشرہ تک جنت کی خوش خبری کے مشہور ہو جانے کا ایک اثر یہ ہوا کہ عام طور پر ذہن اس جانب متوجہ ہونے سے قاصر رہا کہ اور بھی کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے موجود ہیں جنھیں آپؐ نے اس خوش خبری سے سرفراز فرمایا۔ البتہ یہ فرق ضرور ہے کہ عشرہ مبشرہ میں سے اکثر صحابہؓ کو ایک سے زائد مرتبہ اس بشارت سے نوازا گیا، جب کہ دیگر صحابہؓ کے ساتھ یہ واقعہ کثرت سے پیش نہیں آیا۔

دوسری وجہ غالباً یہ رہی کہ عشرہ مبشرہ صحابہؓ اپنی سبقت ایمانی، جذبہ ایثار و قربانی، جہاد و خدمات، بصیرت اور علم و فضل کے لحاظ سے نہایت جلیل القدر مقام اور شہرت کے حامل ہوئے، چنانچہ ان کے تذکرے کی اغلبیّت سے دوسرے بزرگوں کو ملنے والی بشارتیں زیادہ نمایاں نہ ہوسکیں۔

آیندہ سطور میں ہم تعداد و شمار کے لحاظ سے نہیں بلکہ محض میسر معلومات اور مثال کے اعتبار سے متعدد ایسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا مختصر ذکر کریں گے جن کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے جنت کی بشارت دی گئی، تفاصیل تک رہنمائی کے لیے متعلقہ حوالہ جات بھی درج کر دیے جائیں گے۔

❁❁❁❁❁❁

Marfat.com

فصل اوّل:

انفرادی بشارتیں (۱)

[الف:ان صحابہ کرامؓ کا تذکرہ جنھیں ان کی زندگی میں جنت کی بشارت دی گئی]

عشرہ مبشرہ اوران کے نام

بعض صحیح احادیث کے مطابق عشرہ مبشرہ میں پہلا اسم گرامی خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے پھراس کے بعد (۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، (۳) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، (۴) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، (۵) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، (۶) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، (۷) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، (۸) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، (۹) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور (۱۰) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ راوی حدیث کا نام بھی شامل ہے۔[سنن ابو داؤد:۴۶۴۹]

ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام شامل نہیں لیکن حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا نام شامل ہے۔[سنن ترمذی:۳۷۴۸]

اس طرح دس کا عدد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اوران کے بغیر دونوں طرح پورا ہوجاتا ہے۔ ان دس صحابہ رضی اللہ عنہم بالخصوص خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کو جنت کی بشارت کے دیگر واقعات متعدد احادیث میں موجود ہیں۔

[صحیح بخاری، فصل الصحابۃ ۵۔۳۶۷۴، صحیح مسلم: مناقب الصحابۃ]

۱۱۔حضرت یاسر رضی اللہ عنہ

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے شوہر اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے والد۔[حوالہ سابق]

۱۲۔حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کے فرزند تھے مشہور صحابی ہیں۔[حوالہ سابق]

Marfat.com

ان کے جنتی ہونے کے مزید اشارات چند دیگر احادیث میں بھی وارد ہوئے ہیں۔

[مسند احمد ۱۱۸۴۹۔۱۱۸۵۷]

۱۳۔حضرت ذوالخویصرۃ الیمانی رضی اللہ عنہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا کہ تم نے قیامت کی کیا تیاری کی ہے؟ وہ بولا کچھ نہیں، مگر میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے محبوب کی ساتھ ہوگے۔ یہ سوال کنندہ صحابی ذوالخویصرۃ یمانی تھے۔[صحیح بخاری: ۳۶۸۸، نیز فتح الباری: ج۷، ص۴۹]

۱۴۔حضرت حسن رضی اللہ عنہ، ۱۵۔حضرت حسین رضی اللہ عنہ

یہ دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ وحضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے ان کے بارے میں آپ نے فرمایا: حسن وحسین جوانانِ جنت کے سردار ہوں گے۔

[سنن ترمذی: ۳۷۶۸]

۱۶۔حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ

یہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پڑوسی تھے۔ آواز اونچی اور بھاری تھی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ [الحجرات ۴۹:۲]۔ ’’اے مومنو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند مت کرو نہ اس کے ساتھ زور زور سے باتیں کرو جیسے تم آپس میں کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کر تمھارے عمل ضائع ہو جائیں اور تمھیں پتا بھی نہ لگے‘‘۔ تو یہ صحابی خوفزدہ ہو کر گھر میں بیٹھے رہے کہ آواز اونچی ہونے کے باعث اعمال ضائع ہو گئے تو جہنم میں نہ چلے جائیں آپ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ذریعے پوچھوایا تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنا خدشہ ظاہر کر دیا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں وہ جنتی ہیں۔

[صحیح مسلم: ۳۱۴]

Marfat.com

۱۷- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

یہ تورات اور انجیل کے بہت بڑے عالم تھے اور یہودی سے مسلمان ہو گئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا: اِنَّہٗ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ، یہ جنتی ہیں۔

[صحیح بخاری ۳۸۱۲]

۱۸- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

فارسی النسل یہ عظیم المرتبت صحابی تلاش حق کا طویل اور کٹھن سفر طے کرتے کرتے بالآخر زیارتِ نبویؐ اور اسلام سے فیض یاب ہوئے۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا: ''اِنَّ الْجَنَّۃَ تَشْتَاقُ اِلٰی ثَلَاثَۃٍ: عَلِیٌّ وَعَمَّارُ وَسَلْمَانُ'' جنت علیؓ، عمارؓ، اور سلمانؓ پر فریفتہ ہے۔

[سنن ترمذی: ۳۷۹۷، الطبرانی الکبیر: ۶۰۴۵]

۱۹- حضرت مقداد رضی اللہ عنہ

ان کا تذکرہ گزشتہ حدیث کی بعض دوسری روایات میں آیا ہے کہ جنت چار افراد کی چاہت کرتی ہے اور چوتھا نام حضرت مقداد کا ہے۔ [معجم الطبرانی الکبیر: ۵۹۲۲]

نوٹ: حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا تذکرہ الگ سے موجود ہے۔

۲۰- حضرت عمیر بن الحمام رضی اللہ عنہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوہ بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اٹھو اس جنت کی طرف جس کی وسعت زمین و آسمان جتنی ہے''۔ یہ سن کر حضرت عمیر بن الحمام الانصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: ''واہ واہ! یارسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا واقعی اتنی بڑی جنت''؟ آپؐ نے فرمایا: ''ہاں''۔ پھر پوچھا کہ تم نے واہ واہ کیوں کہا؟ عمیرؓ کہنے لگے: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بس اس چاہت میں کہ میں بھی جنتی بن جاؤں''، آپ نے فرمایا: ''تم جنتی ہو''۔ یہ سنتے ہی عمیرؓ نے اپنے ہاتھ سے کھجوروں کا خوشہ یہ کہتے ہوئے پھینک دیا کہ ان کو کھانے کے لیے تو بڑی لمبی زندگی چاہیے پھر آگے بڑھ کر جنگ میں حصہ لیا اور شہید ہو گئے۔ [صحیح مسلم: ۱۹۰۱]

Marfat.com

۲۱- جنگِ احد کا سپاہی

غزوۂ احد کے موقع پر حضرت عمیرؓ کے واقعے سے بالکل مشابہ ایک دوسرا واقعہ پیش آیا۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد کے موقعے پر ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ کر پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں قتل ہوا تو کہاں جاؤں گا، آپ نے فرمایا: ''جنت میں''، اس نے اپنے ہاتھ میں اٹھائی ہوئی کھجوریں پھینک دیں اور جہاد میں شریک ہو کر جام شہادت نوش کیا۔ شارح صحیح بخاری حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ دو الگ الگ واقعات ہیں۔ پہلے واقعے میں راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طرف سے غزوہ بدر کی صراحت موجود ہے اور دوسرے واقعے کے راوی حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے واضح طور پر غزوۂ احد کا تذکرہ کیا ہے۔

اگر دونوں واقعات کا راوی ایک ہی ہوتا تو اس کی یادداشت میں وہم کا گمان کیا جا سکتا تھا، لیکن یہاں تو دونوں واقعات کے راوی بھی الگ الگ ہیں، چنانچہ حافظ صاحب کی تحقیق راجح معلوم ہوتی ہے۔[صحیح بخاری:۴۰۴۶، فتح الباری: ج۷، ۴۰۴۶]

۲۲- حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ

یہ سیاہ رنگت والے ایک حبشی غلام تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انھیں امیہ بن خلف سے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ موذن رسولؐ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے لوٹے تو ان سے پوچھا: ''اے بلالؓ ذرا بتاؤ تو وہ کون سا عمل ہے جس کے باعث تمھارے جوتوں کی آواز جنت میں مجھے اپنے آگے آگے سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی''۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اور تو کچھ نہیں البتہ میں ہر وضو کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضو ضرور ادا کرتا ہوں''۔

[صحیح بخاری:۱۰۸۱، صحیح مسلم:۲۴۵۸]

۲۳- حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ

مشہور بدری صحابی ہیں، فتح مکہ کے موقع پر ان سے ایک غلطی سرزد ہو گئی تھی۔ کسی شخص نے

Marfat.com

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا حاطب دوزخ میں جائیں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں جائیں گے کیوں کہ انھوں نے غزوۂ بدر اور حدیبیہ میں شرکت کی تھی۔ [صحیح مسلم: ۲۴۹۵]

۲۴- حضرت ابن منتفق رضی اللہ عنہ

انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ جنت میں جانے کا طریقہ کیا ہے؟ آپؐ نے انھیں اللہ کی عبادت کا التزام، شرک سے اجتناب اور نماز، روزہ وزکوٰۃ کی پابندی کا حکم فرمایا، صحابی نے جواب میں کہا کہ بخدا میں اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کروں گا۔ یہ صحابی واپس جانے کے لیے مڑے تو آپؐ نے فرمایا: ''جو کسی جنتی شخص کو دیکھنا چاہتا ہو وہ اسے دیکھ لے''۔

[صحیح بخاری: ۱۳۹۷، صحیح مسلم: ۱۴]

۲۵- حضرت اسلم حبشی رضی اللہ عنہ

یہ صحابی اسلام قبول کرنے سے قبل خیبر میں ایک یہودی کی بکریاں چراتے تھے، غزوۂ خیبر کے موقع پر یہودی سردار ''مرحب'' کے قلعے کا محاصرہ جاری تھا کہ یہ سیاہ غلام آپ کے پاس آیا اور اسلام کی دعوت سے متعارف ہونے کے بعد پوچھنے لگا کہ یہ دعوت میں قبول کرلوں تو مجھے کیا ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا کہ تم اگر اسی حال میں مر گئے تو جنت ملے گی۔ یہ جنگ و جہاد کا موقع تھا چنانچہ آپ نے جہاد کی ترغیب دی تو اس نے پھر پوچھا کہ اگر میں قتل ہو جاؤں تو کیا جنت میں جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں جنت میں جاؤ گے''۔ یہ نوجوان آگے بڑھا، جنگ میں شریک ہوا اور شہید ہو گیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے اس کے قریب جنت کی دو حوروں کو دیکھا جو اس کا جبہ اتار رہی تھیں حالانکہ اس نے ابھی تک ایک سجدہ بھی نہیں کیا تھا''۔

[سیرت ابن ہشام: ج۲/۳۴۴، حاکم: ۲/۱۳۶، الاصابة: ج۱/نام، اسلم]

۲۶- حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ

ایک مالدار اور فیاض انصاری صحابی تھے، انھوں نے ایک ضرورت مند کی مدد کرنے میں بہت سخاوت کا مظاہرہ فرمایا۔ اپنا باغ فروخت کر کے سائل کی مشکل آسان کر دی۔ چنانچہ نبی کریم صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کتنی لدی پھندی کھجوریں جنت میں ابودحداحؓ کے نام کردی گئی ہیں۔

[مسند احمد: ۱۱۹۰۳]

۲۷۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے اور مشہور ماہر سیاسیات، عالم وفاضل صحابی تھے۔ مدینہ ہجرت کے بعد مہاجرین کے ہاں پہلی ولادت انھی کی ہوئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پر مامور رہے اسی دوران ایک خدمت کے موقع پر آپؐ نے انھیں جنت کی بشارت عطا فرمائی۔ ۷۳ ہجری میں انھیں حجاج بن یوسف نے شہید کیا۔

[حلیة الاولیاء: ۱/۳۳۰، معجم الاوسط: ۹۰۹۸]

۲۸۔ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ

مشہور صحابی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد ہیں۔ غزوہ احد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک زخموں سے خون آلود ہوا تو انھوں نے آپؐ کے زخموں کو چوس کر صاف کیا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میرا خون اس کے خون سے مل گیا اب اس کو آگ نہیں چھوسکتی"۔

[مجمع الزوائد ۸/۲۷۱]

۲۹۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

قبیلہ غفار سے تعلق تھا، رہزنی چھوڑ کر اسلام قبول کیا اور حب رسولؐ میں اعلیٰ درجے تک پہنچے۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: "میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں"۔ آپؐ نے فرمایا: "اے ابوذر! تم اپنے محبوب کے ساتھ ہوگے"۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنی بات دہرائی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جملہ دہرا دیا۔ [سنن ابوداؤد: ۵۱۲۶]

۳۰۔ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرما رہے تھے۔ صحابی مذکور مجلس میں موجود تھے آپؐ نے فرمایا کہ میری امت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل ہوجائیں گے۔ حضرت

Marfat.com

عکاشہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دعا فرمایئے کہ میں ان میں شامل ہو جاؤں۔ آپ ؐ نے فرمایا: ''تم انھی میں سے ہو گے''۔ [صحیح بخاری:۶۵۴۱]

۳۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

مشہور فقیہ، مفسر اور قاریِ قرآن تھے۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''اے عبداللہ! کچھ مانگو، تمھیں ملے گا''۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں''۔ فرمایا: ''یہ تمھیں حاصل ہو گی''۔ [مسند احمد:۱۱۸۲۵]

۳۲۔ حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ

ایک نوجوان صحابی تھے، خادمِ رسول ؐ اور مشہور صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے چچا زاد تھے۔ غزوۂ بدر میں شہید ہوئے۔ شہادت سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے، آپ نے حال پوچھا تو کہا کہ دنیا سے بے رغبتی، اللہ سے تعلق اور لذت ایمانی کے باعث گویا میں عرش الٰہی کے بالمقابل ہوں اور اہلِ جنت کو آتے جاتے دیکھ رہا ہوں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شہادت کے لیے دعا کی درخواست کی۔ آپ ؐ نے دعا فرمائی اور کہا کہ ایمان کی اس کیفیت کو برقرار رکھنا۔ شہادت کے بعد ان کی والدہ حضرت ربیع بنت نضر ؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، بیٹے کے بارے میں پوچھا، تو آپ نے فرمایا: ''تمھارا بیٹا فردوس بریں میں پہنچ گیا ہے''۔

[صحیح بخاری: ۲۸۰۹]

۳۳۔ حضرت عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فدا کار صحابی اپنی ٹانگ میں لنگڑاہٹ کا شکار تھے، ان کے چار بیٹے تھے، چاروں شیروں کی طرح بہادر اور جری تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک رہتے تھے۔ غزوۂ احد میں ان کے والد بھی شہادت کے جذبے سے حصہ لینا چاہتے تھے، تاہم بیٹوں نے روک دیا، انھوں نے آنحضرت سے شکایت کی اور کہا کہ میں اپنے اس لنگڑے پن کے ساتھ جنت میں جانا چاہتا ہوں۔ آپ ؐ نے فرمایا کہ تم معذور ہو تم پر جہاد لازم

Marfat.com

نہیں۔ پھر بیٹوں سے کہا کہ انھیں کیوں روکتے ہو، شاید اللہ انھیں شہادت سے ہم کنار فرمائے۔ آپ کی اس بشارت کے بعد حضرت عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد میں جام شہادت نوش کیا۔ بعد میں آپ نے فرمایا: ''میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ صحیح سلامت ٹانگ کے ساتھ جنت میں گشت کر رہے ہیں۔ [سیرت ابن ہشام: ج۲/۹۰، مسند احمد: ۱۱۸۶۱]

۳۴۔ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ

ان کے بارے میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں سویا اور میں نے اپنے آپ کو جنت کے اندر پایا۔ وہاں میں نے قرآن پاک کی قرأت سنی تو میں نے پوچھا کہ تلاوت کون کر رہا ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ حارثہ بن نعمانؓ ہیں''۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نیک لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں''۔ [مسند احمد: ۱۱۲۶۸]

ایک موقع پر ان کے بارے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ یہ شخص ان سو صابر اور ڈٹ جانے والے لوگوں میں سے ہوگا جو غزوۂ حنین میں آپ کے ساتھ رہ جائیں گے اللہ تعالیٰ نے انھیں جنت میں رزق عطا کرنے کا ذمہ لے لیا ہے۔

[طبقات ابن سعد: ۴۸۸/۳، طبرانی: ۳۲۲۵]

۳۵۔ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

یہ مشہور صحابی رشتے میں آپؐ کے چچا ہیں۔ ان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی حضرت ابراہیمؑ کی طرح اپنا خلیل بنایا ہے اور جنت میں ہم دونوں کے گھر آمنے سامنے ہیں۔ اور عباسؓ ہم دو خلیلوں کے درمیان ایک موسیٰ کی طرح ہوں گے۔

[سنن ابن ماجہ: ۱۴۱]

۳۶۔ حضرت انس بن مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ

غزوۂ حنین میں آپؐ نے پوچھا کہ آج ہماری پہرہ داری کون کرے گا؟ حضرت انس بن مرثدؓ نے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ پہرہ داری مکمل ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا: ”جنت تمھارے لیے واجب ہوگئی، اب چاہے تم کوئی بھی عمل نہ کرو۔

[سنن ابو داؤد:۲۵۰۱، دلائل النبوة از امام بیهقی:ج۵/۱۲۶]

۳۷- حضرت ضمرة بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ

انھوں نے ایک مرتبہ دو قیمتی کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے، آپؐ نے دیکھا تو فرمایا: ”اے ضمرہ کیا تمھارے یہ نئے کپڑے تمھیں جنت میں لے جائیں گے“؟ انھوں نے فرمایا: ”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ میرے لیے استغفار فرمادیں گے تو شاید ایسا ہوجائے“۔ پھر بولے: ”یارسول اللہ! میں انھیں اتارے بغیر چین سے نہ بیٹھوں گا“۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعائی فرمائی: ”اَللّٰهُمَّ اغفر لضمرة بن ثعلبة“۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مغفرت کی دعا جنت میں داخلے کا سبب ہے۔ [مسند احمد:۱۷۵۱]

۳۸- حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ

یہ جلیل القدر صحابی نہایت حسین وجمیل انسان تھے۔ حضرت جرائیل علیہ السلام اکثر انھی کی شکل وصورت میں تشریف لاتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف بادشاہوں کے نام خطوط تحریر فرمائے تو قیصر روم کے نام خط بھجوانے کے لیے لوگوں سے پوچھا: ”مَنْ يَنْطَلِقُ بِصَحِيْفَتِيْ هٰذِهٖ اِلٰى قَيْصَرَ وَلَهُ الْجَنَّةُ“ کون ہے جو میرا خط قیصر تک پہنچائے گا اور اسے جنت دی جائے گی۔ چنانچہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ آپ کا نامۂ مبارک سلطنت روما کے بادشاہ قیصر تک لے گئے اور پھر جوابی خط لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے۔

[صحیح ابن حبان:۱۰/۴۵۰۴]

۳۹- حضرت زید بن صوحان رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت کے مطابق ان کے متعلق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا دل کسی ایسے شخص کو دیکھنا چاہے جس کے کچھ اعضا اس سے پہلے جنت میں پہنچ

Marfat.com

چکے ہیں، وہ زید بن صوحان رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔[دلائل النبوۃ از بیہقی: ج۶/ص۴۱۶]

۴۰۔حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ

مشہور صحابی ہیں۔ان کے سینے میں ایک تیر کسی جنگ کے دوران پیوست ہو گیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر ان سے فرمایا: اگر چاہو تو تیر اور اس کی انی دونوں نکال لو اور اگر چاہو تو تیر نکال لو اور اس کا کیل (بدن میں) رہنے دو۔ میں اس کے عوض قیامت کے دن تمھارے شہید ہونے کی گواہی دوں گا۔حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ تسلیم کر لیا اور تیر کا کیل یا اس کی نوک بدن میں رہنے دی۔کافی عرصے بعد حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا اسی زخم کی وجہ سے انتقال ہوا۔[مسند احمد:۱۶۹۵، دلائل النبوۃ:۶/۴۶۳]

۴۱۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احزاب کے دن فرمایا کہ کون ہے جو دشمن کے حالات کا جائزہ لے اور لوٹ کر ہمیں آگاہ کرے، میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ شخص قیامت کے دن میرے ساتھ ہو۔مگر سخت سردی، شدید بھوک اور شدت خوف سے کوئی نہ اٹھا۔آپؐ نے دوبارہ یہی بات دہرائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا۔تیسری مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کر کے حکم دیا کہ حذیفہ تم جاؤ اور لشکر کی خبر لے کر آؤ۔میں اس وقت سردی کے باعث بری طرح کانپ رہا تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر اور چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا اور میری حالت سنبھل گئی جاتے اور آتے مجھے سردی کا احساس نہ ہوا، میں رات ہی کو جائزہ لے کر واپس لوٹ آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رپورٹ پیش کر دی۔اس طرح حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روز قیامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اور جنت کے مستحق قرار پائے۔[صحیح مسلم: ۱۷۸۸، صحیح ابن حبان: ۷۱۲۵]

۴۲۔حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ

ایک غزوہ کے موقع پر آپؐ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ مَنْ یَحْرِسُنَا اللَّیْلَةَ؟ آج رات

Marfat.com

ہماری پہرے داری کون کرے گا۔ ایک شخص کھڑا ہوا، آپؐ نے اسے دعا دی، پھر دوبارہ یہی اعلان فرمایا تو ابوریحانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہو گیا۔ آپؐ نے میرا نام پوچھا اور مجھے بھی دعاؤں سے سرفراز فرمایا، یہ بھی فرمایا کہ اس آنکھ پر اللہ نے آگ حرام فرمادی ہے جو راہِ خدا میں پہرے داری کرتی ہے۔ [مصنف بن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۱۹۵۵۰]

۴۳۔ حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ

انھوں نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک ہوئے، اس دوران ان کی آنکھ میں تیر لگا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی، آپؐ نے فرمایا: ''اگر خواہش ہے تو میں دعا کیے دیتا ہوں تمھاری آنکھ ٹھیک ہو جائے گی اور اگر اس کے بدلے میں جنت چاہتے ہو تو وہ مل جائے گی۔'' انھوں نے جواباً کہا کہ ٹھیک ہے میں جنت چاہتا ہوں۔

[ابن عساکر: ۲۳/۴۶۵، کنز العمال: ۳۰۲۲۷]

۴۴۔ حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ

ان کا نام مغیرہ تھا، رشتے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد تھے انھیں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے جواں سالوں کا سردار قرار دیا: ''سید فتیان اهل الجنة'' ایک اور بار جنت کے بہترین لوگوں میں سے شمار فرمایا۔

[سیرت ابن ہشام: ۸۶/۴، مستدرک حاکم: ۲۵۵۳]

۴۵۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

مشہور صحابی ہیں، کاتبین وحی میں بھی ان کا نام آتا ہے، تاریخ اسلام کی جس پہلی بحری فوجی مہم کے شرکا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی تھی وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ ہوئی تھی۔ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سے زائد مواقع پر جنت کی خوش خبری عطا فرمائی۔

ایک مرتبہ صحابہ کی مجلس میں فرمایا: ''ابھی اس دروازے سے ایک جنتی شخص نمودار ہوگا، پھر

Marfat.com

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ برآمد ہوئے، ایسا تین مرتبہ فرمایا اور تینوں مرتبہ مذکورہ صحابی دروازے سے ظاہر ہوئے۔

ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''تم مجھ سے جنت میں ملو گے''

[دیکھیے: الشریعہ از امام آجری: ۱۸۶۱، کتاب السنة: از امام خلال، ۷۰۳]

۴۶- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

حضرت زید رضی اللہ عنہ ایک بار بیمار ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لیے ان کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: ''اس مرض سے تمھیں کچھ نہ ہوگا، لیکن اگر میرے بعد تمھاری عمر طویل ہوئی اور تمھاری بینائی جاتی رہی تب تم کیا کرو گے؟'' حضرت زید رضی اللہ عنہ گویا ہوئے: ''میں صبر کروں گا اور اللہ سے اجر کی امید رکھوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تب تم جنت میں جاؤ گے اور تمھارا کچھ حساب نہ ہوگا۔ حضرت زید واقعتاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا سے رحلت کے بعد نابینا ہو گئے تھے۔ [شعب الایمان، از امام بیہقی، ۹۱۹۱، مسند ابن الجعد: ۲۲۴۴]

۴۷- ایک نوجوان صحابیؓ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔ (التحریم ۶۶:۶) اے اہلِ ایمان اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن ہی انسان اور پتھر ہیں۔

آپؐ نے ایک دن اپنے صحابہؓ کی مجلس میں یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اسے سن کر ایک نوجوان غش کھا کر گر گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دل پر ہاتھ رکھا تو اس کا دل دھڑک رہا تھا، آپ نے فرمایا: ''اے نوجوان لا الہ الا اللہ پڑھو۔ نوجوان نے کلمہ پڑھا، آپؐ نے اسے جنت کی بشارت عطا فرمائی، دیگر صحابہؓ کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ بشارت اسی شخص کے لیے ہے؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا: ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ۔ (سورۃ ابراہیم ۱۴: ۱۴) یہ ہر اس شخص کے لیے ہے جو میرے مرتبے اور

Marfat.com

میری وعید سے ڈرا۔ [مستدرک حاکم: از امام حاکم، ۳۳۳۸]

۴۸-ایک حبشی صحابیؓ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔ (سورۃ التحریم:٦) کہ جہنم کی آگ کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نارِ جہنم کو طویل عرصے تک بھڑکائے جانے کی خوف ناک تفاصیل بیان فرمائیں۔ مجلس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک حبشی صحابی بیٹھے ہوئے تھے وہ یہ تفصیلات سن کر زور سے رونے لگے، اسی دوران حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ آپؐ کے سامنے یہ رونے والا کون ہے؟ آپؐ نے اس شخص کی تعریف فرمائی اور بتایا کہ یہ حبشہ کا رہنے والا ایک آدمی ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ رب العزت فرمارہے ہیں کہ مجھے میری عزت وجلال اور عرش پر مستوی ہونے کی قسم، جو شخص دنیا میں میری خشیت سے روتا ہے میں جنت میں اتنا ہی اس کی مسرت وسرور میں اضافہ کردوں گا۔ [البعث والنشور: از امام بیہقی، ج۲، حدیث۴۸۹]

۴۹-ایک عاشقِ رسولؐ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: "اے اللہ کے رسولؐ میں آپ سے اس قدر محبت کرتا ہوں کہ ہمہ وقت آپ کی یاد ستاتی ہے، اگر کسی روز آپ کو نہ دیکھوں تو دم نکلنے لگتا ہے۔ سوچتا ہوں کہ اگر جنت میں چلا بھی گیا تب بھی آپ سے تو پیچھے رہ جاؤں گا کیونکہ آپ تو اور انبیاؑ کے ساتھ بہت اوپر ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بات سن کر خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا کچھ عرصے بعد یہ آیت نازل ہوئی:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (النساء ۴:۶۹)۔ اور جس نے اللہ

Marfat.com

اوراس کے رسول کی اطاعت اختیار کی ایسے لوگ اللہ کے انعام یافتہ انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین کے ساتھ ہوں گے۔ یہ کتنی اچھی رفاقت ہوگی۔

آپؐ نے اس شخص کو بلوایا اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی اور جنت میں اپنی رفاقت کی خوش خبری دی۔ [معجم الطبراني الكبير: ج١٠، ١٢٣٩٤، حلية الاولياء: از ابونعيم، ج٤، ٢٤٠]

۵۰-ایک تپ زدہ صحابیؓ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بخار میں مبتلا ایک صحابی کی عیادت کو گیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمھیں خوش خبری ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ بخار بھی میری آگ ہے اگر دنیا میں کسی بندۂ مومن پر میں یہ آگ مسلط کردوں تو یہ آخرت کی آگ سے چھٹکارا بن جائے گی۔ [مسند احمد: ۹۳۷۶]

۵۱-حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ اور سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل تین دن تک ان کے بارے میں فرمایا: ''تمھارے درمیان جنتی شخص نمودار ہونے والا ہے۔ تینوں مرتبہ حضرت سعد بن مالکؓ تشریف لائے۔ بعد میں ان سے پوچھنے پر انھوں نے بتایا کہ اور تو میرا کوئی خاص عمل نہیں البتہ میں اپنے دل میں کسی کے بارے میں برا خیال اور حسد کے جذبات نہیں رکھتا۔ [مسند احمد: ۹۷۷۹]

۵۲-ایک بدوی صحابیؓ

حضرت شداد بن ہاد کی روایت کے مطابق ایک دیہاتی شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اسلام قبول کیا اور آپ کی اتباع کا عزم ظاہر کیا۔ غزوۂ خیبر کے موقع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں اس شخص کا حصہ بھی نکالا، جب اسے خبر ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس لیے تو مسلمان نہیں ہوا تھا، میں نے تو آپ کی اتباع اس جذبے سے کی تھی کہ میرے حلق سے تیر آر پار ہو جائے

Marfat.com

اور میں مر کے جنت میں چلا جاؤں''۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تم اللہ کے ساتھ سچے ہو تو اللہ بھی تمھیں اپنا سچ دکھا دے گا''۔ پھر یہ شخص میدان جنگ کی جانب روانہ ہوا اور شہادت سے سرفراز ہوا۔ آپ نے اسے اپنے جبے میں کفن دیا اس کی نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا: ''یہ اللہ کے ساتھ سچا تھا اللہ نے اس کے ساتھ سچائی کی اور میں اس کا گواہ ہوں۔ [سنن نسائی: ۱۹۵۳، شرح معنی الاثار ۱/۲۹۱]

۵۳- سورۂ اخلاص سے محبت کرنے والا صحابی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ میں ''سورۂ اخلاص'' سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اس کی محبت تمھیں جنت میں لے جائے گی''۔ ایک دوسری روایت میں آپ نے فرمایا: ''جنت واجب ہو گئی''۔

[سنن ترمذی: ۲۹۰۳ نیز ۲۸۹۷]

بعض علما کی تحقیق یہ ہے کہ سورۂ اخلاص کی محبت پر جنت کی بشارت کے واقعات ایک سے زائد ہیں۔ [دیکھیے تحفۃ الاحوذی، شرح ترمذی]

۵۴- اونٹنی عطیہ کرنے والا صحابی

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں یہ واقعہ بتایا گیا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لگام سے آراستہ ایک اونٹنی پیش کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا: ''تمھیں قیامت کے دن اس کے بدلے سات سو اونٹنیاں دی جائیں گی اور سب کی سب مہاروں سے آراستہ ہوں گی۔ [صحیح مسلم: ۱۸۹۲]

۵۵- جس کی مغفرت کر دی گئی

حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو تشہد میں یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْاَلُکَ یَا اَللّٰہُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ اَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔'' آپ نے فرمایا: ''بے شک اس کی مغفرت کر دی گئی''۔ یہ بات آپ نے تین مرتبہ دہرائی۔

[سنن ابوداؤد: ۹۸۵، سنن نسائی: ۱۳۰۱]

Marfat.com

۵۶-صحابی، جس کا بچہ فوت ہو گیا تھا

حضرت معاویہ بن قرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں اپنے بیٹے کے ہمراہ آیا کرتا تھا، یہ شخص اپنے بیٹے سے شدید محبت کرتا تھا، ایک دن اس کا بیٹا فوت ہو گیا۔ یہ شخص سخت غمگین ہوا، آپؐ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ''تیرے لیے کتنی مسرت کا مقام ہو گا جب یہ بچہ تیرے لیے جنت کے دروازے کھلوائے گا۔ ان شاء اللہ ایسا ہی ہو گا''۔

[مسند احمد:۹۴۱۵]

۵۷-مدافعت کرنے والے جانثار

حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ غزوۂ احد میں دشمنوں کی یلغار کو دیکھتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھیں ہم سے کون دور رکھے گا؟ وہ جنت میں میرا رفیق ہو گا۔ آپؐ کے اس وعدے پر یکے بعد دیگرے سات انصاری صحابہؓ کفار کو روکتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج قریش نے حق ادا نہیں کیا۔ [صحیح مسلم:۱۷۸۹]

۵۸-حضرت زید بن عاصم رضی اللہ عنہ

یہ جانثار صحابی حضرت ام عمارہ نسیبہ رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے، یہ اپنے دو بیٹوں اور اپنی اہلیہ کے ساتھ غزوۂ احد میں شریک ہوئے اور پورے خاندان نے جہاد میں حصہ لیا۔ بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں بہادری اور استقامت کے جوہر دکھائے۔ ان کے اس فدویانہ کردار کو دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اَللّٰھُمَّ اِجْعَلْ رُفَقَائِیْ فِی الْجَنَّۃ''۔ اے اللہ اس خاندان کو جنت میں میرا رفیق بنا دے۔ [مناقب الصحابیات: از امام مقدسی، طبقات ابن سعد ۸/۴۱۴، الاصابۃ/۵۵۰]

۵۹-حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ

حضرت زید بن عاصم اور ام عمارہ کے صاحب زادے تھے غزوۂ احد میں اپنے والدین اور بھائی کے ساتھ شریک جہاد تھے۔ ان کے پورے اہل خانہ کو آپؐ نے اپنے ہمراہ جنت میں جانے

Marfat.com

کی بشارت دی تھی۔ [طبقات ابن سعد۸/۴۱۴، الاصابۃ/۵۵۰ نیز الاستیعاب:۲/۳۰۵]

۶۰۔ حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ

یہ نوجوان صحابی اپنے بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ نسیبہ اور والد حضرت زید بن عاصم کے ساتھ غزوۂ احد میں شریک ہوئے دادِ شجاعت دی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع اور حفاظت میں جم کر کھڑے رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پورے گھرانے کو جنت میں اپنی رفاقت کی دعا دی۔ یہ دیگر غزوات کے علاوہ جنگ یمامہ میں بھی شریک ہوئے اور مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے قتل میں حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل تھے۔

[طبقات ابن سعد۸/۴۱۴، الاصابۃ/۳۰۶]

Marfat.com

فصل دوم:

انفرادی بشارتیں (۲)

[ب: وہ اصحابِ رسول جن کو فوت ہوجانے کے بعد جنت کی بشارت سے نوازا گیا]

۱-سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

یہ جلیل المرتبت صحابی رشتے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا اور آپ کے نہایت ہمدرد اور غم خوار تھے، مکی زندگی کی شدید مخالفت کے زمانے میں انھوں نے بہت دلیری سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا اور آپ کی مدد کا فرض نبھایا۔ غزوۂ احد میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ ان کے متعلق آپؐ نے فرمایا: ''حَمْزَةُ سَيِّدُ الشُّهَدَآءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' حمزہؓ روزِ قیامت شہیدوں کے سردار ہوں گے۔

[صحیح الجامع الصغیر:۴۳۳۶، بحوالہ شیرازی کتاب الالقاب]

ایک دوسرے موقع پر آپؐ نے اطلاع دی: ''میں نے دیکھا کہ فرشتے حمزہؓ کو غسل دے رہے ہیں۔[صحیح الجامع:۴۳۳۸، بحوالہ امام طبرانی]

۲-حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

حضرت زید رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے تھے، آپؐ ان کو بہت محبوب رکھتے تھے، جنگ موتہ کے لشکر کی سپہ سالاری اور علم حضرت زید کو دے کر بھیجا گیا تھا۔ اس غزوے میں آپ شہید ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ان کی شہادت اور پھر جنت میں داخل ہوجانے کی اطلاع دی۔ آپؐ نے فرمایا: ''مجھے جنت میں سونے کے تخت دکھائے گئے، جن پر زیدؓ، جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ تشریف فرما تھے''۔[سیرت ابن ہشام:۲/۳۸۰، دلائل النبوۃ:۴/۳۶۸]

ایک اور موقع پر آپؐ نے فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا تو ایک نوجوان دوشیزہ کو آتے دیکھا

Marfat.com

میں نے پوچھا تم کس کے لیے ہو؟ اس نے کہا کہ میں زید بن حارثہؓ کے لیے ہوں''۔

[صحیح الجامع بحوالہ رؤیانی وضیا]

۳-حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

یہ آپ کے چچازاد اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی تھے جنگِ موتہ میں لشکر اسلام کی سربراہی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بعد ان کے سپرد کی گئی تھی حضرت زید رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یہ بھی شہید ہوگئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں لوگوں کو ان کی شہادت کی اطلاع دی اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کے بدلے انھیں دو پر لگادیے ہیں اب وہ ان کے ذریعے جنت میں اڑتے پھرتے ہیں''۔[کتاب المغازی از واقدی: ۷۶۶/۲، دلائل النبوۃ:۳۷۱/۴]

۴-حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

غزوۂ موتہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد قیادت حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو سونپی گئی تھی۔ یہ صحابی رسول بھی راہ خدا میں جام شہادت نوش کر کے جنت میں پہنچ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں جنت میں مسہری پر براجمان دیکھا اور اہل مدینہ کو اطلاع دی۔

[دلائل النبوۃ: ۳۶۸/۴، ابن ہشام ۲۸۰/۲:]

۵-حضرت عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ

یہ مشہور صحابی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد گرامی تھے۔ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے، پھر غزوۂ احد میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شہادت کے بعد فرمایا: ''ان کی میت کے اٹھائے جانے تک فرشتے ان پر اپنے پروں کا سایہ کیے رہے''۔ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے صاحبزادے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جب کسی سے گفتگو فرمائی پردے میں رہ کر فرمائی، لیکن تیرے باپ سے اللہ نے بالمشافہ کلام کیا اور پوچھا کہ بتاؤ کیا مانگتے ہو؟ تیرے والد نے کہا کہ اے رب العالمین! میں چاہتا ہوں کہ مجھے دوبارہ دنیا میں لوٹا دیا جائے اور میں پھر شہید کردیا جاؤں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ نہیں

Marfat.com

ہوسکتا جو ایک بار دنیا سے آ گیا وہ دوبارہ نہیں لوٹایا جائے گا۔

[سنن ترمذی:۳۰۱۰، صحیح ابن حبان:۱۵/۷۰۲۲]

۶۔حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

جلیل القدر انصاری صحابی ہیں۔غزوۂ خندق میں تیر لگنے سے زخمی ہوئے ایک ماہ بعد اسی زخم کے باعث انتقال ہوا۔ان کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جنت میں سعد بن معاذؓ کے رومال دنیا کے حریر وریشم سے زیادہ اعلیٰ ہیں۔ [صحیح بخاری:۳۲۴۹]

۷۔حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ

قبیلہ اسلم سے تعلق رکھنے والے یہ صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور زنا کا چار مرتبہ اقرار کرلیا۔آپؐ نے انھیں رجم کرنے کا حکم جاری فرمایا۔اس موقع پر کچھ لوگوں نے تبصرہ کیا کہ اس کے گناہ پر تو پردہ پڑا ہوا تھا اس نے خود ہی اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ باتیں سن کر غیبت کرنے والوں پر ناراضگی کا اظہار کیا اور اعلان فرمایا کہ بخدا وہ شخص اس وقت جنت کی نہروں میں غوطہ زنی کر رہا ہے۔

[سنن ابوداؤد:۴۴۲۸، صحیح ابن حبان:۴۴۰۱]

۸۔حضرت عمر بن ثابت رضی اللہ عنہ

یہ صحابی رسولؐ ''اصیرم'' کے نام سے معروف تھے،اپنے قبیلے کے ساتھ تو اسلام قبول نہ کیا، لیکن غزوۂ احد کے دن اچانک ان کے دل میں اسلام کی کرنیں منور ہوگئیں،کلمہ پڑھا۔اپنی تلوار ہاتھ میں لی اور لشکر پیغمبر میں شامل ہوکر شہادت کے رتبے پر فائز ہوئے۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین چونکہ ان کے مسلمان ہونے کے بارے میں باخبر نہیں تھے چنانچہ میدان جنگ میں ان کو زخموں سے چور سخت نڈھال حالت میں دیکھ کر حیران ہوئے، پوچھا کہ کیسے آئے ہو؟ اپنی قوم کی دشمنی میں یا اسلام کی رغبت میں؟ فرمایا: اسلام کی رغبت اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کے نتیجے میں یہ کہتے ہوئے جان جان آفرین کے سپرد کردی۔صحابہؓ نے جا کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی، آپ نے فرمایا:''وہ جنتی ہے''۔[سیرت ابن ہشام:ج۲/۹۰، مسند احمد:۱۱۳۳۳]

Marfat.com

۹- صحابیؓ جو اپنے اونٹ سے گر کر فوت ہوئے

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے نکل رہے تھے، ایک اونٹ سوار شخص آپؐ کے پاس آیا، حال احوال کے بعد کہنے لگا مجھے ایمان سکھا دیجیے، آپؐ نے عقیدہ وعبادات کی تفصیل سے آگاہ کیا اتنے میں اس کے اونٹ کا اگلا پاؤں چوہوں کے بل میں دھنس گیا اونٹ جھکا تو یہ شخص گردن کے بل گر پڑا اور مر گیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اسے اٹھا کر آپ کے پاس لائے آپؐ نے دیکھا اور فرمایا: میں نے دو فرشتوں کو دیکھا جو اسے جنت کے پھل کھلا رہے تھے، پھر فرمایا ان جیسوں کے بارے میں ہی اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ۝ (الانعام ۶:۸۲) جو لوگ ایمان لائے اور کسی ظلم میں ملوث نہ ہوئے انھی کے لیے امن اور ہدایت ہے۔[مسند احمد:۴/۳۵۹]

۱۰- حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ

یہ فرزند رسولؐ تھے، شیر خوارگی کی عمر میں وفات پا گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم غم زدہ ہوئے اور فرمایا: جنت میں اس کو دودھ پلانے والی موجود ہے۔[صحیح بخاری:۳۲۵۵]

۱۱- حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ

یہ حضرت انس کے ماموں تھے۔ انھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر صحابہؓ کے ساتھ ایک دعوتی مہم پر روانہ فرمایا تھا وہاں انھیں ساتھیوں سمیت دھوکے سے قتل کر دیا گیا۔ عین شہادت کے وقت انھوں نے نعرہ بلند کیا: ''فُزْتُ وَ رَبِّ الْكَعْبَة'' کعبے کے رب کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے ان کی شہادت اور ان کی ارواح کا پیغام پہنچا دیا گیا: ''اِنَّا قَدْ لَقِیْنَا رَبَّنَا فَرَضِیَ عَنَّا وَاَرْضَانَا'' ہماری اپنے رب سے ملاقات ہوگئی ہے وہ ہم سے راضی ہے اور اس نے ہمیں بھی خوش کر دیا ہے۔ گویا بذریعہ وحی ان کی شہادت اور اس کی قبولیت کی تصدیق کر دی گئی۔[صحیح بخاری:۴۰۹۱، دلائل النبوۃ ۳/۳۳۸]

Marfat.com

۱۲-حضرت زید بن عمر بن نفیل رضی اللہ عنہ

یہ حضرت زید رضی اللہ عنہ، عشرہ مبشرہ میں شامل مشہور صحابی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے والد گرامی ہیں۔ محققین کے مطابق یہ بعثت نبویؐ سے پہلے دین ابراہیمی کے علی الاعلان پیرو اور قائل تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرویدہ تھے۔ تاہم ان کے عنقریب نبی بن جانے سے بے خبر تھے لیکن یہ جانتے تھے کہ آخری مبعوث ہونے والا نبی اولاد اسماعیل علیہ السلام اور قریش میں بنی عبدالمطلب سے ہوگا۔ یہ بعثت سے پانچ سال قبل وفات پاگئے۔ انھوں نے اپنے ایک دوست کو نئے آنے والے نبی تک سلام پہنچانے کی وصیت فرمائی۔ بعثت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''میں نے انھیں جنت میں اپنا لباس سمیٹتے ہوئے دیکھا''۔ ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے زید بن عمر بن نفیل کے لیے دوہرے درجے دیکھے''۔ [صحیح الجامع: ۳۳۳۵، ابن عساکر: ۵۱۲/۱۹]

اہلِ علم کے درمیان ان کے صحابی کہلانے کے بارے میں فنی اختلافِ نظر پایا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ بعثت سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: الاصابۃ: از حافظ ابن حجر ج ۱/ ۵۵۲]

۱۳-حضرت حنظلہ بن راہب رضی اللہ عنہ

یہ جلیل القدر صحابی غسیل الملائکہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ غزوۂ احد میں شہید ہوگئے تھے ان کا اور حضرت حمزہ کا ذکر ایک ہی حدیث میں وارد ہوا ہے۔ آپؐ نے دونوں کے بارے میں فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ فرشتے حمزہؓ اور حنظلہؓ بن راہب دونوں کو غسل دے رہے ہیں''۔ [صحیح الجامع الصغیر: ۳۳۳۸، بحوالہ امام طبرانی]

۱۴-حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

انھوں نے سنہ ۹ھ میں اسلام قبول کیا اور اپنی قوم میں واپس جا کر اسلام کی دعوت پہنچانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے خدشہ ہے کہ تمھیں وہ لوگ قتل کر دیں گے''۔ حضرت عروہؓ بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ میرا بے حد احترام کرتے ہیں یہاں تک کہ میں اگر سو رہا ہوں تو مجھے ''احتراماً'' جگاتے بھی نہیں۔ آپؐ نے یہ سن کر اجازت عطا فرمادی۔

Marfat.com

یہ شام کے وقت اپنے قبیلے میں پہنچے، سب لوگ ملاقات اور سلام کے لیے حاضر ہو گئے، جیسے ہی انھوں نے اسلام کی دعوت دی ان لوگوں کے تیور بدل گئے۔ گالیاں دینے اور برا بھلا کہنے لگے پھر حضرت عروہؓ کو اس قدر مارا کہ وہ جان سے جاتے رہے۔ آپ کو خبر پہنچی تو آپؐ نے فرمایا: ''مَثَلُ عُرْوَةَ مَثَلُ صَاحِبِ یٰسٓ دَعَا قَوْمَهُ اِلَى اللّٰهِ فَقَتَلُوْهُ۔ عروہ کی مثال صاحب یٰسین کی طرح ہے جس نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا مگر قوم نے اسے قتل کر دیا۔

[مستدرک حاکم: ۳/۶۱۶، طبقات ابن سعد: ۵/۳۶۹]

صاحب یٰسین حضرت حبیب بن نجار کا واقعہ سورۃ یٰسین میں موجود ہے۔ انھیں جب ان کی قوم نے شہید کر دیا تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے انھیں جنت میں داخل ہو جانے کا حکم دے دیا گیا تھا۔ (سورۃ یاسین آیت نمبر ۲۰ تا ۲۷)

حدیث میں صاحب یاسین سے تشبیہ دینے کا صاف مطلب یہ ہے کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی حضرت حبیب بن نجار کی طرح شہید ہو کر جنت میں چلے گئے۔

۱۵- آنحضرت ﷺ کا خدمت گار (یہودی لڑکا)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا حضور کی خدمت کیا کرتا تھا۔ یہ لڑکا بیمار پڑ گیا۔ آپؐ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ اس کے قریب بیٹھے اور فرمایا کہ اسلام قبول کرلو، لڑکے نے اپنے والد کی طرف (استفہامی انداز میں) دیکھا، باپ نے کہا (اَطِعْ اَبَاالْقَاسِمْ) ابوالقاسمؐ کی بات مان لو، لڑکے نے اسلام قبول کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (خوشی کے عالم میں) اس کے گھر سے یہ کہتے ہوئے نکلے کہ تمام تعریفات اس ذات کے لیے جس نے اس لڑکے کو میرے ذریعے آگ سے بچالیا۔ [صحیح بخاری: ۱۳۵۲]

۱۶- ایک انصاری نوجوان

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک انصاری نوجوان کے دل پر اللہ کے خوف کا شدید اثر ہوا۔ وہ گھر ہی میں گوشہ گیر ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے،

Marfat.com

نوجوان نے آپ کو دیکھا تو اٹھ کر آپؐ سے معانقہ کیا پھر یک دم مردہ ہو کر گر پڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگو! اپنے آدمی کی تجہیز و تکفین کا بندوبست کرو، بے شک آگ کے خوف نے اس کا جگر پارہ پارہ کر دیا ہے، اور بخدا اللہ نے اس کو آگ سے پناہ دے دی ہے۔

[کتاب الزھد: از امام احمد، ۲۱۸۶، مستدرک: از حاکم، ۳۸۲۸]

۱۷- حضرت ورقہ بن نوفل

یہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ماموں زاد تھے بعثت سے پہلے بت پرستی چھوڑ کر نصرانیت اختیار کر لی تھی، آسمانی کتابوں کے بڑے عالم اور صاحبِ بصیرت انسان تھے۔ غارِ حرا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی تو استفسار کے لیے حضرت خدیجہؓ انھی کے پاس لے کر گئی تھیں۔ چنانچہ انھوں نے نبوت کی تصدیق اور اپنے بھرپور تعاون کا عزم ظاہر فرمایا تھا۔ بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: میں نے انھیں جنت کے بیچ میں دیکھا انھوں نے ریشم کا لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔

[مسند ابویعلیٰ: ۲۰۴۸، سنن ترمذی: ۲۲۸۸، الاسماء والصفات، بیہقی: ۵۹۴]

۱۸- قس بن ساعدۃ

دورِ جاہلیت میں عربوں کے مشہور شاعر خطیب اور دانش ور کے طور پر مشہور تھے شروع ہی سے بت پرستی سے بیزار اور توحید کے داعی تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از نبوت ان کو دیکھا اور ان کا خطبہ اشعار سنے تھے۔ نبوت کے بعد آپؐ نے ان کے متعلق فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ انھیں پوری ایک امت کے طور پر اٹھائے گا۔ یہ جملہ ان کی توحید کی قبولیت اور جنتی ہونے کی غمازی کرتا ہے۔ [دلائل النبوۃ: از امام بیہقی ۲/۱۱۳]

......❀......❀......❀......

Marfat.com

فصل سوم:

انفرادی بشارتیں [خواتین] (۳)

[وہ صحابیاتؓ جنھیں رسول اکرم ﷺ نے ان کی زندگی میں
جنت کی بشارت عطا فرمائی]

۱۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا (ام المومنین)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ محترمہ اور سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والی ایک معزز اور مالدار خاتون تھیں۔ ان کی زندگی میں آپؐ نے کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا۔ نہایت زیرک اور بصیرت رکھنے والی خاتون تھیں۔ انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے جنت میں ایسے گھر کی بشارت دی جو ایسے موتیوں سے بنا ہوگا، جو اندر سے ہوادار ہوں گے، اس گھر میں کوئی شور شرابہ اور تکان نہیں ہوگی۔ [صحیح بخاری: ۳۸۱۷]

۲۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری صاحبزادی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں۔ ان کے متعلق آپؐ نے فرمایا: ''فاطمہؓ جنتی عورتوں کی ملکہ ہوں گی''۔

[سنن ترمذی: ۳۸۷۳، صحیح بخاری تعلیقاً: ۳۷۶۷]

ایک موقع پر آپؐ نے سرگوشی کے انداز میں اپنی بیٹی کو بتایا: ''تم جنت میں مجھے دیگر اہل خانہ سے پہلے ملو گی۔ [صحیح بخاری: ۳۷۱۶]

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ (ام المومنین)

یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ تھیں۔ نہایت عالمہ، فقیہہ اور زبان وادب کی رمز شناس تھیں۔ انھیں مخاطب کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس پر خوش نہیں کہ دنیا اور آخرت (دونوں جگہ) تم میری بیوی رہو۔ ایک موقع

Marfat.com

پر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی تصدیق کی۔

[صحیح ابن حبان:۷۰۹۵، صحیح بخاری:۳۷۷۲]

۴۔حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا (ام المومنین)

مشہور جلیل القدر صحابیہ ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور زوجۂ رسولؐ تھیں۔انھیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ طلاق دے دی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس واقعہ پر نہایت غمگین ہو گئے تھے، پھر حضرت جبرائیل تشریف لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اللہ رب العزت کی طرف سے حضرت حفصہؓ کو سلام پہنچایئے اور اللہ کا حکم ہے کہ ان سے رجوع کر لیجیے۔اس لیے کہ وہ نمازوں اور روزوں کی پابند خاتون ہیں اور وہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہوں گی: ''رَاجِعْ حَفْصَةَ فَإِنَّهَا صَوَّامَةٌ قَوَّامَةٌ وَإِنَّهَا زَوْجَتُكَ فِي الْجَنَّةِ''۔

[سنن ابوداؤد:۲۲۸۳، مسند احمد:۱۱۴۴۹]

۵۔حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا (ام المومنین)

مشہور و معروف خاتونِ جنت ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے قبل حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔حضرت زید سے طلاق ملنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا وہ خود فخر سے دیگر ازواج مطہراتؓ کے سامنے اس کا تذکرہ کرتی تھیں۔حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ان کی علیحدگی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے بارے میں سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۳۷ میں تذکرہ آیا ہے۔یہ ام المومنین بہت زیادہ فیاض اور سخی تھیں۔ان کی سخاوت کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ازواج کی موجودگی میں ایک مرتبہ فرمایا: ''تم میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملنے والی وہ عورت ہوگی جس کے ہاتھ لمبے ہیں''۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کی وفات پر ہمیں اندازہ ہوا کہ لمبے ہاتھوں کا مفہوم کیا ہے۔حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھوں سے کام کیا کرتی تھیں اور صدقہ وخیرات بھی خوب فرماتیں۔ازواج مطہرات میں حضرت زینبؓ سب سے پہلے فوت

Marfat.com

ہوئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وضاحت ہوگئی۔

[صحیح مسلم:۱۰۱ فضائل زینب، دلائل النبوۃ، البیہقی۶/۳۷۴]

۶-حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں زندگی ہی میں ''شہیدہ'' کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ یہ عالمہ وفاضلہ صحابیہ تھیں۔ حافظۂ قرآن تھیں اور اپنے علاقے میں بہت معزز خاتون تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ان کے ایک اپنے غلام اور ایک لونڈی نے مل کر انھیں قتل کر دیا۔

انھوں نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے غزوات میں شرکت کی اجازت طلب کی اور کہا کہ میں مریضوں کی عیادت اور زخمیوں کی مرہم پٹی کروں گی شاید اللہ تعالیٰ مجھے بھی شہادت عطا فرمادے۔ آپ نے جواب میں فرمایا: ''اے ام ورقہ! آپ اپنے گھر میں رہیے اِنَّ اللّٰهَ مُهْدِ لَکِ شَهَادَةً فِي بَيْتِکَ'' اللہ تعالیٰ آپ کو گھر میں شہادت عطا فرمادیں گے۔ جب یہ قتل ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ کے رسول ﷺ کا انھیں شہیدہ قرار دینا سچ ثابت ہوگیا''۔

[مسند احمد:۲۰۰۶۱، دلائل النبوۃ ۶/۳۸۱]

۷-حضرت اُمِ اَیمن رضی اللہ عنہا

یہ حبشہ سے تعلق رکھنے والی ایک بہت معزز خاتون تھیں۔ انھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کا اعزاز حاصل تھا۔ آپ ﷺ انھیں اماں جان کہہ کر پکارتے تھے۔ ان کا نام برکۃ بنت ثعلبہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا حد درجہ احترام فرماتے اور گاہے گاہے ان کی زیارت کے لیے ان کے گھر تشریف لے جاتے۔

ان کا پہلا نکاح حضرت عبید بن زید خزرجی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ بعثت کے بعد ام ایمن نے اسلام قبول کرلیا اور خاوند سے علیحدگی ہوگئی۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّتَزَوَّجَ اِمْرَأَةً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَتَزَوَّجْ اُمَّ اَيْمَنَ'' جو کسی جنتی خاتون سے شادی کرنا چاہتا ہو وہ ام ایمن سے شادی کرلے۔ اس بشارت کے بعد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

ام ایمن سے نکاح کر لیا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ انھی سے تولد ہوئے۔

[طبقات ابن سعد: ۲/۲۲۴، کنز العمال: ۳۳۴۴۶]

۸۔حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ

یہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی والدہ تھیں۔ ہجرت کے سفر میں غار ثور کے قیام کے دوران یہی باہمت صحابیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے والد کے لیے روزانہ کھانا لے کر آتی تھیں۔ ایک بار کھانے کے دستر خوان کو باندھنے کے لیے کوئی رسی وغیرہ نہ مل سکی تو انھوں نے اپنے کمر بند کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ایک ٹکڑے سے زادِ سفر باندھا اور دوسرا ٹکڑا کمر بند کے لیے استعمال کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ماجرا دیکھ کر فرمایا: ''اِنَّ لَکِ بِھَا نِطَاقَیْنِ فِی الْجَنَّۃ'' اس کے بدلے تمھیں جنت میں دو کمر بند ملیں گے۔ [الاستیعاب/بحوالہ زبیر بن بکار ۴/۲۲۹]

۹۔حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا (ام المومنین)

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی اس دنیا سے رحلت کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا حرم نبویؐ میں داخل ہونے والی پہلی خاتون تھیں خوب صحت مند اور دراز قامت تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا انھیں دیکھ کر رشک کرتیں اور فرماتیں: کاش اس خوب صورت قالب میں میری روح ہوتی۔

ان کی عمر بڑھ گئی تو انھیں یہ خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں طلاق نہ دے دیں۔ چنانچہ آنحضرت کی خدمت میں خود ہی عرض کیا کہ میں چاہتی ہوں کہ قیامت کے روز آپ کی زوجہ کی حیثیت سے اٹھائی جاؤں، میری اب کوئی اور خواہش نہیں، چنانچہ اپنی باری کا دن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تفویض کرتی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجاتِ مطہرات آخرت میں یقیناً آپ کے ہمراہ جنت میں ہوں گی۔ [طبقات ابن سعد: ۸/۵۴، الاصابۃ: ۴/۳۳۰]

۱۰۔حضرت ام سُلیمہ رضی اللہ عنہا (الرمیصاء)

ایک بہت باحوصلہ اور بہادر صحابیہ تھیں مشہور صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ اور

Marfat.com

رشتے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ تھیں۔ ان کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے ابوطلحہ کی بیوی رمیصاء کو وہاں دیکھا''۔

[صحیح بخاری:۳۶۷۹]

۱۱- حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا

یہ حضرت ام سلیم ''الرمیصاء'' کی ہمشیرہ اور مشہور صحابی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں۔ خواتینِ انصار میں ان کا بہت معزز مقام تھا۔ یہ بھی رشتے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ لگتی تھیں۔ آپ ان کے ہاں اکثر تشریف لے جاتے اور گاہے وہاں آرام بھی فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے گھر میں کچھ دیر سوئے پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے اور فرمایا: ''میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر میں جہاد کرے گا ان کے اوپر جنت واجب ہوگی''۔ حضرت ام حرام یہ سن کر بولیں: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دعا کیجیے کہ میں بھی ان میں شامل ہو جاؤں''۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں تم بھی اس پہلے لشکر میں شامل ہوگی''۔ چنانچہ قسطنطنیہ کی طرف جانے والے پہلے بحری لشکر میں یہ اپنے شوہر کے ساتھ شریک ہوئیں اور دورانِ سفر ہی ان کا انتقال ہوا۔

[صحیح بخاری:۲۸۰۰/۲۹۲۴، دلائل النبوۃ ۶/۴۵۲]

۱۲- حضرت اُمِ رومان رضی اللہ عنہا

یہ خاتونِ جنت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشدامن تھیں۔ اسلام قبول کرنے کے لحاظ سے ابتدائی لوگوں میں شامل تھیں۔ ان کا اصل نام زینب تھا لیکن کنیت ''ام رومان'' نام پر غالب آ گئی تھی۔ ان کو جنت کی خوش خبری دیتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى اِمْرَاَةٍ مِّنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى اُمِّ رُوْمَانَ'' جو جنت کی حور کو دیکھنا چاہتا ہو وہ اُمِ رومان کو دیکھ لے۔ [طبقات ابن سعد:۸/۲۷۷، معرفۃ الصحابۃ:۷۲۸۵]

Marfat.com

۱۳- حضرت سعیرہ الاسدیۃ رضی اللہ عنہا

یہ صحابیہ مرگی کی مریضہ تھیں۔ دورہ پڑتا تو بے پردگی واقع ہو جاتی، دعائے شفا کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائیں آپؐ نے فرمایا: ''چاہو تو دعا کروں گا اور شفا ہو جائے گی، اگر صبر کرو گی تو جنت بدلے میں ملے گی''۔ یہ بولیں: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں صبر کر کے جنت لوں گی، البتہ آپ اتنی دعا فرما دیجیے کہ دورے کی حالت میں بے پردگی نہ ہو''۔ چنانچہ آپؐ نے یہ دعا فرما دی۔ [صحیح بخاری: ۵۶۵۲، صحیح مسلم: ۲۵۷۶]

۱۴- ایک مسکینہ خاتون

یہ تنگ دست اور عیال دار خاتون حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ مانگنے کے لیے آئی تھیں دو بچیاں بھی ساتھ تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انھیں تین کھجوریں دیں، اس نے ایک ایک کھجور اپنی دونوں بیٹیوں کو دے دی تیسری خود کھانے لگی تو بچیوں نے وہ بھی مانگ لی۔ عورت نے اس کھجور کو دو حصوں میں چیرا اور آدھی آدھی کھجور اپنی دونوں بچیوں کو دے دی اور خود کچھ نہ کھایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ منظر دیکھ کر بہت تعجب ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کو یہ واقعہ سنایا، آپ نے فرمایا: ''اے عائشہؓ! عورت کے اس عمل کے بدلے اللہ نے اس پر جنت واجب فرما دی ہے۔

[صحیح مسلم: ۲۶۳۰، سنن ابن ماجہ: ۳۶۶۸]

حضرت عائشہ کے ساتھ اسی طرح ایک اور واقعہ بھی احادیث میں منقول ہے، اس میں ایک عورت اور اس کی دو بیٹیوں کو ایک ہی کھجور دینے کا ذکر ہے جسے وہ دو حصوں میں تقسیم کر کے اپنی دونوں بیٹیوں کو کھلا دیتی ہے اور خود کچھ نہیں کھاتی۔ اگر انھیں دو الگ الگ واقعات شمار کیا جائے تو اس واقعہ والی خاتون علیحدہ سے ان افراد میں شامل ہوگی جنھیں زندگی میں جنت کی بشارت دی گئی۔ البتہ یہ احتمال بھی موجود ہے کہ یہ دونوں ایک ہی عورت کے واقعات ہوں۔ [صحیح بخاری: ۵۹۹۵]

۱۵- حضرت سرۃ حبشیۃ رضی اللہ عنہا

یہ خاتون صحابیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں خادمہ کے طور پر کام کرتی تھیں ایک

Marfat.com

موقع پر آپ نے ان کے متعلق فرمایا: ''اس نے آگ سے بچاؤ کا بہت مضبوط انتظام کرلیا ہے''۔

[معجم کبیر از طبرانی: ۱۹۹۴۸]

۱۶- حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا (اُمِ عمار رضی اللہ عنہ)

یہ ابوجہل کی لونڈی تھی۔ اسلام قبول کر کے تعذیب وتشدد کا شکار ہوئیں اسی عذاب وابتلا کی کیفیت میں اپنی جان قربان کردی اور اسلام کی پہلی شہیدہ قرار پائیں۔ تعذیب واذیت کے زمانے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے پاس سے گزر ہوا ان کے ساتھ ان کے شوہر یاسر اور فرزند عمار کو بھی تکلیف سے گزارا جا رہا تھا۔ آپؐ نے اس خاندان کو مخاطب کر کے فرمایا: ''صَبْرًا اٰلَ یَاسَرَ فَاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْجَنَّۃ'' اے آلِ یاسر ذرا حوصلہ رکھو تمھاری جگہ جنت ہے۔

[طبقات ابن سعد: ۳/۱۷۷]

۱۷- مرض ''جنون'' میں مبتلا ایک خاتون

یہ صحابیہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائیں، انھیں کوئی دماغی عارضہ لاحق تھا، انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی شفایابی کے لیے دعا کی درخواست کی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر چاہو تو تمھاری شفا کے لے دعا کردوں اور اگر صبر کرو گی تو اس کے عوض روز آخرت تم سے کوئی پوچھ گچھ نہیں ہوگی''۔ یہ خاتون بولیں: ''میں صبر کروں گی تاکہ مجھ سے کوئی حساب نہ ہو''۔ [مسند احمد: ۹۳۷۸]

۱۸- ایک صحابیہؓ جن کے تین بچے فوت ہو چکے تھے

یہ خاتون صحابیہؓ اپنے چوتھے بچے کو اٹھائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں، اور بچے کی زندگی کے لیے دعا کی درخواست کی، خاتون نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا: ''میں قبل ازیں اپنے تین بچوں کو دفنا چکی ہوں''۔ آپؐ نے دریافت فرمایا: ''کیا واقعی تین بچوں کا صدمہ سہہ چکی ہو''؟ صحابیہ بولیں جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: ''پھر تو تم نے آگ سے بچاؤ کا بہت مضبوط انتظام کرلیا ہے''۔ [صحیح مسلم: ۲۶۳۶]

Marfat.com

گزشتہ سطور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادیوں میں سے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور ازواجِ مطہرات میں سے بھی چند کو صراحت کے ساتھ بشارت جنت کا تذکرہ آپ کی نظر سے گزر چکا ہے۔ اس سلسلے میں یہ امر ملحوظ رہنا چاہیے کہ بعض قابل استناد روایات کے مطابق آپؐ کی تمام بیٹیاں اور تمام ازواج اہل جنت میں شامل ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: سَأَلْتُ رَبِّیْ اَنْ لَّا اَتَزَوَّجَ اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِیْ وَلَا یَتَزَوَّجُ اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِیْ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاَعْطَانِیْهَا، وَفِیْ رِوَایَةٍ وَلَا اُزَوِّجُ بَنَاتِیْ اَحَدًا مِّنْ اُمَّتِیْ: الحدیث۔

[دیکھیے: مستدرک حاکم: ۴۶۶۷، معجم الاوسط: ۳۸۴۴، المطالب العالیة: ۲۹۸۸]

میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں اپنی امت میں سے جس سے بھی شادی کروں یا میری امت میں سے جو کوئی بھی مجھ سے شادی کرے یا میں اپنی بیٹیوں کو جس سے بھی بیاہوں وہ سب اہل جنت میں سے ہوں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میری یہ درخواست قبول فرمائی۔

ان روایات کی روشنی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج اور بیٹیاں بلکہ آپؐ کے تمام داماد بھی جنت کی خوش خبری میں داخل ہیں۔ دامادوں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں تو پہلے ہی عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں۔ تیسرے داماد حضرت عاص بن ربیع جو بنت رسولؐ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے وہ بھی اس فہرست میں شامل ہو جائیں گے۔

امام احمد بن حنبلؒ کی روایت کردہ ایک حدیث کے مطابق اس بشارت کی وسعت میں آپؐ کے سسرالی رشتہ دار بھی شامل ہو جاتے ہیں۔

آپ کا ارشاد گرامی ہے:

سَأَلْتُ رَبِّیْ لِاَصْهَارِیْ الْجَنَّةَ فَاَعْطَانِیْهَا الْبَتَّةَ۔

[کتاب فضائل الصحابة: از امام احمد بن حنبل، ج۱، حدیث ۸۷۰]

میں نے اپنے سسرال کے لیے اپنے رب سے جنت کی درخواست کی، اللہ تعالیٰ نے حتمی طور پر مجھے یہ حق عطا فرما دیا۔

آپ کے سسرالی اقربا کی تعداد چونکہ خاصی زیادہ ہے، چنانچہ اس حدیث کو اجتماعی بشارت

Marfat.com

کے زمرے میں بھی شمار کیا جا سکتا ہے۔ اجتماعی بشارت کا ذکر آئندہ صفحات میں آ رہا ہے۔

[وہ صحابیاتؓ جنھیں رسول اکرم ﷺ نے فوت ہو جانے کے بعد جنت کی بشارت عطا فرمائی]

۱- حضرت اُمِ محجن رضی اللہ عنہا

یہ خاتون جنت اور صحابیہ مسجد نبوی کی صفائی کا اہتمام فرماتی تھیں، ہمیشہ مسجد کے تنکے اور کنکر وغیرہ صاف کرتی رہتیں، فوت ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے انھیں جنت میں دیکھا ہے۔ [معجم الطبرانی الکبیر: ۱۱۴۴۲]

۲- حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا

حضرت علی کی والدہ، ابو طالب کی زوجہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش اور کفالت کرنے والی ایک نہایت محترم خاتون تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انھیں اپنی ماں کی طرح عزیز رکھتے تھے۔ یہ جب فوت ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنی قمیص میں کفن دیا خود قبر میں اترے اور فرمایا: ''میں نے انھیں اپنی قمیص اس لیے پہنائی ہے تا کہ انھیں جنت کا لباس پہنایا جائے''۔

[معجم الطبرانی: ۶۹۳۵ الاوسط، مجمع الزوائد: ۹/۲۵۷]

Marfat.com

فصل چہارم:

اجتماعی بشارتیں

[ان گروہوں کا تذکرہ جنھیں جنت کی بشارت سے نوازا گیا]

۱- اصحاب بیعتِ رضوان رضی اللہ عنہم اجمعین

کتب احادیث میں کئی مقامات پر سیرت طیبہ کے ایسے واقعات موجود ہیں جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے گروہوں کو اجتماعی طور پر جنت کی خوش خبری دی ہے۔ ان میں سب سے بڑی تعداد والی جماعت ''اصحاب بیعت رضوان'' کی ہے۔ یہ بیعت صلح حدیبیہ کے موقع پر لی گئی تھی۔ خالق کائنات نے خود ان بیعت کرنے والوں پر اپنی خوشی اور رضامندی ظاہر فرمائی۔

[سورۃ الفتح:۱۸]

واقعہ کی تفصیل کے لیے سورۃ الفتح کی تفسیر اور سیرت النبیؐ کی کتب دیکھی جاسکتی ہیں۔ اس بیعت کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے کوئی ہرگز جہنم میں نہیں جائے گا''۔ [سنن ابوداؤد:۴۶۵۳، سنن الترمذی:۳۸۵۹]

اصحاب بیعت الرضوان کی تعداد (۱۴۰۰) سے زائد تھی مجموعی طور پر یہ تعداد ڈیڑھ ہزار شمار کی جاسکتی ہے۔ [صحیح بخاری:۵۴-۴۱۵۳]

۲- اہلِ بدر رضی اللہ عنہم اجمعین

دوسری بڑی جماعت غزوۂ بدر میں شرکت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی ہے۔ اصحاب بدر کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ نے اہل بدر کو جھانک کر دیکھا اور فرمایا، جو چاہو عمل کرو، تم پر جنت واجب ہوگئی اور میں نے تمھیں معاف کر دیا''۔

[صحیح بخاری:۳۹۸۳، مسند احمد:۱۱۵۹۸]

اہل بدر کی تعداد (۳۱۳) تھی۔ [دلائل النبوۃ للبیہقی ج۳/۳۷]

Marfat.com

۳- اہل کدید

حضرت رفاعہ جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوے سے لوٹتے ہوئے مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام ''کدید'' پر رکے۔ دوران قیام ایک مجلس میں آپؐ نے تمام شرکائے مجلس کو جنت میں داخل ہونے کی بشارت عطا فرمائی۔ ان کی تعداد کسی روایت میں موجود نہیں تاہم ایک لشکر کا حصہ ہونے کے اعتبار سے یقیناً یہ ایک بڑی تعداد ہوگی۔

[مسند احمد:۲۹۶۵، مجمع الزوائد:۱/۱۹]

۴- ایک اور مجلس کے شرکا

اس واقعہ کے راوی حضرت شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مجلس میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے آپؐ نے صحابہ کو کلمۂ شہادت کے ساتھ اپنے ہاتھ بلند کرنے کا حکم دیا۔ پھر انھیں جنت کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا: ''اللہ نے تمھاری بخشش فرمادی ہے''۔

[مسند احمد:۵۴۳۴، مجمع الزوائد:۱/۱۹]

۵- انصارِ مدینہ

انصارِ مدینہ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں کتب احادیث میں علیحدہ ابواب کی صورت میں انصار کے عظمت وشرف پر مبنی واقعات جمع کیے گئے ہیں۔ ایک مرتبہ غنیمتوں کی تقسیم پر انصار مدینہ کچھ دل گرفتہ ہوگئے تھے۔ آپ کو خبر ہوئی تو آپ نے صرف انصار کو جمع کر کے ان سے خطاب فرمایا، ان کا شکوہ بھی سنا اور انھیں تسلی ودلاسہ بھی دیا۔ انصار کے ساتھ اپنے تعلق اور محبت کا اظہار فرمایا ان کی خدمات گنوائیں پھر فرمایا: ''تم میرے بعد زیادہ مشکلات دیکھو گے، کچھ انتظار کرو (میری اور تمھاری ملاقات) حوض کوثر پر ہوگی۔ [صحیح بخاری:۴۳۳۰]

۶- ایک بہت بڑے جنتی گروہ کا تذکرہ

اس گروہ کے بارے میں بہت ساری صحیح احادیث کئی کتب میں نقل ہوئی ہیں ان کے مجموعی بیان کا خلاصہ کچھ اس طرح واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں اپنے

Marfat.com

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے میری امت کے بارے میں پوچھا کہ ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے، میں نے عرض کیا کہ آپ جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ آخر یہ آپ کے بندے اور مخلوق ہی تو ہیں، اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ ہم تمھیں امت کے بارے میں غمگین نہیں ہونے دیں گے اور روزِ قیامت ان میں سے ستر ہزار افراد بلاحساب و کتاب جنت میں داخل کردیں گے۔ پھر ہر ایک کے ساتھ مزید ستر ستر ہزار داخل کیے جائیں گے۔ آپ کی بات سن کر ایک بار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اضافے کی خواہش کرتے ہوئے پوچھا کہ اے اللہ کے رسولؐ! آپ نے اللہ سے اس تعداد میں اضافے کی طلب کیوں نہیں کی؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اضافے کی درخواست کی تھی اللہ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری امت سے اپنی تین مٹھیاں بھر کے جنت میں داخل فرمادیں گے۔ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر اللہ چاہے تو اپنی ایک ہی ہتھیلی کے ذریعے ساری مخلوق کو جنت میں داخل فرمادے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں عمرؓ نے سچ کہا ہے۔

[مسند احمد: ۱۲۵۰۵/۱۲۷۲۵/۱۳۳۰۵/۱۳۳۱۰، صحیح بخاری: ۶۵۴۱]

اللہ کی ہتھیلی اور مٹھی کا مفہوم اور درست اندازہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ ہمارے پاس موجود نہیں لیکن اس کی عظمت اور وسعت کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے بات بڑی حد تک واضح ہوجاتی ہے، البتہ جو عدد گزشتہ احادیث میں وارد ہوا ہے اس کا مجموعی حاصل ضرب چار ارب نوے کروڑ کی عظیم تعداد میں سامنے آتا ہے۔

۷- امت کے دو گروہوں کو بشارت

ان دو گروہوں میں ایک وہ ہے جو مشہور و معروف ''غزوہ ہند'' کی مہم سر کرے گا۔ دوسرا گروہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے مطابق حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی آمد پر ان کا دست و بازو بنے گا۔ ان دونوں کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عِصَابَتَانِ مِنْ اُمَّتِیْ اَحْرَزَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ''۔ میری امت کے ان دونوں گروہوں کو اللہ رب العزت نے آگ سے محفوظ قرار دے دیا ہے۔ [سنن نسائی: ۳۱۷۵]

Marfat.com

۸-روزہ داروں کے گروہ

رمضان المبارک کی راتوں کو اللہ تعالیٰ خاص طور پر لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزادی کا پروانہ جاری فرماتے ہیں۔ مشہور حدیث مبارکہ ہے: ''جب رمضان کا مہینہ آجاتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ بند کر دی جاتی ہے''۔ [صحیح مسلم:۱۰۷۹]

پھر پورے مہینے ہر رات اللہ تعالیٰ کثرت سے لوگوں کو جہنم سے آزادی عطا فرماتے ہیں۔ [سنن الترمذی:۶۸۲]

۹-عرفات کا دن اور جہنم سے آزادی پانے والے گروہ

ایک صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوش خبری عطا فرمائی: ''یوم عرفات کے علاوہ کوئی اور دن ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس میں اتنے زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزادی دیتا ہو۔ [صحیح مسلم:۱۳۴۸]

حدیث کے مفہوم میں غالب طور پر وہ حجاج کرام شامل ہیں جو وقوف عرفات کا فریضہ ادا کر رہے ہوں تاہم الفاظ کی وسعت میں عام لوگ بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح حدیث میں اس بات کی نفی نہیں کہ باقی ایام میں دوزخ سے آزادی کے فیصلے نہیں ہوتے، البتہ یہ واضح ہے کہ عرفات کے دن یہ فیصلے کثرت سے کیے جاتے ہیں۔ [فتح الملھم ۳/۳۸۴]

۱۰-غزوہ حنین کا ثابت قدم گروہ

غزوۂ حنین میں ایک موقع ایسا آیا تھا کہ لشکر اسلام باوجود کثرت کے منتشر ہو گیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت کے ساتھ میدان جنگ میں باقی رہ گئے۔ اس ثابت قدم اور بہادر جماعت کے بارے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشگی بتادیا تھا کہ سو افراد کی ثابت قدم ٹولی ہوگی جو حنین کے موقع پر آپ کے ساتھ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے جنت میں ان کے رزق کی کفالت کا انتظام فرمادیا ہے۔ [طبقات ابن سعد:۳/۴۸۸، معجم الطبرانی:۳۲۲۵]

۱۱-سمندری جہاد پر جانے والا پہلا لشکر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر یہ بشارت سنائی اور فرمایا: ''اَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ

Marfat.com

اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْ جَبُوْا'' میری امت کا وہ پہلا لشکر جو سمندر میں جہاد کرے گا اس پر جنت واجب ہوگی۔[صحیح بخاری:۲۹۲۴]

یہ لشکر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے ۲۷ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں جزیرہ قبرص کی طرف گیا تھا۔ اس لشکر میں بہت سارے صحابہؓ اور صحابیاتؓ شریک تھیں۔ بعض کے نام بھی کتب سیر ومغازی میں مل جاتے ہیں۔ حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کی قبر آج بھی قبرص میں واقع ہے۔

[تفصیل کے لیے دیکھیے :تاریخ اسلام از امام ذہبی ۳۱۸/۲، البدایۃ والنہایۃ:۲۲۲/۶]

۱۲۔قسطنطنیہ فتح کرنے والا پہلا لشکر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بشارت اور پیشین گوئی فرماتے ہوئے اطلاع دی: ''اَوَّلُ جَیْشٍ مِنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ مَدِیْنَۃَ قَیْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّھُمْ'' میری امت کا وہ پہلا لشکر جو قیصر روم کے شہر پر چڑھائی کرے گا ان کی مغفرت کردی جائے گی۔[صحیح بخاری:۲۹۲۴]

حضرت ابوایوب انصاری بھی اس لشکر میں شامل تھے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ ان کی قبر بھی وہیں موجود ہے۔ آج کل اس شہر کا نام استنبول ہے۔

۱۳۔ستر حفاظ اور مبلغین صحابہؓ

قبیلہ رعل، ذکوان اور بنولحیان نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بظاہر تعلیم اسلام اور اپنے دشمنوں کے خلاف تعاون کی درخواست کی، آپؐ نے ستر عالم وفاضل اور قراُ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی ایک جماعت ان کے ساتھ روانہ فرمادی۔ ان مذکورہ قبائل کے لوگوں نے بدنیتی اور عہد شکنی کرتے ہوئے معونہ نام کے ایک کنویں کے قریب جا کر ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو بے دردی سے شہید کردیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی ان کی شہادت کی اطلاع پہنچی اور ان مظلوم شہداء کی ارواح کا یہ پیغام بھی ملا: ''ہم اپنے رب سے جاملے ہیں وہ بھی ہم سے راضی ہے اور ہم بھی اس سے خوش ہیں''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہؓ کے شہید ہوجانے کی خبر اہل

Marfat.com

مدینہ کو سنائی اور قاتلوں کی بربادی اور تباہی کے لیے ایک ماہ تک نمازوں میں دعا کی۔

[صحیح بخاری:۴۰۹۰، صحیح مسلم:۶۷۷]

۱۴-ماأنا علیه و اصحابی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنی امت کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور میری امت ۷۳ گروہوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ آپؐ کے بیان کے مطابق یہ سب لوگ اپنی گمراہی اور قرآن وسنت سے دوری کی بنا پر جہنم میں جائیں گے۔ صرف ایک گروہ جنت میں داخل ہوگا اس جماعت کے بارے میں آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''مَا انا علیه و اصحابی''۔ یعنی یہ گروہ اس شریعت اور دین خالص پر عمل کرے گا جس پر آج میں اور میرے صحابہ عمل پیرا ہیں۔ [سنن ابوداؤد:۴۵۹۷، سنن الترمذی:۲۶۴۱]

۱۵-نہر بیدخ کے غسیل

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کسی مہم پر روانہ فرمایا ایک روز آپؐ کی مجلس میں ایک عورت نے اپنا خواب سنایا کہ میں نے دیکھا کہ فلاں بن فلاں (تقریباً بارہ افراد) جنت میں ریشمی پیرہن پہنے بیٹھے ہیں۔ ان کی شہ رگ سے خون بہہ رہا ہے پھر حکم ہوتا ہے کہ انھیں نہر بیدخ میں غسل دیا جائے، غسل کر کے وہ چودھویں کے چاند کی مانند دمکنے لگے ہیں۔ اسی اثنا میں یہ اطلاع آ پہنچی کہ آپ کے بھیجے ہوئے لشکر میں وہی بارہ افراد شہید ہو گئے ہیں جن کے نام عورت نے اپنا خواب سناتے ہوئے لیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو دوبارہ طلب فرمایا۔ ایک بار پھر اس کا خواب سنا اور تصدیق فرمائی کہ واقعہ ایسا ہی ہے، جیسا تم نے دیکھا ہے۔

[مسند احمد:ج۳،ص۲۵۷، ۱۳۷۲۳، موارد الظمأن زوائد بن حبان: ۱۸۰۳]

۱۶-بیعتِ عقبہ ثانیہ کے شرکا

ہجرت سے پہلے اہلِ مدینہ سے آنے والے ایک گروہ سے آپؐ نے بیعت لی تھی اس گروہ نے اسلام کی شرائط قبول کرتے ہوئے آپؐ کی حفاظت اور اتباع کا وعدہ کیا تھا اس بیعت کے موقع پر

Marfat.com

آپؐ نے انھیں جنت کی خوش خبری عطا فرمائی۔ ان کی تعداد ۷۰ سے ۷۵ تک تھی، دو یا تین خواتین بھی ان میں شامل تھیں۔ [مسند احمد: ۳/۳۳۹، طبقات ابن سعد: ۱/۲۲۱، تاریخ طبری: ۲/۳۶۱]

۱۷- اصحابِ صُفّہ کو بشارت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب یہ فرمانِ الٰہی نازل ہوا:

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۝ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ۝ (النجم ۵۳: ۵۹)

کیا تم لوگ اس بات (وحی) پر تعجب کرتے ہو اس پر ہنستے ہو اور روتے نہیں۔ یہ آیت سن کر اصحاب صفہ رونے لگے حتیٰ کہ ان کے آنسو ان کے رخساروں پر بہنے لگے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سسکیاں سنیں تو آپ بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔ آپ کو روتا دیکھ کر ہم سب بھی رو پڑے، پھر آپؐ نے فرمایا کہ وہ شخص آگ میں نہیں جائے گا جو خوفِ خدا سے رویا ہو۔ یہ خوش خبری بھی اصحاب صفہ کی ایک جماعت کو دی گئی تھی۔ چنانچہ یہ ایک اجتماعی بشارت تھی۔ البتہ حدیث کے الفاظ عمومی طور پر ایک انفرادی خوش خبری کا مفہوم بھی ثابت کر رہے ہیں۔

[شعب الایمان: از امام بیہقی، ۷۹۸]

۱۸- ہر شہید کو ستر عزیزوں کی سفارش کا حق

احادیث کے مطابق راہِ خدا میں شہید ہونے والے کو اللہ تعالیٰ اپنے ستر اقربا کے لیے سفارش کی اجازت مرحمت فرمائیں گے۔ اس اعتبار سے یہ بھی ایک اجتماعی بشارت جنت ہے جو شہدا کے اہل خاندان کے حق میں شمار ہوگی۔

[سنن ترمذی: ۱۶۶۳، سنن ابن ماجہ: ۲۷۹۹، مصنف عبد الرزاق: ۹۵۵۹]

۱۹- روزِ قیامت اللہ کی مقرب جماعت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا: مجھے بتاؤ کہ روزِ قیامت اللہ کے ہاں سب سے عظیم منزلت یا ایمان کے حامل کون لوگ ہوں گے؟ صحابہؓ نے فرمایا: فرشتے، آپؐ نے فرمایا: فرشتے بھلا کیوں مومن نہ ہوں وہ تو اپنے رب کے

Marfat.com

پاس ہی رہتے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا پھر انبیاء عظیم ایمان ومقام کے حامل ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا: انبیا کیونکر مومن نہ ہوں کہ ان پر تو وحی نازل ہوتی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا پھر شاید ہم لوگ ہوں، آپؐ نے فرمایا: تم کیسے ایمان نہ لاؤ جب کہ میں تمھارے درمیان موجود ہوں، اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے جو تمھارے بعد آئیں گے، مجھے دیکھے بغیر مجھ پر ایمان لائیں گے، کچھ صحیفوں اور اوراق (قرآن پاک) کو اپنے درمیان پائیں گے ان پر بھی ایمان لے آئیں گے۔ یہ دراصل وہ لوگ ہیں جو یوم قیامت اللہ کے ہاں ایمان ومنزلت کے لحاظ سے سب سے معتبر مخلوق ہوگی۔ [مسند بزار مع کشف الاستار: ج۳،ص۱۲۶]

روز قیامت اللہ رب العزت کا یہ تقرب جنتی ہونے کی واضح دلیل ہے۔ دوسری مسرت افزا بات یہ ہے کہ حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع الفاظ اور اسلوب بیان قیامت تک آنے والی امت مسلمہ اور اہل ایمان کو اپنے دامن میں سمو لینے کا واضح اعلان کررہے ہیں۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے ایک نہایت خاص مقام ''وسیلہ'' کے لیے خود بھی دعا فرماتے اور اپنے لیے دعا کرنے کی امت کو بھی تلقین فرماتے تھے۔ اس طرح پوری امت کے افراد کو بھی ایک دوسرے کے لیے اور خود اپنے لیے حدیث بالا کے مطابق اللہ رب العزت کے تقرب کی دعائیں مانگنی چاہییں۔

چند وضاحتیں

گزشتہ صفحات میں بطور مثال چند ''مبشرین'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ لیکن کتب احادیث وسیرت میں اس طرح کا کافی مواد موجود ہے۔ حقیقی شمار مطلوب ہو تو اسے تحقیق کا موضوع بنایا جاسکتا ہے۔ ہمارا مقصد اگرچہ ان مبشرین کا احاطہ نہیں تھا تاہم پھر بھی اتنی تعداد یکجا کسی کتاب میں شاید مشکل ہی سے دستیاب ہو۔ ہوسکتا ہے کسی اہل علم نے یہ کاوش انجام دی ہو اور وہ تاحال ہم تک نہ پہنچی ہو۔

ان واقعات ومثالوں میں ہم نے وسعت بھر یہ التزام کیا ہے کہ صرف انھیں صحابہ

Marfat.com

کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اسمائے گرامی درج کیے جائیں جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل صریح یا صراحت کے قریب ترین الفاظ میں جنتی ہونے کی بشارت عطا فرمائی ہے۔ ورنہ اگر کنائے اور مفہوم کے لحاظ سے دیکھا جائے تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت معاذ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ، حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، حضرت عمیر بن اسود العنسی رضی اللہ عنہ، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت فاختہ بنت قرظہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ بھی کئی صحابہ کرام کو اس فہرست میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

[تفصیل کے لیے دیکھیے: مسند احمد مع الفتح الربانی: حدیث ۴۔۱۱۵۹۳، نیز باب المناقب، صحیح بخاری اور صحیح مسلم]

اسی طرح اجتماعی بشارتوں کے ضمن میں متعدد گروہ بالخصوص اصحاب بدر اور اصحاب بیعت رضوان میں شامل صحابہؓ اور صحابیاتؓ کی تحقیق کی جائے تو سیکڑوں ناموں کا اضافہ ہو سکتا ہے۔ نیز اجتماعی بشارت میں جنت کی خوش خبری کا تعلق صرف صحابہ کرام تک محدود نہیں رہتا بلکہ وہ صحابہ کے بعد تابعین اور بعض تبع تابعین تک وسیع ہو جاتا ہے۔ جیسے غزوہ بحر اور غزوہ قسطنطنیہ کرنے والوں میں چند صحابہ کے علاوہ باقی اکثریت تابعین و تبع تابعین پر مشتمل تھی۔ البتہ غزوہ ہند اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جہاد کرنے والوں کی خوش خبری ملحوظ رکھی جائے تو بشارت کا یہ دائرہ امت کے بالکل عام اور آخری دور کے افراد تک پھیل جاتا ہے۔ یہی معاملہ ان بشارتوں کا ہے جنھیں بعض مخصوص اوصاف، اعمال یا ایام سے مربوط صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ جیسے توکل کرنے والوں، قرآن و سنت کی اتباع کرنے والوں، شب ہائے رمضان اور یوم عرفہ کے آزادگان کا تذکرہ قبل ازیں گزر چکا ہے۔

اس کے علاوہ احادیث نبویہ میں بعض ایسی تلمیحات اور الفاظ وارد ہوئے ہیں جن کا مفہوم جنت کی خوش خبری کے موافق ہے اور ان کی وسعت امت کی کثرت کا احاطہ کرتی ہے۔

Marfat.com

مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی:

۱۔ کُل امتی یدخلون الجنة الا من اَبٰی ....الحدیث۔ [صحیح بخاری:۷۲۸۰]

میری تمام امت جنت میں جائے گی مگر جس نے انکار کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ جنت میں جانے سے آخر کون انکار کرے گا؟ آپ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے گویا جنت میں جانے سے انکار کر دیا۔

۲۔ کل امتی معافی الا المجاھرین....... [صحیح بخاری:۶۰۶۹]

میری ساری امت کو معافی مل جائے گی مگر اپنے گناہوں کا اعلانیہ اظہار کرنے والوں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔

۳۔ شفاعتی لاھل الکبائر من امتی۔۔۔ [سنن ابوداؤد:۴۷۳۹، سنن ترمذی:۲۴۳۵]

میری شفاعت میری امت کے ان افراد کے لیے ہے جو کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہیں۔ یہ احادیث امت محمدیہؐ پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت و مہربانی کی علامت ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواجِ مطہرات کے نام گزشتہ صفحات میں انفرادی بشارتوں کے ضمن میں گزر چکے ہیں۔ جن کے ناموں کا ذکر نہیں آیا ان کے لیے بھی جنت کی بشارت کا کنایہ بعض احادیث سے اخذ کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں ام المومنین حضرت سودہ بن زمعہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث قابل ذکر ہے جس میں انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست کی تھی کہ کبرسنی کی بنا پر آپ مجھے طلاق نہ دیں میں اپنی باری حضرت عائشہ کو بخش دیتی ہوں، میری تمنا ہے کہ میں قیامت کے دن آپ کی بیوی کی حیثیت سے اٹھائی جاؤں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ جو زوجہ آخرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کی حیثیت میں ہوگی وہ جنت میں آپ کے ساتھ ہوگی۔ بلکہ نبی کریم ﷺ کی رحلت کے وقت جو خاتون آپؐ کی زوجیت میں تھی وہ یقیناً جنت میں بھی ان کی معیت میں ہوگی۔ اس بارے میں کچھ نصوص کا تذکرہ قبل ازیں گزر چکا ہے۔

ایک اشکال کا ازالہ

مبشرون کے باب میں شہدا کا تذکرہ دیکھ کر ہو سکتا ہے کسی قاری کے ذہن میں یہ اشکال ابھرے

Marfat.com

کہ شہداء کا جنتی ہونا تو ایک معلوم حقیقت ہے پھر ان کے لیے اضافی طور پر بشارت کی کیا ضرورت؟

اس ضمن میں دو باتیں قابل توجہ ہیں۔ پہلی یہ کہ یہاں ہمارا مقصد زندگی میں ملنے والی بشارتوں کی نشاندہی کرنا ہے، چنانچہ شہدا کی فہرست میں بہت سارے شہید ایسے اصحابِ رسول ہیں جنھیں وقوع شہادت سے بہت پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہید ہونے کی بشارت عطا فرمائی تھی۔ زبان نبوت کا یہ اعجاز اپنی الگ اہمیت کا حامل ہے، جس کے تحت آپ ؐ نے شہید محراب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، شہید مظلوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور شہید صفین حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو ان کی زندگی میں ہی بتا دیا تھا کہ انھیں مرگ شہادت نصیب ہوگی۔

[دیکھیے صحیح بخاری: ۳۶۷۴/۲۸۱۲ نیز صحیح مسلم کتاب الفتن]

ان کے علاوہ دیگر کئی صحابہ کرام کے بارے میں بھی یہ پیش گوئی فرمادی گئی تھی، گزشتہ صفحات میں اس کی متعدد مثالیں گزر چکی ہیں۔

جنت کی بشارت کے سلسلے میں شہیدوں کا ذکر کرنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اصولی اعتبار سے تمام شہادتیں اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں بلکہ بعض شہادتوں کو چند اسباب کی وجہ سے اللہ کے دربار میں مسترد کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ایسی کیفیت میں زبان پیغمبر کے ذریعے کسی شہادت کی تصدیق ایک بہت بڑا اعزاز اور جنت کی بشارت کے مترادف ہے۔

کسی شہادت کے قابل استرداد قرار پانے کے بارے میں غزوۂ خیبر کا یہ واقعہ قابلِ توجہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان فرماتے ہیں کہ: خیبر کے دن کچھ صحابہؓ (میدان جنگ) سے واپس آئے تو کہنے لگے کہ فلاں بھی شہید ہوگیا اور فلاں بھی شہید ہوگیا۔ یہ تفصیل بتاتے ہوئے انھوں نے جب ایک شخص کی شہادت کا تذکرہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ ہرگز شہید نہیں ہوا بلکہ میں نے اسے مال غنیمت سے ایک چادر چرانے کے جرم میں آگ میں جاتے دیکھا ہے''۔

[صحیح مسلم: ۱۱۴]

اس طرح روز قیامت ایک شخص کی شہادت کو ریاکاری اور اظہار شجاعت کی وجہ سے مسترد کر دیا جائے گا۔ [صحیح مسلم: ۱۹۰۵]

Marfat.com

لیکن یہ بات ملحوظ خاطر رہنی چاہیے کہ کسی شخص کی شہادت یا عمل کی حقیقت کے بارے میں تبصرہ کرنے کا حق صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات طیبہ میں وحی کے ذریعے ایسی اطلاعات سے گاہے لوگوں کو باخبر فرماتے تھے۔ آپؐ کے اس دنیا سے رحلت کے بعد یہ سلسلہ وحی منقطع ہو گیا ہے، چنانچہ اب کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دوسرے لوگوں کے اعمال اور نیتوں پر شک کرے اور منفی تبصرے کرتا پھرے۔

......❀......❀......❀......

Marfat.com

فصل پنجم:

چند خوش نصیب

پردیس میں موت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ اَنَّ رَجُلاً مَاتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: يَالَيْتَهُ مَاتَ فِيْ غَيْرِ مَوْلِدِهٖ، فَقَالُوْا لِمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا مَاتَ لِغَيْرِ مَوْلِدِهٖ قِيْسَ لَهُ مِنْ مَوْلِدِهٖ اِلٰى مُنْقَطِعِ اَثَرِهٖ فِي الْجَنَّةِ۔ [سنن نسائی:۱۸۳۲، مسند احمد ۶۶۵۶]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص مدینہ میں فوت ہو گیا، آپ نے اس کا جنازہ پڑھایا پھر فرمایا: کاش یہ اپنے وطن میں نہ مرتا، صحابہؓ نے وجہ دریافت کی؟ آپ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے مقام ولادت سے دور فوت ہوتا ہے تو اس کے وطن اور موت کے مقام کی پیمائش کر کے اتنی ہی جگہ اسے جنت میں دے دی جاتی ہے۔

پردیسی اور غریب الدیار زندہ بھی ہو تو اعانت اور دل جوئی کا محتاج ہوتا ہے۔ اسی لیے قرآن پاک میں اللہ رب العزت نے ایک سے زائد مقامات پر ''ابن السبیل'' کے ساتھ مدد کرنے اور عندالضرورت صدقہ وزکوٰۃ تک دینے کا حکم فرمایا ہے۔ یہی ابن السبیل جب پردیس میں موت سے دوچار ہو جائے تو اس کی بے چارگی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ حدیث گویا پردیسیوں کو ایک طرح کی تسلی اور حوصلے سے سرفراز کرتی ہے بلکہ جنت میں جگہ ملنے کا درجہ تو اس سے زیادہ نہایت بلند مقام کا حامل ہے۔

جنازے پر عام لوگوں کی شہادت

عَنْ اَنَسٍ قَالَ: مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَجَبَتْ

Marfat.com

فَقَالَ عُمَرَبْنُ الْخِطَاب مَاوَجَبَتْ؟ قَالَ: هَذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةَ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ۔ [صحیح بخاری:۱۳۶۷، ۹۴۹]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک جنازہ گزرا تو لوگوں نے (مرنے والے کی) تعریف وستائش کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوگئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا چیز واجب ہوگئی، آپؐ نے فرمایا: تم نے اس میت کی توصیف وتعریف کی لہٰذا اس پر جنت واجب ہوگئی، تم لوگ زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔

اس حدیث میں جنازے کے ہمراہ جانے والوں اور نماز جنازہ پڑھنے والوں کی گواہی کے بجائے عام لوگوں کی گواہی کا تذکرہ ہے جو بظاہر نماز جنازہ میں شریک نہیں۔ حدیث کے مطابق ان افراد کی گواہی بھی میت کے حق میں قبولیت کا درجہ رکھتی ہے۔ اس حدیث میں گواہی دینے والوں کی تعداد کا ذکر نہیں، تاہم حضرت ابوالاسود خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے توسط سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قول نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس مسلمان کے حق میں چار افراد نیکی وبھلائی کی گواہی دے دیں اسے اللہ رب العزت جنت میں داخل فرمالیں گے۔ ہم نے پوچھا: اگر تین افراد کی گواہی ہو تو؟ آپ نے فرمایا: ہاں تین کی گواہی بھی قبول ہوگی ہم نے پوچھا کہ دو افراد کی گواہی؟ آپ نے فرمایا دو کی شہادت بھی قبول ہوگی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر ہم نے ایک کے بارے میں نہیں پوچھا۔ [صحیح بخاری: ۱۳۶۸]

جس کے جنازے میں ایک جماعت (۱۰۰ افراد) شامل ہوں

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَامِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّي عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِاَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهُ اِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ۔

[صحیح مسلم:۹۴۷]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمانوں کی

Marfat.com

کسی میت پر اگر سو مسلمان نماز جنازہ پڑھیں اور اس کی سفارش کریں تو (اللہ تعالیٰ ضرور) ان کی سفارش قبول فرمالیں گے۔

چالیس افراد کا جنازہ پڑھنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَامِنْ مَيِّتٍ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَايُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ۔ [صحیح مسلم: ۹۴۸]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرمارہے تھے، اگر کسی مسلمان کے جنازے میں چالیس ایسے افراد شریک ہوں جنھوں نے اللہ سے معمولی شرک بھی نہ کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس میت (کی بخشش) کے بارے میں ان کی سفارش ضرور قبول فرمائیں گے۔

جنازے میں شرکت شرعاً فرض کفایہ ہے، لیکن یہ بہت اہم سماجی عادت ہے۔ یہ کسی کے غم میں شرکت اور درد بانٹنے کے مترادف ہے غمزدہ خاندان کو یہ نیکی زندگی بھر نہیں بھولتی، بدلے میں صاحب جنازہ کے ورثا کا ربط وتعلق جنازے میں شرکت کرنے والوں سے قائم ہوجاتا ہے نتیجتاً وہ بھی ان کی غمی خوشی میں شریک ہوتے ہیں اور ان کے مرنے پر جنازے میں بھی شامل ہوتے ہیں۔

حدیث بالا میں ۱۰۰ یا ۴۰ افراد کے جنازہ پڑھنے کو موجب مغفرت قرار دیا گیا ہے۔ یہ تعداد اگرچہ بہت زیادہ نہیں لیکن یہ تجربہ پیش نظر رہنا چاہیے کہ نیک لوگوں کی اتنی معمولی تعداد بھی صرف اسی شخص کے جنازے میں شامل ہوسکتی ہے جس کا اپنی زندگی میں سماجی ربط بے غرضی اور ایثار، دعوت دین اور للّٰہیت کی بنیاد پر ان لوگوں کے ساتھ رہا ہو۔ لاتعلق، خودغرض اور مردم بیزار بن کر زندگی گزارنے والے کے جنازے میں تو شاید اتنے لوگ بھی جمع نہ ہوسکیں۔ چہ جائیکہ وہ شرک وخرافات سے اجتناب کرنے والے بھی ہوں۔

Marfat.com

باب سوم

قرآن وسنت میں اعمالِ جنت کا تذکرہ

فصل اوّل: قرآن پاک میں اعمال جنت

فصل دوم: تعلق باللہ

فصل سوم: قرآن اور صاحبِ قرآن سے تعلق

فصل چہارم: بلند روحانی صفات

فصل پنجم: اخلاقیات

فصل ششم: بندگان خدا سے تعلق

Marfat.com

فصل اوّل:

قرآن پاک میں اعمالِ جنت

قبل اس کے کہ ہم ان احادیث مبارکہ کا تفصیلاً ذکر شروع کریں جن میں وہ اعمال بیان ہوئے ہیں جو جنت میں لے جانے کا ذریعہ بنتے ہیں، یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک میں وارد ہونے والے ان خصائص کا تذکرہ بھی کر دیا جائے جو دخولِ جنت کا موجب ہیں تاکہ کوئی تشنگی باقی نہ رہے۔

قرآن مجید کی آیاتِ بینات میں اختصار کے باوجود موضوعات کے لحاظ سے خاصا تنوع پایا جاتا ہے، تاہم قرآن پاک کا اسلوب اصولی اور اجمالی رنگ میں ڈھلا ہوا ہے۔ صفاتِ جنت کے بیان میں ایجاز واختصار کے قرآنی آہنگ سے فیض یاب ہونے کے بعد احادیث نبویہ کا تفسیری اور تشریحی انداز نہ صرف دل کو بھاتا ہے بلکہ اس سے مطالعے کا حظ بھی دوبالا ہو جاتا ہے۔ بعض جنتی اوصاف کے بارے میں قرآن پاک کی متعدد آیات کا حوالہ ممکن ہے لیکن ہم کسی ایک ہی آیتِ مبارکہ پر اکتفا کرتے ہوئے اگلے عنوان کی جانب آگے بڑھیں گے۔

ایمان اور عمل صالح

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ۔ (البقرہ ۲:۲۵)

اور بشارت دے دیجیے کہ جو لوگ ایمان لا کر عملِ صالح اختیار کرتے ہیں ان کے لیے جنتیں ہیں۔

اللہ اور رسولؐ کی اطاعت

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ۔ (النساء ۴:۶۹)

جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے فرماں بردار ہیں وہ انعام یافتہ انبیا، صدیقین، شہدا اور

Marfat.com

نیکوکاروں کے ساتھ ہوں گے۔

تقویٰ

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۙ (الذاریات ۵۱:۱۵)

بے شک تقوی دار باغوں اور چشموں کے بیچ ہوں گے۔

توبہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ. (التحریم ۶۶:۸)

اے اہل ایمان اللہ کی طرف پکی توبہ کرو عین ممکن ہے کہ اللہ تمھارے گناہ معاف کر کے تمھیں جنتوں میں داخل فرمائے۔

روز جزا پر ایمان

وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ ...... اُولٰۗىِٕكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝ (المعارج ۷۰:۲۶-۳۵)

جو لوگ بدلے کے دن کی تصدیق کرتے ہیں وہ جنت میں عزت افزائی کے قابل ہوں گے۔

خوف خدا

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ (النازعات ۷۹:۴۰-۴۱)

اور جو اپنے رب کی حیثیت سے ڈرتا رہا اور اپنے نفس کو برائی سے روکے رکھا جنت اس کا ٹھکانہ ہوگی۔

اللہ پر توکل

لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ (العنکبوت ۲۹:۵۸-۵۹)

Marfat.com

ہم انھیں ضرور جنت کی عالی شان رہائش گاہوں میں ٹھہرائیں گے جو صبر اور اپنے رب پر توکل کرتے رہے۔

نماز کی پابندی

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ۝ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ۝
(المعارج ۷۰: ۳۴-۳۵)

اور جو اپنی نمازوں کی خوب پابندی کرتے ہیں ان کی جنت میں عزت افزائی ہوگی۔

روزہ

وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا۔ (الاحزاب ۳۳: ۳۵)

اور بالیقین جو مرد اور عورتیں روزہ رکھنے والے ہیں، اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے ہیں اللہ نے ان کے لیے بخشش اور بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ (التوبۃ ۹: ۱۱۱)

بے شک اللہ نے جنت کے بدلے مومنوں سے اُن کی جان اور مال خرید لیا ہے کہ یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔

زکوٰۃ کی ادائیگی

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ۝ۙ ...... اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ۝ۙ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ
(المومنون ۲۳: ۴-۱۱)

اور وہ زکوٰۃ کی ادائیگی پر عمل پیرا ہیں...... یہی لوگ جنت الفردوس کے وارث ہوں گے۔

Marfat.com

ہجرت فی سبیل اللہ

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ.(آل عمران ۳:۱۹۵)

پس جنھوں نے ہجرت کی اور جنھیں ان کے گھروں سے نکال دیا گیا اور وہ میری راہ میں ستائے گئے...... میں ضرور ایسے لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا۔

صبر

وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۙ (الدھر ۷۶:۱۲)

اوران کے صبر کی جزا جنت اور ریشم ہوں گے۔

عبادت گزاری

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ.(السجدۃ ۳۲:۱۶-۱۷)

ان کے پہلو بستروں سے جدا ہو جاتے ہیں اور وہ اللہ کو خوف وامید سے پکارتے ہیں کسی کو نہیں پتہ کہ ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا کیا سامان چھپا کر رکھا گیا ہے۔

سچی گواہی

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ۙ...... اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ○ (المعارج ۷۰: ۳۳-۳۵)

اور جولوگ اپنی گواہی پر قائم ہیں......ان کی عزت افزائی جنت میں ہوگی۔

انفاق فی سبیل اللہ

وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ. فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ. (السجدۃ ۳۲:۱۶-۱۷)

Marfat.com

اور جو ہم نے انھیں رزق دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں کسی نفس کو علم نہیں کہ ایسے لوگوں کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیسا سامان محفوظ رکھا گیا ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ...... وَعَدَاللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ.(التوبۃ ۹:۷۱-۷۲)

مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں.......... اللہ نے مومن مردوں اور عورتوں کے ساتھ جنت کا وعدہ کر رکھا ہے۔

کفایت شعاری

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَ لَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۝ ...... اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا.(الفرقان ۲۵:۶۷-۷۵)

اور جب وہ خرچ کرتے ہیں تو اسراف اور بخل کے بجائے درمیانی راہ اختیار کرتے ہیں.......... انھیں اس (عادت) کے بدلے جنت کا بالاخانہ مہیا کیا جائے گا۔

ہجرت ونصرت

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ.(التوبۃ ۹:۱۰۰)

اور مہاجرین وانصار میں سے جنھوں نے سبقت ایمانی کا مظاہرہ کیا اور جو راست بازی کے ساتھ بعد میں آئے اللہ ان سے اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور اللہ نے ان کے لیے جنتیں تیار کر رکھی ہے۔

عذاب الٰہی کا خوف

وَ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ۝ .... اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ۝
(المعارج ۷۰:۲۷،۳۵)

Marfat.com

اور وہ اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں...... ایسے لوگوں کی جنت میں خوب عزت ہوگی۔

پاک دامنی

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ .... اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝
(المعارج ۷۰: ۲۹، ۳۵)

اور یہ لوگ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں...... ایسے لوگ جنت میں بہت محترم ہوں گے۔

امانت ودیانت

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ .... الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (المومنون ۲۳: ۸، ۱۱)

اور جو امانتوں اور وعدوں کا خیال کرتے ہیں وہ جنت الفردوس کے وارث ہوں گے۔

ایفائے عہد

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ .... اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝
(المعارج ۷۰: ۳۲، ۳۵)

جو اپنی امانتوں اور عہد کا پاس کرتے ہیں وہ جنت میں معزز ہوں گے۔

نیک اعمال کی کثرت

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ (القارعۃ ۱۰۱: ۶-۷)

پس جس کی میزان کا پلڑا بھاری ہوا وہ بڑی مسرور زندگی میں ہوگا۔

بھوکوں کو کھلانا

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ ...... وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۝ (الدھر ۷۶: ۸، ۱۲)

اور وہ اپنی چاہت کے باوجود مسکین و یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں...... ایسے لوگوں کو ان

Marfat.com

کے صبر کے بدلے جنت وحریر عطا ہوں گے۔

اپنی نذر پوری کرنا

یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا ...... وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِیْرًا (الدھر ۷۶: ۷، ۱۲)

وہ اپنی مانی ہوئی نذریں پوری کرتے ہیں...... ایسے لوگوں کو صبر کے بدلے جنت وریشم ملیں گے۔

سچائی وصداقت

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ. (المائدۃ ۵: ۱۱۹)

اللہ نے فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کی سچائی نفع پہنچائے گی ان کے لیے جنتیں ہوں گی۔

نیکی واچھائی

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ (المطففین ۸۳: ۲۲)

بے شک نیکوکار نعمتوں والی جنت میں ہوں گے۔

راضی برضائے خدا

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (الفجر ۸۹: ۲۷-۳۰)

اے نفس مطمئن اپنے رب کی طرف راضی خوشی لوٹ جا میرے بندوں میں شامل اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

ذکر الٰہی اور دعا

الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ ...... لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ. (آل عمران ۳: ۱۹۱، ۱۹۵)

Marfat.com

وہ لوگ کھڑے بیٹھے اور دراز حالت میں بھی اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں...... (اور یہ دعائیں کرتے ہیں) اے ہمارے رب ہم نے ایمان کے منادی کو سن کر لبیک کہا ہے اے پروردگار: تو ہمارے گناہ معاف فرمادے اور ہماری خطائیں محو فرمادے اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کر (اس کے جواب میں اللہ نے فرمایا)...... میں ضرور ان کے گناہ معاف کر کے انھیں جنت میں داخل کردوں گا۔

آیاتِ الٰہی پر غور وفکر

وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا۝ ...... اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا. (الفرقان ۲۵: ۷۳، ۷۵)

اور ان پر جب ان کے رب کی آیات پیش کی جاتی ہیں تو وہ بہرے اور اندھے بن کر نہیں رہ جاتے...... یہ ہیں وہ لوگ جو اپنے صبر کا پھل منزلِ بلند کی شکل میں پائیں گے۔

برائی کا بدلہ نیکی سے دینا

وَ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا. (الرعد ۱۳: ۲۲-۲۳)

اور وہ برائی کو نیکی کے ذریعے روکتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے آخرت کا گھر جنت عدن کی صورت میں ہوگا، وہ اس میں داخل ہو جائیں گے۔

استغفار صبح گاہی

لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ ...... وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ (آل عمران ۳: ۱۵، ۱۷)

محتاط لوگوں کے لیے ان کے رب کے ہاں جنتیں ہیں...... یہ لوگ (اور اچھائیوں کے ساتھ) ہنگامِ صبح استغفار کرنے والے ہیں۔

غصہ پی جانا اور معاف کرنا

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ۝ ...... وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ (آل عمران ۳: ۱۳۳-۱۳۴)

Marfat.com

اور تیزی سے اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف بڑھو جس کی وسعت زمین و آسمانوں جتنی ہے یہ ایسے خدا ترس لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو خوشحالی اور تنگی ہر حال میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو قابو میں رکھتے ہوئے لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔

عجز وانکساری

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰی رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ (هود ۱۱: ۲۳)

یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھائیاں کرتے رہے اور اپنے رب کے سامنے جھک گئے یہی لوگ جنتی ہیں۔

اللہ کی حمد وثنا

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ ...... اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ. (التوبۃ ۹: ۱۱۱-۱۱۲)

بے شک اللہ نے مومنین سے ان کے جان ومال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں...... (یہ مومن لوگ) اللہ کی طرف رجوع کرنے والے عبادت کرنے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کرنے والے ہیں۔

حدود اللہ کی حفاظت

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ ...... وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ (التوبۃ ۹: ۱۱۱-۱۱۲)

بے شک اللہ نے مومنین سے ان کے جان ومال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں (یہ مومن لوگ)...... اللہ کی حدود کی نگہبانی کرنے والے

اعمال جنت کی یہ فہرست حتمی نہیں بلکہ قرآن پاک میں اور بھی بہت سی جزوی اور تفریعی صفات کا ذکر موجود ہے، اختصار کا التزام کرتے ہوئے ہم نے ان کو مرتب نہیں کیا غالب امید یہ ہے کہ فہرست بالا میں تمام کلیدی عنوانات شامل ہو گئے ہیں، مزید تفصیل اگلے صفحات میں آپ کی منتظر ہے۔

Marfat.com

فصل دوم:

تعلق باللہ

عقیدۂ توحید

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : مَنْ شَهِدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّار

[صحیح بخاری:۳۴۳۵، صحیح مسلم:۲۸]

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جس شخص نے یہ گواہی دی کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ اُس پر آگ حرام کردیں گے۔

اس حدیث میں توحید کا اجمالی عقیدہ بیان کیا گیا ہے۔ کم از کم اس عقیدے کے بغیر کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ مذکورہ روایت کے بعض جملوں میں یہ کہا گیا ہے کہ اس عقیدے کے حامل شخص کو اجازت ہوگی کہ وہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے بھی داخل ہونا پسند کرے داخل ہوجائے۔ نیز اس عقیدے کے ماننے کے بعد اُس کے دیگر اعمال جیسے بھی ہوں گے اللہ اُسے جنت میں داخل فرمادیں گے۔ [صحیح بخاری: ۳۴۳۵]

اس اجمالی عقیدے میں ایمان مفصل کے دیگر تمام اجزا شامل ہیں اور ان میں سے کسی چیز کا انکار اس عقیدے کو بھی باطل کردے گا۔ یہاں ہمارا مقصود صرف اس قدر ہے کہ اللہ رب العزت کی یکتا الوہیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت جنت میں داخلے کا سبب ہے۔

اللہ کے ساتھ تعلق عقیدۂ توحید کے بغیر استوار نہیں ہوسکتا۔ تعلق کے لیے اس بنیاد کا ٹھیک طرح سے قائم ہونا نہایت ضروری ہے۔ اس کے بعد ہی دیگر اعمال تعلق باللہ کے لیے مفید ہوسکتے ہیں۔

Marfat.com

شرک سے اجتناب

عَنْ اَبِی ذَرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاکَ جِبْرِیْل أَتَانِیْ فَقَالَ: مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِکَ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْأً دَخَلَ الْجَنَّةَ

[صحیح بخاری:۶۴۴۴، صحیح مسلم: ۹۳]

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبریلؑ تشریف لائے تھے انھوں نے بتایا کہ: آپ کی امت میں سے جو کوئی بھی ایسی حالت میں فوت ہوا کہ اُس نے اللہ کے ساتھ کچھ شرک نہیں کیا تھا، وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

یہ حدیث اس اصول کو واضح کرتی ہے کہ جنت میں داخلے کی سب سے بڑی رکاوٹ صرف شرک ہے۔ باقی تمام گناہ اور اعمالِ بد قابل معافی ہیں لیکن شرک سے اگر زندگی میں توبہ نہ کی گئی تو وہ معاف نہیں کیا جائے گا بلکہ جنت سے محروم کرنے کا سبب بنے گا۔

یہ حدیث دراصل قرآن پاک میں بیان کردہ اس آیت کے بالکل موافق ہے، فرمان الٰہی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ (النساء ۴:۴۸)

اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کو کبھی معاف نہ فرمائیں گے اس کے علاوہ گناہ جس کے چاہیں گے معاف فرما دیں گے۔

اس بارے میں آیات واحادیث کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

اللہ کے لیے خواہشِ نفس کا ترک کرنا

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰه یومَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ وَذَکَرَ فِیْهِ: وَرَجُلٌ دَعَتْهُ اِمْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ۔

[صحیح بخاری:۶۶۰، صحیح مسلم:۱۰۳۱]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سات افراد کو اپنے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی

Marfat.com

سایہ نہیں ہوگا۔ ان میں ایک وہ شخص بھی ہوگا جسے کوئی حسین وجمیل اور مقتدر عورت دعوتِ گناہ دے اور وہ شخص جواب میں کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

خوف خدا اور خشیت الٰہی کا التزام کرتے ہوئے ایک ایسے وقت میں اپنے نفس پر قابو رکھنا جب گناہ کے اسباب متوفر ہوں اور معصیت کے لیے ماحول نہایت سازگار ہو کوئی معمولی کارنامہ نہیں بلکہ عزیمت اور عظمت دونوں اعتبار سے انبیاؑ کے کردار سے مشابہت رکھتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ اس پر شاہد ہے۔ اس عظیم صفت کا تذکرہ قرآن پاک میں بہت بلیغ اسلوب میں آیا ہے۔

قال تعالیٰ: وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى ۝ (النازعات: ۴۰-۴۱)

اور جو اپنے رب کی حیثیت سے ڈرا اور اپنے دل کو نیچ خواہشات سے روک لیا پس جنت اُس کا ٹھکانہ ہوگا۔

آیتِ مبارکہ میں جنت کا موجب بننے والے ایک جامع اصول کا تذکرہ کیا گیا ہے سفلی جذبات اور پست خواہشات سے اپنے نفس کو پاک رکھنا بہت بلند ریاضت ہے۔ یہ عمل اُس مومن کے لیے ہی ممکن ہے جس کا دل اللہ کے نور کا مرکز ہو اور وہ شرح صدر کے بہت بلند مقام پر فائز ہو۔ اگرچہ قاعدہ شرعی کے اعتبار سے مطلق خواہشِ گناہ قابل گرفت نہیں بلکہ ارتکاب معصیت ہی قابل مواخذہ ہے، لیکن جرم وعصیاں کے لیے پہلا مرحلہ تصور اور خواہش کا ہی ہوتا ہے کسی دل میں ایسے منفی خیالات جس قدر جڑ پکڑتے ہیں اتنا ہی عملی طور پر ارتکابِ گناہ کا خدشہ بڑھتا جاتا ہے۔ اسی لیے دل کو ان رذیل افکار سے محفوظ رکھنا ایک عزیمت قرار پاتا ہے اور اس کے بدلے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

اللہ کے پاکیزہ نام (اسمائے حُسنیٰ)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مِاْئَةً اِلَّا وَاحِدَةً مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ [صحیح بخاری: ۷۳۹۲]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ کے

Marfat.com

ننانوے نام ہیں ''یعنی ایک کم سو'' جس نے انھیں یاد کیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے کچھ نام ایسے ہیں جو محض اُسی کی ہستی کے ساتھ مخصوص ہیں ''احد'' ''متعال'' وغیرہ یہ نام ''اسمائے ذات'' کہلاتے ہیں۔ یہ صرف اللہ ہی کے لیے استعمال ہوسکتے ہیں کسی دوسرے کو ان سے موسوم نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اسماء اللہ کی دوسری قسم ''اسمائے صفات'' کی ہے جو تعداد میں کافی زیادہ ہیں جیسے رحیم، علیم، بصیر اور سمیع وغیرہ بطور صفت اللہ کے علاوہ بھی ان ناموں کا استعمال معروف ہے۔

قرآن پاک میں اللہ کے ناموں کا تذکرہ تعیین عدد کے بغیر آیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۔ (الاعراف:۱۸۰)

اور اللہ کے (بہت سے) پاکیزہ نام ہیں تم اللہ کو ان ناموں کے ذریعے پکارا کرو۔

اسی طرح بعض صحیح احادیث میں بھی ایسے جملے وارد ہوئے ہیں جن سے یہ علم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام لاتعداد ہیں اور ان کا احاطہ ممکن نہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے مروی مأثور دعاؤں میں یہ الفاظ منقول ہیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِکُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَکَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَکَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ کِتَابِکَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَداً مِنْ خَلْقِکَ اَوْ اِسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَکَ۔ [مسند البزار:۱/۳۰۴، ابن ابی شیبۃ:۱۰/۲۵۳]

اے اللہ میں تجھ سے تیرے ہر اُس نام کے ذریعے سوال کرتا ہوں جس سے تو نے اپنے آپ کو موسوم فرمایا، یا تو نے اُس نام کو اپنی کسی کتاب میں نازل فرمایا، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو وہ نام بتایا، یا تو نے اُس نام کو اپنے ہاں علم غیب میں رکھنا پسند فرمایا۔

ان دلائل کی بنا پر اکثر علما کا خیال ہے کہ حدیث میں ''ننانوے'' کا عدد ناموں کے احاطے کے لیے نہیں بلکہ اس لیے وارد ہوا ہے کہ اللہ کے کم از کم ننانوے مشہور نام تو ایسے ہیں کہ جنھیں یاد کرنے، ان پر ایمان لانے اور ان میں موجود صفات سے اپنے اعمال کو متصف کرنے کے عوض میں جنت کی بشارت حاصل ہوتی ہے۔

Marfat.com

یہ ننانوے نام تمام کے تمام قرآن پاک سے ماخوذ ہیں، جبکہ قرآن مجید میں مذکور اللہ تعالیٰ کی بعض صفات سے اشتقاق کو بنیاد بنایا جائے تو بہت سے مزید ناموں کا اضافہ ہوسکتا ہے۔ تاہم اس اقدام سے گریز زیادہ بہتر ہے کیونکہ اہل علم نے امکان کے باوجود ایسا نہیں کیا۔

چنانچہ قاعدے کی رو سے اللہ کے ناموں کا قرآن وسنت میں بطور ''اسم'' مذکور ہونا بنیادی شرط ہے۔ حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کے ''احصاء'' کے بدلے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے، لفظ ''احصاء'' کا مفہوم عربی میں فقط ازبر کر لینا نہیں، بلکہ اعتقادی اعتبار سے ان پر ایمان لانا، قولی لحاظ سے ان کا اقرار کرنا، عملاً ان میں پائی جانے والی مبارک صفات سے خود کو متصف کرنا اور ان مقدس اسماء گرامی کے ذریعے اللہ سے دعائیں کرتے رہنا لفظ ''احصاء'' میں شامل ہے۔ البتہ ان اسماء کو حفظ کر کے ورد کی صورت میں پڑھنے اور دہراتے رہنے پر بھی اللہ سے اس انعام کی امید لگانے میں بظاہر کوئی چیز مانع نہیں ہے۔

[تفصیل کے لیے: بدائع الفوائد۔ از امام ابن قیم ج۱، ص۱۵۹، ۱۷۰، نیز فتح الباری ج۱۱/ ۲۱۴، ۲۲۶]

نماز پنجگانہ

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: خَمْسُ صَلَوٰتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَلَى الْعِبَادِ فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ وَلَمْ يُضِيعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اِسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ كَانَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَّمْ يَاْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَاِنْ شَاءَ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ

[سنن ابو داؤد: ۱۴۰۱، سنن نسائی: ۴۶۲]

حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ نے پانچ نمازیں اپنے بندوں پر فرض کی ہیں۔ جس نے انھیں ادا کیا اور توہین کی نیت سے ان کو ضائع نہیں کیا تو اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ ایسے شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ اور جس نے ان کی ادائیگی کا اہتمام نہ کیا اس کے لیے اللہ پر بھی کچھ لازم نہیں خواہ اُسے عذاب پہنچائے یا جنت میں داخل کر دے۔

Marfat.com

پانچ نمازوں کی اہمیت کسی سے مخفی نہیں یہ ایمان کی سب سے نمایاں دلیل ہے جو روزانہ پانچ مرتبہ عملی طور پر پیش کی جاتی ہے۔ روزانہ اتنی تکرار کے ساتھ اللہ پر ایمان اور اس کے ساتھ محبت وعقیدت کا مظاہرہ یقیناً اس قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے عامل کو اپنی جنت میں جگہ عطا فرمائے۔ ایک محبّ کے لیے اپنے محبوب کی طرف سے اس سے بہتر تحفے کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

نماز پنجگانہ کی پابندی پر جنت کی بشارت کا تذکرہ ایک اور حدیث میں بھی وارد ہوا ہے۔

حضرت حنظلۃ الکاتب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے پانچوں نمازوں کو حق جانا اور اُن کے اوقات اور رکوع وسجود کے ساتھ حفاظت کا اہتمام کیا اس کے لیے جنت واجب اور آگ حرام ہوگئی۔ [مسند احمد:۱۰۵۲]

نمازِ فجر اور نمازِ عصر کی خاص بات

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَلَّی الْبَرْدَیْنِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔ [صحیح بخاری: ۵۷۴، صحیح مسلم:۶۳۵]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ٹھنڈی یعنی نماز فجر اور نماز عصر ادا کی وہ جنت میں داخل ہوگیا۔

اس حدیث کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ صرف یہی دو نمازیں پڑھی جائیں اور باقی تین نمازوں کی پابندی ضروری نہیں۔ بلکہ یہاں مذکورہ دونوں نمازوں کی خاص اہمیت اور ان کے منفرد ثواب کا تذکرہ اس لیے کیا جارہا ہے کہ ان میں سے نماز فجر رات کے خاتمے اور نماز عصر دن کے خاتمے کی علامت ہیں یا دوسری تعبیر کے مطابق نمازِ فجر نئے دن کا سورج طلوع ہونے اور نمازِ عصر نئی رات کے لیے سورج کے غروب ہونے سے قبل ادا کی جاتی ہیں۔ چنانچہ ان اوقات میں ادائیگی نماز کے ذریعے اللہ کی کبریائی کا اعلان اس بات کی علامت ہے کہ بندۂ مومن کی رات اور دن کا خاتمہ اللہ کی عبادت سے ہورہا ہے یا اس کے برعکس نئے دن اور نئی رات کا آغاز نماز کی ادائیگی سے کیا جارہا ہے یہ عمل اس بات کا پیش خیمہ ہوگا کہ دن ورات کے بقیہ حصے بھی اللہ کی غلامی اور فرماں برداری

Marfat.com

میں گزریں گے۔

اوپر بیان کی گئی حدیث کا مفہوم زیادہ واضح طور پر ایک اور مرفوع روایت میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

حضرت ابوزھیر عمارۃ بن رویبۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ: وہ شخص ہرگز جہنم میں نہیں جائے گا جس نے سورج طلوع ہونے اور غروب ہونے سے پہلے نماز ادا کی۔ [صحیح مسلم: ۶۳۴]

اللہ کے نزدیک فجر اور عصر کے اوقات کی فضیلت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فجر اور عصر کے وقت کی قسم کھائی ہے اور "صلاۃ الوسطیٰ" نماز عصر کی حفاظت کا بھی حکم دیا ہے (سورۃ الفجر: ۱، البقرۃ: ۲۳۸، العصر: ۱)

اللہ کے لیے خصوصی نوافل

عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اُمِّ حَبِیْبَۃَ رضی اللہ عنہا: قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَامِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ یُصَلِّی لِلّٰہِ تَعَالٰی کُلَّ یَوْمٍ ثِنْتَیْ عَشْرَۃَ رَکْعَۃً تَطَوُّعًا غَیْرَ الْفَرِیْضَۃِ اِلَّا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ۔ [صحیح مسلم: ۱۰۳، سنن ابوداؤد: ۱۲۵۰]

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا: کوئی بھی مسلمان بندہ اگر روزانہ اللہ کے لیے بارہ رکعات نفل ادا کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں گھر بنائیں گے۔

مستدرک حاکم، صحیح ابن حبان اور صحیح ابن خزیمہ کی بعض روایات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بارہ رکعات وہ سنت موکدہ ہیں جو فرض نمازوں سے پہلے اور بعد میں پڑھی جاتی ہیں، ان کی تفصیل یوں وارد ہوئی ہے۔ ظہر سے پہلے چار اور بعد میں دو رکعتیں، مغرب کے بعد دو رکعتیں، عشا کے بعد دو رکعتیں اور فجر سے پہلے دو رکعتیں۔ [صحیح مسلم: ۷۲۳، ۷۳۰]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث میں ان بارہ رکعات کے ساتھ رات کی نو رکعات اور

Marfat.com

وتر کا علیحدہ سے ذکر کیا گیا ہے، جس سے راجح طور پر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ان بارہ رکعات سے مراد یہی سنن مؤکدہ ہیں۔ [صحیح بخاری: ۱۱۸۲، سنن ابو داؤد: ۱۲۵۱]

باقی رہا یہ سوال کہ اگر یہ سنن مؤکدہ ہیں تو انھیں حدیث میں ''تطوع''، یعنی نفل کیوں کہا گیا ہے تو یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ شرعی اصطلاحات میں ''فرض'' کے علاوہ اعمال سب کے سب ''تطوع'' ہی کہلاتے ہیں کبھی انھیں سنت اور کبھی نفل کے نام سے بھی یاد کر لیا جاتا ہے، تاہم جن اعمال کی نسبتاً تاکید زیادہ ہوتی ہیں انھیں کبھی ''واجب'' اور کبھی ''سنت موکدہ'' کہہ دیا جاتا ہے۔ یہ تقسیم اہلِ علم نے عوام الناس کی آسانی کے لیے کی ہے۔

جامع مسجد اور نماز عشاء

عَنْ عُمَرَبْنِ الخطاب رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَلّٰى فِي مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً لَا تَفُوْتُهُ الرَّكْعَةُ الاُوْلٰى مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا عِتْقاً مِنَ النَّارِ۔ [ابن ماجه: ۷۹۸]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی جامع مسجد میں چالیس راتیں نماز عشاء اس طرح ادا کی کہ اُس کی پہلی رکعت کبھی نہ چھوٹی، اللہ تعالیٰ اُس کے لیے آگ سے آزادی کا پروانہ لکھ دیں گے۔

پابندی کے ساتھ نماز با جماعت دراصل ایک عظیم عمل ہے، یہ اللہ کے ساتھ تعلق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ومحبت اور صدق ایمان کی بہت نمایاں دلیل ہے۔ مختلف موسموں کی سختی اور دن بھر کی تھکن کے بعد با جماعت نماز عشاء واقعی ایک مشکل کام ہے، چنانچہ حدیث میں خاص طور پر چالیس راتوں تک بلا فصل نماز عشاء کی با جماعت ادائیگی پر دوزخ سے آزادی کا پروانہ جاری کیا گیا ہے، نیز جو شخص تواتر کے ساتھ یہ با مشقت عمل سر انجام دے سکتا ہے اُس سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اس کے مقابلے میں نسبتاً آسان اوقات میں با جماعت نماز کی ادائیگی میں کوتاہی کرے گا۔

Marfat.com

مسجد کی جانب جانا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ غَدَا اِلَی الْمَسْجِدِ اَوْرَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ فِی الْجَنَّةِ نُزُلًا كُلَّمَا غَدَا اَوْرَاحَ۔ [صحیح بخاری:۶۶۲، صحیح مسلم: ۶۶۹]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح وشام مسجد کی طرف جاتا آتا ہے، اللہ اس کے لیے ہر بار آنے جانے کے بدلے جنت میں مہمان نوازی کا انتظام فرما دیتے ہیں۔

مسجد میں جانا آنا عبادات اور بالخصوص نماز باجماعت کے لیے ہوتا ہے، نماز اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل ہے، چنانچہ اس عمل کی تکمیل تک پہنچانے والے افعال بھی اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب بن جاتے ہیں کہ اُن کے عوض بھی اللہ جنت میں پذیرائی کا وعدہ فرما رہے ہیں۔

یہی عمل اگر رات کے اندھیروں میں کیا جائے تو اللہ رب العزت نے ایسے لوگوں کو روز قیامت نور کامل عطا کیے جانے کی بشارت عطا فرمائی ہے۔ قیامت کی تاریکیوں میں نور کا مہیا ہونا جنت کی واضح علامت ہے۔ [سنن ابوداؤد: ۵۶۱، سنن ترمذی:۲۲۳]

نمازِ تہجد

عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: یَا اَیُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا وَالنَّاسُ نِیَامٌ

[سنن ترمذی: ۲۴۸۵]

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا: اے لوگو، سلام کو پھیلاؤ، لوگوں کو کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، جب لوگ سو رہے ہوں نماز پڑھو، اور جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

حدیث میں چار مختلف صفات بیان کی گئی ہیں، سردست ہمارے پیش نظر آخری صفت ہے، جو نمازِ تہجد کی فضیلت کے بارے میں ہے۔ اللہ کے ساتھ تعلق اور شب خیزی دونوں میں چولی

Marfat.com

دامن کا ساتھ ہے، راتوں کو اٹھ کر سر بسجود ہونا، نرم وگرم بستر اور میٹھی نیند کو قربان کر کے قیام ورکوع اور رموز کائنات پر غور وفکر کرنا ایسا مبارک اور اہم عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بار بار اس کا تذکرہ فرمایا ہے، اسے مومنوں کی صفت بتایا ہے اور اس کی جزا جنت کو قرار دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تَتَجَافٰی جُنُوۡبُهُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ یَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ○ فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ○ (السجدہ ۲۲: ۱۶-۱۷)

ان (مومنوں) کے پہلو بستروں سے جدا ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے رب کو خوف وامید کے عالم میں پکارتے ہیں جو رزق ہم نے انھیں دیا ہے اس میں سے خرچ بھی کرتے ہیں۔ کسی نفس کو اس بات کا علم نہیں کہ اس عمل کے بدلے اُن کے لیے آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے والی کیسی جزا مخفی رکھی گئی ہے۔

ایک اور موقع پر فرمایا:

اِنَّ الۡمُتَّقِیۡنَ فِیۡ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوۡنٍ ○ اٰخِذِیۡنَ مَاۤ اٰتٰهُمۡ رَبُّهُمۡ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَبۡلَ ذٰلِكَ مُحۡسِنِیۡنَ ○ كَانُوۡا قَلِیۡلًا مِّنَ الَّیۡلِ مَا یَهۡجَعُوۡنَ ○ (الذاریات: ۱۵-۱۷)

متقی لوگ باغوں اور چشموں کے بیچ ہوں گے وہ سب کچھ سمیٹے ہوئے جو اُن کے رب نے انھیں عطا کیا (کیونکہ) یہ لوگ پہلے بھی اچھے تھے اور راتوں کو کم ہی سویا کرتے تھے۔

اسی طرح سورۃ فرقان میں مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے آغاز ہی میں ان کی شب بیداریوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جو اللہ کی خاطر سجود و قیام کے لیے ہوا کرتی تھیں، پھر ان صفات کے بعد فرمایا گیا:

اُولٰٓئِكَ یُجۡزَوۡنَ الۡغُرۡفَةَ بِمَا صَبَرُوۡا وَ یُلَقَّوۡنَ فِیۡهَا تَحِیَّةً وَّ سَلٰمًا ○ (الفرقان ۲۵: ۷۵)

ان صفات کی پابندی کے بدلے یہی لوگ جنت کے بالا خانوں کے مستحق ہوں گے اور

Marfat.com

وہاں انھیں ہر طرف سے مبارک سلامت کی آوازیں آئیں گی۔

اوپر حدیث میں جنت کے لیے چار صفات بیان کی گئی ہیں، ان چاروں صفات کے یکجا پائے جانے کی فضیلت اور انعام تو کسی سے مخفی نہیں، لیکن ہمارے پیش نظر یہ وضاحت کرنا ہے کہ یہ چاروں الگ الگ بھی جنتی صفات ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہاں ان سب کا جدا جدا بہت اعلیٰ درجہ ہے۔ نیز بہت سی احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ بسا اوقات ایک ہی صفت جنت کا موجب بن جاتی ہے۔ دوسری یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ جس طرح ایک برائی دس برائیوں کو جنم دیتی ہے، بعینہٖ اسی طرح ایک نیکی کا وجود اپنے ساتھ بے شمار نیکیوں کو فروغ دیتا ہے۔ چنانچہ حدیث پاک کو اس اصول کے تناظر میں بھی دیکھنا چاہیے۔ یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی جنتی صفت کے بیان پر اکتفا کیا جائے بلکہ جہاں ایک صفت کا تذکرہ ہوگا وہاں تکمیل بیان کی غرض سے دوسری صفات کا ذکر بھی آ ہی جائے گا۔

نماز تہجد کے انسانی روح و بدن پر نمایاں اثرات اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی خاصیتوں کے بارے میں علمائے اخلاق، صوفیا اور سالکین نے بہت تفصیلات بیان کی ہیں، تاہم ہمارے خیال میں ان کا تعلق انفرادی ریاضت اور تجربے کے ساتھ ہے، ضروری نہیں کہ ہر ایک سالک پر یکساں اثرات ظاہر ہوں، توجہ، انہماک اور جذب دروں کے تفاوت سے ان ظاہری خاصیتوں میں بھی فرق واقع ہوسکتا ہے۔ تاہم نماز تہجد سے روحانیت اور نورانیت کے پیدا ہونے میں کوئی کلام نہیں۔

نمازِ چاشت اور جنت کا دروازہ

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِنَّ الْجَنَّةِ بَابًا یُقَالُ لَهٗ بَابُ الضُّحٰی فَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ نَادٰی مُنَادٍ اَیْنَ الَّذِیْنَ یَدُوْمُوْنَ عَلٰی صَلَاةِ الضُّحٰی هٰذَا بَابُکُمْ فَادْخُلُوْهُ۔ [معجم الاوسط: ۱/۵۹، ابن عساکر: ۳۵/۳۶۷]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد

Marfat.com

فرمایا: بے شک جنت کا ایک دروازہ ہے جسے نماز چاشت کا دروازہ کہا جاتا ہے قیامت کے دن ایک منادی اعلان کرے گا کہ نماز چاشت کی پابندی کرنے والے لوگ کہاں ہیں وہ آئیں اور اس دروازے سے جنت میں داخل ہو جائیں۔

نماز ضحیٰ یا چاشت کی نماز اشراق کے قدرے بعد اور سورج کے نسبتاً بلند اور گرم ہو جانے پر ادا کی جاتی ہے۔ اگرچہ بہت ساری احادیث میں اس نماز کی کئی فضیلتیں ذکر کی گئی ہیں لیکن اس عبادت کی اصل فضیلت حدیث بالا میں بیان ہوئی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ اس نماز کی ہمیشہ پابندی کرنے والوں کے لیے جنت میں بھی ایک خاص دروازہ ہوگا جو اسی نماز سے موسوم ہوگا، یہ نماز کم از کم دو رکعتوں سے لے کر آٹھ رکعات تک پڑھی جاسکتی ہے۔

چالیس دن باجماعت نماز

عَنْ اَنَس رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ صَلّٰی لِلّٰہِ اَرْبَعِیْنَ یَوْماً فِی جَمَاعَۃٍ یُدْرِکُ التَّکْبِیْرَۃَ الاُوْلٰی کُتِبَتْ لَہُ بَرَآءَتَانِ بَرَآءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَآءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ۔

[سنن ترمذی: ۲۴۱]

حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ کے لیے چالیس دن باجماعت نمازیں (اس طرح) ادا کیں کہ وہ تکبیر تحریمہ کے وقت حاضر تھا، اُس کے لیے دو آزادیاں لکھ دی جائیں گی پہلی آگ سے آزادی دوسری نفاق سے آزادی۔

نماز باجماعت کی فضیلت وثواب ایک معروف حقیقت ہے۔ لیکن حدیث بالا میں مسلسل چالیس دن تک بلا ناغہ باجماعت نماز کی ادائیگی کو خاص طور پر جہنم سے آزادی اور نفاق سے پاکیزگی کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

دوزخ کی آگ سے آزادی کا تعلق روز آخرت کے ساتھ ہے، البتہ نفاق سے مبرا ہونے کا تعلق دنیا اور آخرت دونوں کے ساتھ ہے کیونکہ دنیا میں یہ عمل نفاق والے دل کے ساتھ ادا کرنا ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کی صفت یوں بیان فرمائی ہے:

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی ۙ یُرَآءُوْنَ

Marfat.com

النَّاسَ وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًاo (النساء ۴: ۱۴۲)

بے شک منافقین اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کو فریب میں مبتلا کر دے گا، یہ لوگ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سخت سستی کے مارے، لوگوں کو دکھلاتے ہیں اور اللہ کا کم ہی ذکر کرتے ہیں۔

حدیث کا یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ اگر کسی کے دل میں نفاق کے کچھ اجزا موجود ہیں تو ایسا شخص بھی چالیس روزہ اس ریاضت کے ذریعے نفاق سے پاکیزگی کی سند حاصل کرسکتا ہے، اور پھر آخرت میں جہنم کی آگ سے بھی محفوظ ہوسکتا ہے۔

سجدۂ تلاوت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: اِذَا قَرَأَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اِعْتَزَلَ الشَّیْطَانُ یَبْکِیْ وَ یَقُوْلُ: یَا وَیْلِیْ اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ السُّجُوْدَ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَیْتُ فَلِیَ النَّارُ۔ [صحیح مسلم: ۸۱]

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن آدم جب آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد سجدہ بجالاتا ہے تو شیطان اُس سے دور ہٹ کر رونے لگتا ہے اور کہتا ہے ہائے میری تباہی، ابن آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا اُس نے سجدہ کرلیا اور جنت پالی، مجھے بھی سجدہ بجالانے کا حکم ہوا تھا مگر میں نے انکار کردیا اب آگ میری منتظر ہے۔

روز قیامت شیطان کے اعترافات اور اپنے اعمال پر حسرت وندامت کا تذکرہ قرآن وسنت میں متعدد مقامات پر وارد ہوا ہے۔ اس حدیث میں بھی اسی نوعیت کے ایک اعتراف کا ذکر ہے۔ شیطان کو اللہ کے قانون جزا وسزا کا پورا علم ہے اور اپنے اسی علم کی بنیاد پر اُس نے سجدہ ریز ہونے والے بنی آدم کے لیے جنت کی پیشین گوئی کی ہے اور اپنے لیے آگ کی، لیکن اس کا مسئلہ یہ ہے کہ اُس نے اس علم سے استفادہ نہ کرنے اور بنی آدم کو ورغلانے اور بے راہ کرنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ اپنی طبیعت شریرہ سے خود شیطان بھی بہک گیا اور اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کرنے کی ٹھان لی۔

Marfat.com

تحیۃ الوضو

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِبَلَالٍ: یا بِلَالُ: حَدِّثْنِی بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِی الْاِسْلَامِ ، فَاِنِّی سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْکَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ، قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلاً اَرْجٰی عِنْدِی مِنْ اَنِّی لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِی سَاعَةٍ مِّنْ لَیْلٍ اَوْنَهَارٍ اِلَّا صَلَّیْتُ بِذٰلِکَ الطُّهُوْرِ مَاکُتِبَ لِی اَنْ اُصَلِّی۔

[صحیح بخاری:۱۰۸۰، صحیح مسلم: ۲۴۵۸]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ تم ایسا کون سا پاکیزہ عمل کرتے ہو کہ تمھارے جوتوں کی آواز میں نے جنت میں اپنے آگے آگے سنی ہے، حضرت بلالؓ بولے، (اور تو کوئی عمل مجھے یاد نہیں) البتہ میں رات دن میں جب بھی وضو کرتا ہوں تو اس وضو کے بعد جس قدر مقدر ہو نفل ضرور ادا کرتا ہوں۔

حضرت بلالؓ کے جوتوں کی آواز کا جنت میں سنا جانا یقینی طور پر اُن کے جنتی ہونے کی دلیل ہے ساتھ ہی یہ حدیث اُن تمام لوگوں کے لیے بھی خوشخبری کا باعث ہے جو حضرت بلالؓ جیسے عمل کا اہتمام کرتے ہیں۔ بشارت صرف اسی حدیث پر موقوف نہیں بلکہ تحیۃ الوضو پڑھنے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت واضح الفاظ میں علیحدہ سے بھی جنت کی خوشخبری عطا فرمائی ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَامِنْ اَحَدٍ یَتَوَضَّاءُ فَیُحْسِنُ الْوُضُوْءَ وَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ یُقْبِلُ بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ عَلَیْهِمَا اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔

جو کوئی بھی خوب اچھا وضو کرنے کے بعد دو رکعت نماز دل کی پوری توجہ کے ساتھ ادا کرتا ہے، اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ [صحیح مسلم: ۵۵۳]

وضو کے بعد ''کلمہ شہادت''

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَامِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ یَتَوَضَّأُ فَیُبْلِغُ

Marfat.com

اَوْ فَيُسبِغُ الْوُضُوءَ، ثُمَّ قَالَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُه، اِلَّا فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ۔ [صحیح مسلم: ۲۳۴، سنن ترمذی: ۵۵]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں: آپ کا ارشاد گرامی ہے: جس شخص نے خوب اچھی طرح وضو کیا پھر یہ گواہی دی کہ میں اللہ کو بلاشریک تنہا معبود مانتا ہوں اور محمد کو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول، (یہ گواہی دینے سے) جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔

وضو کے بعد نوافل کا تذکرہ گزشتہ سطور میں گزر چکا ہے، اب شہادت اور گواہی کی بات ہو رہی ہے، یہ عمل بھی تحیۃ الوضو کی طرح جنت میں داخلے کا موجب ہے۔

اذان

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَامَ بِلَالٌ يُنَادِيْ فَلَمَّا سَكَتَ، قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ هٰذَا يَقِيْناً دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ [سنن نسائی: ۶۷۴]

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، اسی دوران حضرت بلال رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے اذان دی، جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ خاموش ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے بھی یقین وایمان کے ساتھ حضرت بلال کی طرح یہ جملے کہے وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

اذان دراصل اللہ کی کبریائی کا اعلان ہے، چنانچہ جو شخص موذن کی مانند اذان دے یا اذان کے علاوہ یہ جملے کہے اُسے اس اجر کی بشارت دی گئی ہے، یہاں یہ سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ خود اذان دینے والے کا ثواب کیا ہے؟ اذان دینے کے عمل پر صحیح احادیث میں متعدد فضائل کا ذکر آیا ہے، یہ فضائل بھی درجے کے لحاظ سے بہت بلند ہیں۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اگر لوگوں کو

Marfat.com

اذان کے اجر کا علم ہو جائے تو وہ قرعہ اندازی کر کے اپنی باری حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

[صحیح بخاری: ۶۱۵، صحیح مسلم: ۴۳۷]

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: مؤذنوں کی گردنیں قیامت کے دن سب سے زیادہ طویل ہوں گی۔ [صحیح مسلم: ۳۸۷]

لمبی گردن کا ہونا عرف عام میں سروقامتی اور حسن و جمال کا استعارہ ہے، البتہ حدیث میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ روز قیامت مؤذن اللہ کی رحمت کا مرکز ہوں گے، وہ اللہ کی جانب زیادہ متوجہ اور اس کے فضل وانعام سے بہتر طور پر استفادہ کرنے والے ہوں گے۔

اذان کے یہ فضائل اپنے نتائج کے اعتبار سے اگرچہ دخولِ جنت اور مغفرت کے قریب المعنی ہیں لیکن ہم نے چونکہ کتاب میں دخولِ جنت کی صریح بشارتوں والے اعمال جمع کرنے کا التزام کیا ہے اس لیے ان کا الگ سے عنوان قائم نہیں کیا گیا۔

اوپر ذکر کی گئی حدیث میں بر بنائے فضیلت اذان دینے پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرعہ اندازی کا ذکر فرمایا تھا تو شاید اس وقت کسی کے گمان میں یہ بات نہ ہو کہ ایسا واقعہ بہت جلد پیش آ سکتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث بیان کرنے سے پہلے اشارتاً اس واقعے کا ذکر کیا ہے۔ صحیح بخاری کے مشہور شارح حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیل بتاتے ہوئے لکھا کہ: سعید بن منصور، امام بیہقی اور امام طبری نے اس واقعہ کو بیان کیا کہ: جنگ قادسیہ کے موقع پر فتح کے بعد علم ہوا کہ لشکر کا مؤذن شہید ہو گیا ہے، اس پر اذان دینے کے لیے لوگوں میں اختلاف واقع ہو گیا، چنانچہ سپہ سالار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اُن کے درمیان قرعہ اندازی کے ذریعے فیصلہ فرمایا۔ قرعہ ایک شخص کے نام نکلا اور اس نے اذان دی۔ [فتح الباری، ج۲/۹۶]

اللہ کو خوش کرنے والی بات

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: اِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ تَعَالٰی مَا یَلْقِیْ لَهَا بَالًا یَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ فِی الْجَنَّةِ۔

[صحیح بخاری: ۶۴۷۸]

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک بندہ اللہ کی خوشنودی کی کوئی بات کبھی بغیر سوچے سمجھے کہہ دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اسی بات کے بدلے جنت میں اس کے درجات بلند فرما دیتا ہے۔

اس حدیث کے اگلے ٹکڑے میں اسی طرح بغیر سوچے سمجھے غلط اور اللہ کی ناراضی والی بات کیے جانے کا بھی تذکرہ ہے اور اس کے عوض جہنم میں گرائے جانے کی وعید سنائی گئی ہے۔ اس لحاظ سے انعام وسزا کا یہ عمل برابری اور توازن کے اصول پر قائم ہے۔ جب ایک ناروا اور غضبِ الٰہی کو دعوت دینے والی بات جہنم کا موجب ہو سکتی ہے تو اس کے مقابلے میں رحمت خداوندی بدرجہ اولیٰ اس کی متقاضی ہے کہ اچھی اور پسندیدہ بات کا ثواب جنت کی صورت میں دیا جائے۔

کوہسار و بیاباں میں اللہ کی عبادت

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: يَعْجَبُ رَبُّکَ مِنْ رَاعِي الْغَنَمِ عَلَى رَأْسِ شَظِيَّةٍ لِلْجَبَلِ يُؤَذِّنُ بِالصَّلَاةِ وَيُصَلِّي فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، اُنْظُرُوْا اِلٰى عَبْدِيْ هٰذَا يُؤَذِّنُ وَيُقِيْمُ الصَّلَاةَ يَخَافُ مِنِّيْ، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ وَاَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ۔ [سنن ابو داؤد، ۱۲۰۳، سنن ترمذی:٦٦٦]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: اللہ رب العزت اُس چرواہے پر مسرت کا اظہار فرماتے ہیں جو نوکیلی چٹانوں پر اپنی بکریاں چراتے ہوئے بھی نماز کے لیے اذان دیتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے اس بندے کو تو دیکھو یہ اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے کیونکہ یہ مجھ سے ڈرتا ہے، بس میں نے بھی اپنے اس بندے کو بخش دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔

کوہستانی زندگی کو جاننے والے بخوبی یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اس حدیث میں کی جانے والی منظر کشی خود کس قدر دل پذیر ہے، آخر اس سے بڑھ کر ایمان کی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ کوئی بندۂ مولا صفات عالم تنہائی میں کسی بلند پہاڑ کی چوٹی پر یاد خدا اور اپنے فرض سے غافل نہ ہو۔ وہ اس

Marfat.com

عالم میں بھی اللہ کی کبریائی کا نعرہ بلند کرے اور اپنی جبینِ نیاز سنگریزوں پر رکھ کر اس کے حضور سجدہ ریز ہو جائے۔ ایسے منظر پر رحمت خداوندی کا جوش میں آنا تعجب خیز نہیں۔

ع آؤ اک سجدہ کریں عالم تنہائی ہیں

روزہ رکھنا

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: اِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَاباً يُقَالُ لَهُ، الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ: اَيْنَ الصَّائِمُوْنَ ؟ فَيَقُوْمُوْنَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَاِذَا دَخَلُوْا اُغْلِقَ، فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ اَحَدٌ. [صحیح بخاری: ۱۸۹۶، صحیح مسلم: ۱۱۵۲]

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ''ریان'' کہا جاتا ہے اس سے صرف روزہ دار داخل ہوں گے ان کے علاوہ اور کوئی داخل نہ ہو سکے گا۔ (اُس دن) اعلان کیا جائے گا کہ: ''روزہ دار کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہوں گے اور اس دروازے سے جنت میں داخل ہو جائیں گے، ان کے داخل ہو جانے کے بعد یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا اور کوئی اس سے داخل نہ ہو سکے گا۔

روزہ داروں کے دروازے کا نام ''ریان'' رکھا گیا ہے اس کا مطلب خوب سیرابی کا ہے روزہ دار اور سیرابی کے تصور میں جو مرغوب مناسبت ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔

حدیث کے مفہوم میں سب سے پہلے تو رمضان کے روزے داخل ہیں، تاہم ایسا کوئی مانع ہمارے سامنے موجود نہیں جس کے باعث نفلی روزہ دار اس میں شامل نہ ہوں، فرض روزوں کی پابندی کے ساتھ کثرت سے نفلی روزے رکھنے والے لوگ بھی اس خوشخبری کے دائرے میں داخل ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جس شخص نے بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں موتیوں اور یاقوت وزبرجد کا محل تعمیر کرائے گا اور اسے جہنم کی آگ سے بری فرمادے گا۔

Marfat.com

[معجم اوسط:۲۵۶، معجم الکبیر: از امام طبرانی،۷۹۰۸]

خود رسول اللہ ﷺ سے ہر ہفتے میں سوموار اور جمعرات اور ہر مہینے ''ایام بیض'' چاند کی بارھویں، تیرھویں اور چودھویں تاریخ اور پھر ہر سال ماہ محرم شعبان، شوال اور ذوالحج میں مختلف ایام کے نفلی روزے ثابت ہیں جنھیں آپ پابندی سے رکھا کرتے تھے۔

[تفصیل کے لیے دیکھیے: ریاض الصالحین باب نمبر ۲۲۶، از امام نوویؒ]

ایک دن کا روزہ اور جنت

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: مَنْ صَامَ لِلّٰہِ یَوْماً فَمَاتَ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔ و فی روایہ: مَنْ صَامَ یَوْماً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ زَحْزَحَ اللّٰہُ وَجْھَہُ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفاً۔ [مسند احمد: ۳۸۹۰]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کے لیے محض ایک دن کا روزہ رکھا اور مر گیا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ دوسری روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں۔ ''جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو ستر سال کی مسافت تک آگ سے دور کر دے گا۔

ان احادیث میں صرف ایک روزے کی فضیلت جنت کی صورت میں بتائی گئی ہے بشرطیکہ یہ روزہ اللہ کی خاطر ہو اور اخلاص قلب سے رکھا گیا ہو۔ حدیث کے دوسرے جملے میں ''فی سبیل اللہ'' سے مراد میدان جنگ اور جہاد بھی ہو سکتا ہے، لیکن اس اصطلاح کے دیگر وسیع معانی بھی مراد لیے جا سکتے ہیں۔ دعوت دین کی مہمات، تبلیغ ونصیحت کا سفر اور قرآن وسنت کی اشاعت وترویج کی تمام سرگرمیاں اس میں شامل ہو سکتی ہیں۔ حدیث بالا میں چہرے کو آگ سے دور کرنے کا مطلب محض چہرہ نہیں بلکہ پورا بدن بھی اس میں شامل ہے، زبان وبیان کی یہ ایک ایسی تعبیر ہے جس میں ایک جز کا ذکر کر کے پورا ''کل'' مراد لیا جاتا ہے۔ عرف عام میں یوں بھی چہرہ پورے بدن کی نمائندگی کرتا ہے۔ اسی طرح ستر سال کی مسافت تک آگ سے دوری کے مفہوم میں وقت کی حد

Marfat.com

بندی مراد نہیں بلکہ اس کا مقصود ان شاء اللہ آگ سے مستقل نجات عطا کرنا ہے۔ واللہ اعلم

حج مبرور

عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ۔ [صحیح بخاری: ۱۷۷۳، صحیح مسلم: ۱۳۴۹]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیکیوں بھرے حج کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جنت کے سوا کچھ نہیں۔

حج ارکان اسلام کا ایک نہایت اہم رکن ہے، بطور فرض ایک انفرادی عمل ہونے کے ساتھ ساتھ حج کی ایک بہت نمایاں اجتماعی حیثیت بھی ہے، جس سے مسلمانوں کی عظیم الشان وحدت، مشترک عقیدے کی عظمت اور مضبوط ترین رشتۂ توحید ورسالت کی جاہ وحشمت ابھر کر سامنے آتی ہے۔ سادہ سے ایک جیسے لباس میں حجاج کرام کا دیوانہ وار بیت اللہ کا طواف، اور عجز و نیاز سے بھرپور دیگر مناسک اللہ تعالیٰ کو کچھ اس طرح بھا جاتے ہیں کہ اللہ رب العزت انھیں جنت کی بشارت سے سرفراز فرما دیتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

''یوم عرفات کے مقابلے میں کوئی اور دن ایسا نہیں کہ جس میں اللہ رب العزت اس دن سے زیادہ بندوں کو آگ سے آزادی مرحمت فرماتے ہوں۔'' [صحیح مسلم: ۱۳۴۸]

پھر حج کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں جسمانی و مالی دونوں عبادات کے اوصاف پائے جاتے ہیں مال کی قربانی بھی اس عبادت میں شامل ہے اور بدن کی مشقت بھی اس کا حصہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بالخصوص عورتوں کے لیے حج کو ''افضل الجہاد'' کا درجہ عطا کیا ہے۔

[صحیح بخاری: ۱۵۲۰]

عید الاضحیٰ اور قربانی

عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِی رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ ضَحّٰى طَيِّبَةً مِنْ نَفْسِهِ مُحْتَسِباً لِاُضْحِيَتِهِ كَانَتْ لَهُ حِجَاباً مِّنَ النَّارِ۔ [معجم الطبرانی الکبیر: ۲۶۷۰]

Marfat.com

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے دل کی خوشی اور ثواب کی نیت سے قربانی کی، یہ قربانی (روز قیامت) اس کے لیے آگ سے بچاؤ کا باعث بنے گی۔

عیدالاضحیٰ کے موقع پر کسی جانور کی قربانی حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنت اپنی امت کے لیے بھی برقرار رکھی ہے، قربانی کے اس عمل میں بہت سارے معنوی اسرار اور روحانی اخلاق پوشیدہ ہیں حدیث بالا کے مطابق جس طرح اس قربانی کے بدلے جنت، اخلاص اور رضائے نفس سے مشروط ہے۔ اسی طرح دنیا میں اس کے فوائد و اثرات کے لیے بھی نیک نیتی نہایت لازمی ہے۔ ورنہ یہ عمل ہمسایوں کے طعنوں سے بچنے کے لیے ایک رواج کی اتباع تو ہوسکتا ہے لیکن اسے سنت ابراہیمی کی اقتدا نہیں کہا جاسکتا۔

اللہ کی خاطر محبت

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ يَومَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ ...... رَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اِجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ۔

[صحیح بخاری: ۶۶۰، صحیح مسلم: ۱۰۳۱]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سات قسم کے افراد کو اس دن سایہ عطا فرمائیں گے جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ان میں وہ دو افراد بھی شامل ہیں جو اللہ کی خاطر محبت پر اکٹھے ہوئے اور اسی کی خاطر جدا ہوئے۔

اللہ کی خاطر محبت کا مطلب صاف واضح ہے کہ اس تعلق میں کوئی دنیوی غرض، مال و دولت کی حرص، جاہ و منصب کی کشش یا خاندان و قبیلے کی طرفداری شامل نہ ہو بلکہ یہ محبت دینی مقاصد کی تکمیل، اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات کو عام کرنے، اور دین کے قیام کی اجتماعی کوششوں کے سلسلے میں ہو۔ نیز اسی محبت کی بنیاد پر اکٹھے ہونے اور اسی پر جدا ہونے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ

Marfat.com

ان کا یہ تعلق ایسا مضبوط ہو کہ موت ہی ان کے درمیان جدائی پیدا کر سکے، ورنہ وہ ساری زندگی اس محبت پر قائم رہیں۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ ان کی جدائی اور انقطاع کسی نفسانی غرض کے سبب نہ ہو بلکہ اوپر بیان کیے گئے نیک مقاصد کی تکمیل میں اگر ایک کا رویہ رکاوٹ بن جائے یا اس کے فکری رجحانات تبدیل ہو جائیں تو دوسرا بھائی اصلاح احوال تک اس سے محبانہ جذبات منقطع کر لے۔ یاد رہے کہ اس کا مطلب قطع تعلق نہیں نہ سلام وکلام کی بندش اس میں شامل ہے، بلکہ اپنے بھائی کی اصلاح کے لیے نصیحت وتلقین کا تعلق ہمیشہ قائم رہنا چاہیے۔

اوپر بیان کی گئی حدیث کے ہم معنی اگر چہ کئی احادیث اور بھی ہیں تاہم دو حدیثیں ''قدسی'' ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے اللہ رب العزت کا ارشاد نقل فرمایا ہے۔

حضرت ابوہریرۃ سے مروی حدیث میں قیامت کے دن اللہ کا ارشاد یوں بیان ہوا ہے: کہاں ہیں میری عظمت کی خاطر باہم محبت کرنے والے، آج میں انھیں اپنے سایہ میں جگہ دوں گا۔

[صحیح مسلم: ۲۵۶۶]

دوسری حدیث حضرت معاذ سے منقول ہے کہ اللہ فرماتے ہیں: میری بزرگی کی خاطر محبت کرنے والوں کے لیے (قیامت کے دن) نور کے منبر ہوں گے۔ [سنن ترمذی: ۲۳۹۱]

دنیا سے بے نیازی احتیاط و پرہیز گاری خشیت الٰہی سے رونا

عَنِ ابْنِ عَبَاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اِنَّ اللّٰهَ نَاجٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ فِيمَا نَاجَاهُ رَبُّهُ أَنْ قَالَ: يَا مُوْسٰى: اِنَّهُ لَمْ يَتَصَنَّعْ لِيَ الْمُتَصَنِّعُوْنَ بِمِثْلِ الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا وَلَمْ يَتَقَرَّبْ إِلَيَّ الْمُتَقَرِّبُوْنَ بِمِثْلِ الْوَرَعِ عَمَّا حَرَّمْتُ عَلَيْهِمْ قَالَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، مَاذَا اَعْدَدْتَ لَهُمْ وَمَاذَا جَزَيْتَهُمْ؟ قَالَ: فَاَمَّا الزُّهَّادُ فِي الدُّنْيَا، فَاِنِّي اَبَحْتُهُمْ جَنَّتِي يَتَبَوَّؤُنَ مِنْهَا حَيْثُ شَاؤُا وَاَمَّا الْوَرِعُوْنَ عَمَّا حَرَّمْتُ عَلَيْهِمْ فَاِنَّهُ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ لَمْ يَبْقَ عَبْدٌ اِلَّا نَاقَشْتُهُ وَفَتَّشْتُهُ اِلَّا الْوَرِعُوْنَ فَاِنِّي اَسْتَحْيِيهِمْ وَاُجِلُّهُمْ وَاُكْرِمُهُمْ

Marfat.com

فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَاَمَّا الْبَكَّاؤُنَ مِنْ خَشْيَتِي فَاُولٰئِكَ لَهُمُ الرَّفِيْقُ الْاَعْلٰى۔ [بیهقی شعب الایمان:۷۰۵۲۷، کتاب السنة: لابن احمد:۵۴۵]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اُن کے رب نے جو مناجات فرمائیں اُن میں انھیں یہ فرمایا کہ اے موسیٰ زاہدوں کی مانند کسی نے میرے لیے کوشش وجستجو نہیں کی، اور نہ ہی محتاط رہنے والوں سے زیادہ کوئی میری قربت حاصل کرسکا، اور میری خشیت سے گریہ کرنے والوں سے بہتر نہ کسی نے میری عبادت کی، (جواب میں) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا: اے کائنات کے رب اور روز حساب کے بادشاہ، پھر آپ نے انھیں کیا صلہ دیا اور ان کے لیے کیا مقرر فرمایا: اللہ رب العزت نے فرمایا: دنیا سے بے نیاز رہنے والوں کے لیے میں نے اپنی جنت مباح کردی ہے، وہ جہاں چاہیں اس میں رہیں، اور میری حرام کردہ اشیا میں احتیاط کرنے والوں کو میں بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل کروں گا، باقی سب لوگوں کی تحقیق وتفتیش مگر میں ان کی لاج رکھوں گا اور ان کی عزت وتکریم کروں گا، اور جہاں تک گریہ وزاری کرنے والوں کا معاملہ ہے تو انھیں اعلیٰ درجے کی صحبت ورفاقت حاصل ہوگی اور کوئی ان کا شریک وسہیم نہ ہوگا۔

زہد وقناعت اور خوف الٰہی سے گریہ وزاری کے بارے میں منفرد طور پر چند احادیث کا ذکر زیرنظر کتاب میں آ گیا ہے۔ البتہ حدیث بالا میں ایک تیسری جنتی صفت، اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیا کے بارے میں احتیاط اور ان سے دور رہنے کے متعلق ہے۔ اس طرز عمل کے حامل افراد کو حدیث مبارکہ میں ''متورعون'' یعنی احتراز کرنے والے کہا گیا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ لوگ حرام چیزوں کے قریب بھی نہیں پھٹکتے، کیونکہ کسی چیز کے آس پاس آنے اور قریب ہونے میں اس بات کا خدشہ موجود ہوتا ہے کہ وہ کہیں اس میں ملوث ہی نہ ہو جائے۔ یہی بات ایک صحیح حدیث میں بہت خوبصورت مثال کے ذریعہ ذہن نشین کرائی گئی۔

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان الحلال بین و ان الحرام بین......الحدیث

بے شک حلال (چیزیں) بھی بالکل واضح ہیں اور حرام اشیا بھی، لیکن ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جن کی حیثیت بہت سارے لوگ نہیں جان سکتے۔ مگر جو شخص ان شبہات سے دور رہا اس نے اپنے دین اور آبرو کو محفوظ کرلیا، اور جو شبہات میں ملوث ہوگیا وہ بالآخر حرام میں واقع ہوجائے گا۔ جیسے کوئی چرواہا کسی ممنوعہ چراگاہ کے آس پاس اپنے جانور چراتا ہے تو اس بات کا بہت امکان ہوتا ہے کہ اس کے جانور کہیں ممنوعہ علاقے میں داخل نہ ہوجائیں۔ (اے لوگو) متنبہ رہو: کہ ہر بادشاہ کی مخصوص چراگاہیں ہوتی ہیں اور اللہ کی ممنوعہ جگہیں اس کی حرام کردہ اشیا ہیں۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم: ۱۵۹۹]

اس حدیث میں ''ورع'' یعنی احتراز واحتیاط کی ایسی عمدہ مثال بیان کردی گئی ہے کہ اب مزید کسی تشریح کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

......❀......❀......❀......

Marfat.com

فصل سوم:

قرآن اور صاحبِ قرآن سے تعلق

حافظ قرآن

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاص رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُهَا۔ [سنن ابو داؤد: ۱۴۶۴، سنن ترمذی: ۲۹۱۵]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حافظ قرآن کو (روزِ قیامت) کہا جائے گا پڑھتے جاؤ اور چڑھتے جاؤ، اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھو جیسے تم دنیا میں پڑھا کرتے تھے، تمھاری منزل وہیں ہوگی جہاں تم آخری آیت کی تلاوت کرو گے۔

یہ حدیث اُس حافظِ قرآن کا آخرت میں اعزاز و اکرام بیان کر رہی ہے جو دنیا میں قرآن پاک یاد رکھنے اور خوب اچھی طرح پڑھنے والا ہوگا۔ الفاظ حدیث سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ جسے قرآن مجید حفظ کے باوجود ٹھیک یاد نہیں یا اس کی تلاوت ''ترتیل'' قواعد تجوید کے مطابق نہیں وہ اس منزلت کو حاصل نہیں کر پائے گا۔

قرآن پاک کو قرأت کے ضوابط کے موافق پڑھنے کے اعتبار سے ہمارے ہاں خاصی کمزوری پائی جاتی ہے۔ بسا اوقات علما بھی اس التزام سے بہت دور نظر آتے ہیں، گزشتہ ایک دہائی میں خوش قسمتی سے قرآن کو عربی طرز اور لحن حجازی میں پڑھنے کا خاصا ذوق وشوق دیکھنے میں آیا ہے، یہ ایک خوش آیند پیش رفت ہے۔ اسے برقرار رکھنے بلکہ فروغ دینے کی ضرورت ہے۔

حدیث میں اوپر کی جانب چڑھنا دراصل جنت کے درجات میں بلندی حاصل کرنے کے مترادف ہے۔

Marfat.com

قرآن پڑھنے کا ماہر

عَنْ عَائِشَة رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ۔ [صحیح بخاری: ۴۹۳۷، صحیح مسلم: ۷۹۸]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن پڑھنے کا ماہر (روز آخرت) ان نیک وفرماں بردار فرشتوں کے ہمراہ ہوگا جو انبیاً کی جانب پیغامات لاتے رہے۔

یہ حدیث بھی مہارت کے ساتھ قرآن پڑھنے کی عظیم الشان منزلت کو بیان کرتی ہے۔ تلاوت میں مہارت کے لیے قواعد وتجوید کا علم مخارج وحروف کی معرفت اور کسی استاد سے مشق نہایت ضروری ہے۔ اچھی تلاوت کا کثرت سے سماع اور اسے بار بار دہرانے سے بھی قدرے مہارت پیدا ہوسکتی ہے۔ یہ عمل جنت کا موجب اور قربِ الٰہی کا سبب ہے۔

عالم وعامل بالقرآن اور اس کے والدین

عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْ لَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِهِ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُهُ اَحْسَنُ مِنْ ضَوءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا۔ [سنن ابو داؤد: ۱۴۵۳]

حضرت سہل بن معاذ اپنے والد گرامی سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قرآن پڑھا اور اُس کے اوپر عمل بھی کیا۔ اُس کے والدین کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی دنیا کے سورج سے زیادہ اچھی ہوگی۔ تمھارا کیا خیال جو اس پر عمل کرنے والا ہے اُس کا اجر کیسا ہوگا؟

اس حدیث میں قرآن کی قرأت کے ساتھ ساتھ اُس پر عمل کرنے کی بات بھی کی گئی ہے، یہ بات واضح ہے کہ قرآن قرأت کے ساتھ ساتھ عمل کی کتاب ہے، اُس کی تلاوت ثواب کا باعث ضرور ہے لیکن شاہراہ حیات میں کامرانی اور عزت وافتخار کے لیے قرآن پر عمل نہایت لازمی ہے، مسلمانوں

Marfat.com

کے درمیان یہ بات اس قدر واضح ہے کہ اس کے دلائل کا ذکر تحصیل حاصل معلوم ہوتا ہے۔

اس حدیث میں فی الاصل تین افراد کے جنتی ہونے کا تذکرہ ہے پہلے دو عالم و عاملِ قرآن کے والدین اور تیسرا وہ خود، جبکہ اسلوب بیان سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ خود عمل کرنے والے مؤمن کا اجر و ثواب اور فضیلت اس کے والدین کے مقابلے میں بدرجہا بلند نوعیت کی ہوگی۔

قرآن کی شفاعت

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اَلْقُرْاٰنُ شَافِعٌ مُشَفَّعٌ وَمَا حِلٌ مُصَدِّقٌ مَنْ جَعَلَهُ اَمَامَهُ قَادَهُ إِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ جَعَلَهُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ سَاقَهُ إِلَى النَّارِ۔

[مصنف ابن ابی شیبۃ: ۳۰۶۷۵، طبرانی کبیر: ۸۵۸۳]

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے فرمایا: قرآن سفارش کرنے والا ہے، اور اس کی سفارش قبول ہوتی ہے، اور ایسا دعویٰ کرنے والا ہے جس کی تصدیق ہو جاتی ہے، جس نے اسے اپنا امام بنایا اُسے وہ جنت میں لے جائے گا، اور جس نے اس سے لاتعلقی برتی یہ اُسے جہنم میں جھونک ڈالے گا۔

یقینی طور پر قرآن کی سفارش اُس سے قریبی تعلق کی بنا پر حاصل ہو سکے گی، یہ تعلق قرآن کی تعلیم، قرأت اور اس پر عمل تینوں کا تقاضا کرتا ہے، جیسے جیسے ان صفات میں کمی آئے گی قرآن کی بدولت حاصل ہونے والے مقام میں بھی کمی واقع ہوگی۔ اگرچہ اس میں کوئی کلام نہیں کہ قرآن کی مطلق سفارش اُس کی تلاوت سے بھی حاصل ہو جائے گی، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قرآن پڑھا کرو اس لیے کہ قرآن اپنے دوستوں کے لیے قیامت کے دن سفارشی بن کر آئے گا۔ [صحیح مسلم: ۸۰۴]

قرآن اور خلوص نیت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةٌ لَا يَهُوْلُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَلَا يَنَالُهُمُ الْحِسَابُ وَهُمْ عَلٰى كَثِيْبٍ مِّنْ مِّسْكٍ حَتّٰى يُفْرَغَ مِنْ

Marfat.com

حِسَابِ الْخَلَائِقِ، رَجُلٌ قَرَأَ الْقُرْآنَ اِبْتِغَاءَ وَجْهُ اللّٰهِ وَعَبْدٌ اَحسَنَ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَبِّهٖ وَفِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَوَالِيهٖ۔ [سنن ترمذی: ۱۹۸۶]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین قسم کے افراد کو قیامت کی بڑی گھبراہٹ خوفزدہ نہیں کرے گی، ان تک حساب کی نوبت بھی نہیں آئے گی اور وہ کستوری کے ٹیلوں پر حساب و کتاب کے خاتمے تک براجمان ہوں گے۔ پہلا وہ شخص جس نے اللہ کی رضا کے لیے قرآن سیکھا اور ایسے لوگوں کی امامت کرائی جو اُس سے خوش رہے۔ دوسرا وہ جو اللہ کی خوشنودی کے لیے لوگوں کو نمازوں کی طرف بلاتا رہا، تیسرا وہ غلام جس نے اپنے اور اپنے رب کے مابین معاملات کو بھی درست رکھا اور اپنے مالکان کے ساتھ بھی معاملات کو ٹھیک رکھا۔

اس حدیث میں بیان کی گئی تین اصناف میں سے پہلی صنف اس وقت ہمارا موضوع ہے جو قرآن پاک کی قرأت اور علم سیکھ کر لوگوں کی امامت کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ اس دوران اس کا رویہ اور انداز اتنا اچھا ہوتا ہے کہ اس کے مقتدی اس سے راضی رہتے ہیں۔

حدیث کے مطابق قیامت کی حشر ناکیوں سے خوفزدہ نہ ہونے، حساب و کتاب سے محفوظ رہنے اور مخلوق سے پوچھ گچھ کے دوران کستوری کے ٹیلوں پر بیٹھے رہنے کا مطلب صاف واضح ہے کہ یہ لوگ اللہ کی خصوصی پناہ میں ہوں گے اور دخول جنت کا مرحلہ شروع ہوتے ہی جنت میں داخل ہو جائیں گے، اگرچہ جنت میں جانے سے پہلے بھی اُن کی حالت جنتیوں کے مشابہ ہے۔

آیت الکرسی کی فضیلت

عَنْ اَبِی اُمَامَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ قَرَاءَ آيَةَ الْكُرْسِیِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ لَمْ يَمْنَعَهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا اَنْ يَمُوْتَه۔

[سنن الکبری للنسائی: ۹۹۲۸، معجم الطبرانی الکبیر: ۷۵۴۸]

حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا اس کے دخول جنت میں صرف اس کی موت ہی رکاوٹ ہوگی۔

Marfat.com

قرآن پاک میں آیت الکرسی ایک بہت رفیع الشان آیت ہے۔ احادیث میں اس آیت کے کئی فضائل اور خواص بیان ہوئے ہیں۔ [دیکھیے: صحیح بخاری: ۲۳۱۱]

اس آیت کی سب سے عظیم خاصیت یہی ہے جو اوپر حدیث میں بیان ہوئی ہے کہ اس کو نمازوں کے بعد پابندی سے پڑھنے والا اس کی برکت سے مرتے ہی جنت میں پہنچ جائے گا۔

سورۂ کہف اور قیامت کا نور

عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ، مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْکَھْفِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ سَطَعَ لَہٗ نُوْرٌ مِنْ تَحْتِ قَدَمَیْہِ اِلٰی عَنَانِ السَّمَاءِ یُضِیءُ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ [سنن دارمی: ۴۵۴/۲، مستدرک حاکم: ۳۶۸/۲]

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے جمعے کے دن سورۂ الکہف کی تلاوت کی اس کے قدموں سے آسمان تک نور بلند ہوگا وہ قیامت کے دن اس کے لیے روشنی فراہم کرے گا۔

احادیث میں قران مجید کی متعدد آیات اور سورتوں کے مختلف خواص اور دینوی یا اخروی فوائد بتائے گئے ہیں جن کی تفصیل سیرت وتفسیر کے ذخائر میں دیکھی جاسکتی ہے۔ حدیث بالا میں سورۂ الکہف کی جمعہ کے روز تلاوت کا جو فائدہ بتایا گیا ہے وہ جنت کی خوش خبری کے ہم مثل ہے۔ قیامت کے دن روشنی اور نور کا میسر آنا اہل جنت کی علامات میں سے ہے۔

سورۂ ملک کی سفارش

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: مِنَ الْقُرآنِ سُوْرَۃٌ ثَلَاثُوْنَ آیَۃً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰی غُفِرَلَہٗ وَھِیَ تَبَارَکَ الَّذِیْ۔

[سنن ابو داؤد: ۱۴۰۰، سنن ترمذی: ۲۸۹۳]

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن میں تیس (۳۰) آیات پر مشتمل ایک سورت ہے۔ اُس نے ایک شخص کی سفارش اس حد تک کی کہ

Marfat.com

اُس کی مغفرت کردی گئی۔ یہ سورت ''تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ'' ہے۔

سورۂ اخلاص کی محبت

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّی اُحِبُّ ھٰذِہِ السُّوْرَۃَ ''قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ''۔ [سنن ترمذی: ۲۹۰۳]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس سورت ''قل ھو اللہ احد'' سے محبت کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سورت کی محبت تمھیں جنت میں لے جائے گی۔

سورۂ اخلاص کی اس فضیلت کے بارے میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ بتاتے ہیں کہ: میں حضورؐ کے ساتھ ایک جگہ سے واپس آرہا تھا، آپ نے ایک شخص کو سورہ اخلاص پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: ''وجبت'' یعنی واجب ہوگئی، میں نے پوچھا: یا رسولؐ اللہ کیا واجب ہوگئی؟ آپ نے فرمایا: جنت۔ [سنن ترمذی: ۲۸۹۷]

ان فضائل کے علاوہ یہ بات سب سے زیادہ مشہور اور صحیح احادیث سے بھی ثابت ہے کہ سورہ اخلاص مقام ومرتبے کے لحاظ سے قرآن پاک کے ایک تہائی ۳/۱ کے برابر ہے۔

[صحیح بخاری: ۵۰۱۳، صحیح مسلم: ۸۱۲]

حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور احیائے سنت

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: یَا بُنَیَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِیَ وَلَیْسَ فِیْ قَلْبِکَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ، ثُمَّ قَالَ: یَا بُنَیَّ وَذٰلِکَ مِنْ سُنَّتِیْ وَمَنْ اَحْیَا سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ۔

[سنن ترمذی: ۲۶۷۸]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے میرے بیٹے اگر تم یہ کرسکو کہ صبح اٹھتے اور شام کو سوتے ہوئے تمھارے دل میں کسی کے

Marfat.com

بارے میں کوئی کدورت نہ ہوتو ضرور ایسی عادت اپناؤ۔ پھر فرمایا: اے فرزند عزیز، یہ میری سنت ہے، اور جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے دراصل مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

شریعتِ اسلامی میں بتائے گئے تمام محاسنِ اخلاق رسول اللہ ﷺ کی سنت اور اتباع کے زمرے میں آتے ہیں، اس حدیث میں خاص طور پر نبی ﷺ کی سنتوں کی اتباع اور ان کے احیا کو حُبِّ رسول ﷺ کی دلیل قرار دیا گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو جنت میں آپ کی معیت ورفاقت کا سبب بتایا گیا ہے۔ حُبِّ رسول دراصل وہی معتبر ہے جو پیروی اور نقشِ قدم پر چلنے کی صورت میں ظاہر ہو، ورنہ محض خوبصورت الفاظ یا نظم ونثر کے دل پذیر پیرائے میں حُبِّ رسول کا اظہار ایک بے دلیل دعویٰ تو ہوسکتا ہے، حب رسول ہرگز نہیں ہوسکتا۔

عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهُ

إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيْعٌ

اگر تمھاری محبت سچی ہوتی تو تم ضرور اپنے محبوب کی اطاعت کرتے، اس لیے کہ محبت کرنے والا جس سے محبت کرے اس کا فرماں بردار ہوتا ہے۔

جنت میں حضور ﷺ کی رفاقت

عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ أَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوْئِهِ وَحَاجَتِهِ، فَقَالَ لِي: سَلْنِيْ؟ فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ، قَالَ: أَوَ غَيْرَ ذٰلِكَ، قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ، قَالَ: فَأَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ۔

[صحیح مسلم: ۴۸۹]

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رات کو حضور اکرم ﷺ کے ہاں سویا کرتا اور آنحضرت ﷺ کی ضرورت اور وضو کا پانی آپ کو فراہم کیا کرتا تھا، ایک بار

Marfat.com

حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ: مجھ سے کچھ مانگو، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپ نے پھر فرمایا: کچھ اور؟ میں نے عرض کیا بس یہی، آپؐ نے فرمایا کہ پھر تم اس رفاقت کی خاطر کثرت سے سجدے کیا کرو۔

کثرت سے سجدوں کا مطلب زیادہ تعداد میں اللہ کے نوافل کی ادائیگی ہے۔ اس نفلی عبادت کے عوض اللہ تعالیٰ اپنے اس عابد وزاہد بندے کو جنت میں اپنے حبیبؐ کی صحبت سے سرفراز فرمائے گا۔

سنتِ نبوی ﷺ کی پیروی

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ اَكَلَ طَيِّباً وَعَمِلَ فِیْ سُنَّةٍ وَاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ [سنن ترمذی: ۲۵۲۰، بیہقی شعب الایمان: ۵۷۵۲]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے پاکیزہ خوراک کھائی اور سنت پر عمل کیا، اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہے وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی جنت کا یقینی راستہ ہے کسی مومن کو اس میں ادنیٰ شبہ بھی نہیں ہوسکتا۔ سنت کی اتباع کا خاصہ یہ ہے کہ یہ بیک وقت رسول اللہ ﷺ اور اللہ کے ساتھ محبت کی دلیل بھی ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ (آل عمران ۳:۳۱)

اے نبی ان لوگوں سے کہیے کہ اگر تم اللہ کے ساتھ محبت (کا دعویٰ) کرتے ہو تو پھر میری پیروی کرو تب اللہ بھی تم سے محبت کرے گا۔

اطاعت رسول ﷺ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كُلُّ اُمَّتِیْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی، قِيْلَ: وَمَنْ يَاْبٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ

Marfat.com

عَصَانِیْ فَقَدْ اَبیٰ۔ [صحیح بخاری: ۷۲۸۰]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری پوری امت جنت میں جائے گی مگر جس نے انکار کر دیا (وہ جنت میں نہیں جائے گا) آپؐ سے پوچھا گیا کہ: اے رسولِ خدا اس سے انکار کون کرے گا؟ آپؐ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے دراصل (جنت میں جانے سے) انکار کر دیا۔

اطاعت رسول ﷺ ایک جامع ترین صفت ہے، جو مومن کے کسی ایک عمل تک محدود نہیں بلکہ اطاعت نبی ﷺ کا دائرہ پوری زندگی پر محیط ہے، خلوت وجلوت ہو، انفرادی اعمال ہوں یا اجتماعی، اللہ کے نبی کی اطاعت ہر جگہ مطلوب ہے، البتہ مومن کی زندگی میں یہ عین ممکن ہے کہ اس کے سارے اعمال اطاعت پر مبنی نہ ہوں، بلکہ ان میں کمی کوتاہی اور غفلت کا عنصر غالب ہو، تاہم اس کی زندگی میں جس قدر بھی اطاعت کے مظاہر موجود ہوں گے وہ اُن پر اجر وثواب کا مستحق قرار پائے گا، اور یہ کوتاہی وغفلت اس انکار کے زمرے میں نہیں آئے گی جس کے عوض رسول اللہ ﷺ نے جنت سے محرومی کا اعلان فرمایا ہے۔

حدیث کے الفاظ میں انکار درحقیقت رسول اللہ کی واضح نافرمانی کو کہا گیا ہے، جو دانستہ طور پر اطاعت کو ترک کر کے معصیت کو اپنانے کا نام ہے۔ کلمہ گو انسان کے حق میں اس طرح کی معصیت گناہ کبیرہ کہلاتی ہے اور معافی کے لیے توبہ کی متقاضی ہے۔

حضور ﷺ کے وسیلہ کی دعا اور حصولِ شفاعت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ: ثُمَّ صَلُّوْ عَلَّی فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰی عَلّٰی صَلَاةً صَلَّی اللّٰه بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوْا لِیَ الْوَسِيْلَةَ، فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِی الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ، وَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ، فَمَنْ سَاَلَ لِیَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ لَهٗ

Marfat.com

الشَّفَاعَةَ۔ [صحیح مسلم: ۳۸۴]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا: نبی کریم ﷺ یہ فرما رہے تھے، جب تم اذان سنو تو موذّن کی طرح تم بھی (وہی جملے) کہا کرو، پھر مجھ پر درود پڑھا کرو، بے شک جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار رحمت برساتا ہے، پھر اس کے بعد میرے لیے وسیلے کی دعا مانگا کرو، وسیلہ جنت کی ایک منزل ہے اور اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک کو ملے گی، مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا، جس نے میرے لیے وسیلہ کی دعا کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

آنحضرت ﷺ سے محبت اور عقیدت کا ایک اہم تقاضا اس حدیث میں بتایا گیا ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ اپنے عقیدت مندوں سے اس بات کا تقاضا فرما رہے ہیں کہ وہ ان کے لیے وسیلے کی دعا کیا کریں۔ پھر جو محبّ نبی اس نبوی آرزو کی تعمیل کرے گا، اُسے اپنی شفاعت کی خوشخبری عطا فرما رہے ہیں، نبی پاکؐ کی شفاعت میں جنت کا داخلہ بھی شامل ہے۔

حدیث بالا میں درود بھیجنے کا حکم بھی وارد ہوا ہے، یہاں تو درود بھیجنے پر اللہ کی رحمت کا وعدہ کیا گیا ہے، لیکن ایک اور حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: مجھ پر کثرت سے درود پڑھنے والے روز قیامت سب سے زیادہ مجھ سے قریب ہوں گے۔ [سنن ترمذی: ۴۴۶]

آنحضرت ﷺ سے یہ قرب یقیناً دخول جنت کی ضمانت ہے۔

مسجدِ نبوی ﷺ میں نمازیں

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنْ صَلَّی فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا اَرْبَعِیْنَ صَلَاةً لَا یَفُوْتُهُ صَلَاةٌ کُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَنَجَاةٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ۔

[مسند احمد: ۱۲۶۷۸]

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: جس شخص نے

Marfat.com

میری اس مسجد (مسجد نبویؐ مدینہ منورہ) میں چالیس نمازیں (اس طرح) پڑھیں کہ اُس کی کوئی نماز فوت نہ ہوئی، اس کے لیے آگ سے برأت اور عذاب سے نجات لکھ دی جاتی ہے اور وہ شخص منافقت سے پاک قرار پاتا ہے۔

مسجدِ نبوی میں نماز کی فضیلت عمومی طور پر صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ یہاں ادا کی گئی ہر ایک نماز عام مساجد کے مقابلے میں ایک ہزار درجے فوقیت رکھتی ہے۔[مسند احمد: ۵۱۵٦]

البتہ حدیث مذکور میں مسلسل چالیس نمازوں کی ادائیگی پر ایسے انعامات کا ذکر کیا گیا ہے جو دخولِ جنت کی بشارت کے مترادف ہیں۔ یہ حدیث حج وعمرہ کے لیے دیارِ حرمین کے زائرین میں بہت مقبول ہے، اسی فضیلت کے پیش نظر اکثر زائرین مدینہ منورہ میں آٹھ دن کے قیام کا اہتمام کرتے ہیں تاکہ ان کی چالیس نمازیں مسجدِ نبوی میں پوری ہوسکیں، بعض کم علم حضرات سفرِ حج وعمرہ میں اس عمل کو نہایت ضروری گردانتے ہیں، جبکہ درحقیقت اس عمل کا مناسک حج وعمرہ سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ اضافی ثواب وفضیلت کی حامل یہ ایک جداگانہ سرگرمی ہے، کثیر مصارف اور دور دراز کے سفر کے بعد حج وعمرہ کے موقع پر اس کا التزام ایک مستحسن عمل تو ہوسکتا ہے لیکن اسے مناسک کا حصہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اس حدیث کو بعض علما نے ضعیف السند قرار دیا ہے، اس کی وجہ ایک راوی نبیط بن عمر کا مجہول الحال ہونا بتایا گیا ہے۔ تاہم راوی مذکور کو امام ابن حبان نے اپنی کتاب ''الثقات'' میں شامل کیا ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے ضعف پر محدثین کا اتفاق نہیں، اس حدیث کے قریب المعنی چند اور صحیح احادیث بھی منقول ہوئی ہیں جن کی بنا پر حدیث مذکور کو ضعیف کہہ کر بالکلیہ رد نہیں کیا جاسکتا۔ بنابریں امام منذری نے بھی اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔

رسولِ خدا سے وعدہ اور جنت کی ضمانت

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَضْمِنُوا لِي سِتًّا مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ، اَصْدِقُوا اِذَا حَدَّثْتُمْ اَوْفُوا اِذَا وَعَدْتُمْ اَدُّوا

Marfat.com

الْاَمَانَةَ اِذَا ائْتُمِنْتُمْ وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ وَغُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ وَكُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ۔

[مسند احمد: ۹۶۳۰]

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم مجھے اپنی طرف سے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو، میں تمھیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں، سچی بات بولو، وعدہ پورا کرو، تمھارے پاس جو امانت رکھوائی جائے اس امانت کو ادا کرو، اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو، نگاہیں نیچی رکھو اور اپنے ہاتھوں کو سنبھالے رکھو۔

اس حدیث میں چھ نہایت اہم اخلاقی و معاشرتی اصول بتلائے گئے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اگر معاشرہ ان اصولوں کی پابندی کرنے لگے تو دنیا کی زندگی بھی جنت نظیر بن جائے، تاہم دنیا کے اس بگاڑ اور فساد زدہ ماحول میں جس قدر لوگ بھی ان بلند پایہ اخلاقیات پر عمل پیرا ہوں گے آخرت میں ان کے لیے جزا اور انعام کی صورت میں جنت ہی کو منزل قرار دیا گیا ہے۔

مدینہ منورہ کی سختیاں اور ان پر صبر

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: لَا يَصْبِرُ عَلٰى لَاْوَاءِ الْمَدِيْنَةِ وَشِدَّتِهَا اَحَدٌ اِلَّا كُنْتُ لَهٗ شَهِيْدًا اَوْ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ [صحیح مسلم: ۱۳۷۷]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے بھی مدینہ منورہ کے مصائب اور سختیوں پر صبر کیا میں قیامت کے دن اُس کا گواہ یا اس کا سفارشی بنوں گا۔

یہ حدیث مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کرنے اور اس دوران وہاں کی آب و ہوا موسم کی شدت، وباء یا مختلف قسم کی معاشی و سماجی تکالیف پر صبر اختیار کرنے کی فضیلت کو بیان کرتی ہے۔ صبر کے مفہوم میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ شخص ان مصائب کے باوجود شہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر کہیں اور نہیں جاتا بلکہ وہیں قیام پذیر رہتا ہے۔ یہ عمل ایک لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری محبت اور عقیدت کو بھی ثابت کرتا ہے۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران مسجد نبویؐ میں نمازوں کی ادائیگی کا اجر و ثواب اس پر مستزاد ہے۔ ان سارے اعمال کا مجموعہ دربار نبویؐ میں اس قابل سمجھا گیا ہے کہ

Marfat.com

قیامت کے دن اس کے عامل کو رسول اللہ ﷺ کی شہادت اور سفارش نصیب ہوگی اور نبی کریم ﷺ کی سفارش جنت کے اسباب میں سے ایک اہم سبب ہے۔

مدینہ منورہ میں موت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَاِنِّي اَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِهَا۔

[سنن ترمذی: ۳۹۱۷، موارد الظمان: ۱۰۳۱]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے لیے مدینہ منورہ میں مرنا ممکن ہو اسے ضرور اس پر عمل کرنا چاہیے۔ جو شخص مدینہ میں فوت ہوا میں اس کی سفارش کروں گا۔

گزشتہ حدیث میں مدینہ کے مصائب پر صبر کے نتیجے میں شفاعت نبوی ﷺ کا وعدہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ موت صبر و ثبات کا آخری درجہ ہے۔ لہٰذا مدینہ منورہ میں موت تک رہنا بالاولیٰ آنحضرت ﷺ کی سفارش کا موجب ہوگا اور آپ ﷺ کی سفارش جنت کا باعث ہوگی۔

شیطان کی مخالفت اور اللہ سے تعلق

عَنْ سُبْرَةَ بْنِ الْفَاكِهِ رضی اللہ عنہ : قَالَ: اِنَّ الشَّيْطَانَ قَعَدَ لِابْنِ آدَمَ بِطَرِيْقِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ: تَسْلَمَ وَتَذَرَ دِيْنَكَ وَدِيْنَ آبَائِكَ فَعَصَاهُ فَاَسْلَمَ فَغَفَرَلَهُ فَقَعَدَلَهُ بِطَرِيْقِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ لَهُ، تُهَاجِرُ وَتَذَرَ دَارَكَ وَاَرْضَكَ وَسَمَاكَ فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ، فَقَعَدَ بِطَرِيْقِ الْجِهَادِ فَقَالَ: تُجَاهِدُ وَهُوَ جُهْدُ النَّفْسِ وَالْمَالِ فَتُقَاتِلُ فَتُقْتَلُ، فَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ وَتُقْسَمُ الْمَالَ فَعَصَاهُ، فَجَاهَدَ، فَقَالَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَمَاتَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَاِنْ غَرِقَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَاِنْ وَقَصَتْهُ دَابَّةٌ كَانَ حَقاً عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ۔

[مسند احمد: ۱۵۹۳۸، سنن نسائی: ۳۱۳۴]

Marfat.com

حضرت سبرۃ بن فاکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرما رہے تھے، بے شک شیطان ابن آدم کو ورغلانے ''اسلام'' کے راستے میں جا بیٹھا اور کہنے لگا کیا تو اسلام قبول کر کے اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ دے گا؟ اس شخص نے شیطان کی مخالفت کی اور اسلام قبول کرلیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی۔ پھر شیطان ہجرت کے راستے میں بیٹھ گیا اور کہنے لگا کیا اب تو ہجرت کر کے اپنا گھر بار چھوڑ دے گا؟ اپنی سرزمین اور اپنی فضا کو خیر باد کہہ دے گا؟ اس شخص نے یہاں بھی شیطان کی بات نہ مانی اور ہجرت کر گیا، اب شیطان جہاد کی راہ میں جا بیٹھا اور کہنے لگا کہ کیا تو اب جہاد کرنا چاہتا ہے؟ حالانکہ جہاد میں مال وجان کی سخت تکلیف پوشیدہ ہے اگر تو لڑا تو قتل ہوجائے گا تیری بیوی کسی اور کے نکاح میں چلی جائے گی اور تیرا مال تقسیم ہوجائے گا، اس نے یہاں بھی شیطان کی ایک نہ سنی اور جہاد میں شریک ہوگیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے (شیطان کی نافرمانی میں) یہ طرز عمل اختیار کیا اور اسے موت آ گئی، اللہ تعالیٰ پر حق ہوگا کہ وہ اسے جنت میں داخل فرمادے۔ اسی طرح وہ اس راہ میں اگر غرق ہوگیا یا جانور کے بدکنے سے گر کر مر گیا تب بھی اللہ تعالیٰ اسے ضرور جنت میں داخل فرمائے گا۔

اسلام قبول کرنے کے بعد ایمان پر یہ استقامت اور شیطان کی یوں جا بجا مخالفت، در حقیقت اللہ کے ساتھ تعلق، اس کی محبت اور اس پر اعتماد و یقین کی ایسی دلیل ہے کہ اس کا صلہ دربار یہ الٰہی میں جنت کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے۔ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ (البقرۃ ۲:۲۵۶) اور جس نے طاغوت کا انکار کردیا اور اللہ پر ایمان کا اقرار کیا درحقیقت اس نے بہت مضبوط کڑے کو تھام لیا جو ٹوٹ نہیں سکتا۔

اللہ کی خاطر انکساری

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: مَنْ تَرَکَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ

Marfat.com

مِنْ اَیِّ حُلَلِ الْاِیْمَانِ شَاءَ یَلْبِسُهَا۔ [سنن ترمذی: ۲۴۸۳]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے (عمدہ قیمتی) لباس اللہ کے سامنے عاجزی وفروتنی کی خاطر ترک کردیا۔ حالانکہ وہ ایسا لباس پہننے پر قادر تھا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے بلائیں گے اور اسے ایمان کی پوشاکوں میں سے اپنے لیے لباس چننے کا اختیار عطا فرمائیں گے۔

قدرت وطاقت کے باوجود اللہ کی خاطر انکساری اور درویشی اختیار کرنا اللہ کے نزدیک ایک محبوب عمل ہے، یہ صوفیا کی مشقت اور سخت کوشی سے ایک مختلف چیز ہے، صوفیا کے ہاں تہذیب نفس کے لیے تعذیب نفس کا اسلوب رائج ہے جبکہ یہاں اللہ رب العزت کے سامنے بخوشی عجز و نیاز کا مظاہرہ اور سہولت وآسائش سے دستبرداری ہے، نفس کو اذیت دینا نہیں ہے۔

خوف خدا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: مَنْ خَافَ اَدْلَجَ وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِیَةٌ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةَ۔ [سنن ترمذی: ۲۴۵۲]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ سے ڈرا وہ (ضرور) رات کو عبادت کرے گا، اور جس نے رات کو عبادت کی وہ منزل تک پہنچ گیا۔ یاد رکھو کہ اللہ کا سامانِ تجارت بہت قیمتی ہے اور اللہ کی تجارت ''جنت'' ہے۔

خوف خدا ایک جامع ترین صفت ہے۔ انسان کی زندگی میں خوف خدا سے بہتر نگران کوئی اور نہیں ہوسکتا، زندگی میں انسان کی راستی، ظلم سے اجتناب، حلال وحرام کی تمیز، فرائض وآداب کا لحاظ اور حقوق کی پابندی میں خوف خدا کا کردار سب سے بلند ہے۔ اسی لیے ایک اور حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت واضح الفاظ میں فرمایا:

کہ وہ شخص ہر گز جہنم میں نہیں جاسکتا جو اللہ کے خوف سے رویا ہو، یہاں تک کہ دودھ اپنے تھنوں میں واپس لوٹ جائے۔ [سنن ترمذی: ۱۶۳۳]

اسی طرح اللہ کی خشیت کے باعث تنہائی میں رونے والے کو اللہ تعالیٰ روز قیامت اپنے

Marfat.com

سایۂ رحمت میں جگہ عطا فرمائیں گے۔ [صحیح بخاری: ۶۶۰]
ان نصوص کی روشنی میں یہ بات یقینی معلوم ہوتی ہے کہ خوف خدا کا بدلہ جنت ہے۔

خوفِ خدا سے رونے والی آنکھ

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ: عَیْنَانِ لَا تَمُسُّھُمَا النَّارُ عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰہِ وَعَیْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ [سنن ترمذی: ۱۶۳۹]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: آپ نے فرمایا: دو آنکھوں کو آگ چھو نہیں سکے گی، ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی، اور دوسری وہ آنکھ جو راہِ خدا میں پہرہ داری کے لیے جاگتی رہی۔

حدیث میں خوبصورت اور بلیغ کنائے کی زبان میں بات کی گئی ہے آنکھ بطور ایک جُز پورے بدن کا استعارہ ہے اور آگ کے چھو جانے کی نفی دراصل پوری طرح جلانے کی بالاولیٰ نفی ہے۔ دوسرے الفاظ میں صرف آنکھ نہیں بلکہ پورا جسم آگ سے محفوظ ہوگا، اسی طرح جب آگ چھو ہی نہ سکے گی تو جلانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔ گویا ایسا مسلمان ضرور جنت کا مکین بنے گا۔

اللہ کے گھر "مسجد" کی تعمیر

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِداً بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتاً فِی الْجَنَّةِ۔ [صحیح مسلم: ۵۳۳، سنن نسائی: ۶۸۸]

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جس نے اللہ کے لیے کوئی مسجد تعمیر کی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر تعمیر فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی بے پناہ رحمت اور بندوں کے ثواب میں اضافہ کرتے رہنے کی سنت کو دیکھیں تو دنیا میں اللہ کے گھر کی تعمیر کا بدلہ آخرت میں جنت کے گھر کی صورت میں ملنا باعث تعجب نہیں لگتا بلکہ زبان پیغمبر کے ذریعے اس وعدے کو دیکھ کر اللہ کے بے پایاں خزانوں پر ایمان میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔ البتہ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے جنت کے گھر کا وعدہ اس مسجد کی تعمیر کے

Marfat.com

بعد ہی وفا ہوگا جو خالصتاً اللہ کے لیے بنائی گئی ہو۔ ذاتی شہرت، مقابلے یا خاندانی عزت وافتخار کا ادنیٰ جذبہ بھی اس میں کارفرما نہ ہو۔ اسی طرح قومی ومسلکی تعصب کی بنا پر بنائی جانے والی مسجدیں بھی شاید اس درجے کو نہ پہنچ سکیں۔ واللہ اعلم

خانۂ خدا ''مسجد'' کی صفائی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ اِمْرَأَةً کَانَتْ تَلْقِطُ الْقَذٰی مِنَ الْمَسْجِدِ، فَمَاتَتْ، فَلَمْ یُؤْذَنِ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِدَفْنِهَا، فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم هَلَّا آذَنْتُمُوْنِیْ فَصَلّٰی عَلٰی قَبْرِهَا۔ وفی روایة الطبرانی، قَالَ: اِنِّیْ رَأَیْتُهَا فِی الْجَنَّةِ تَلْقِطُ الْقَذٰی مِنَ الْمَسْجِدِ۔

[صحیح بخاری:۴۵۸، صحیح مسلم: ۹۵۶، معجم الطبرانی الکبیر:۱۴۴۲]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی، ایک دن وہ فوت ہوگئی اور اس کے دفن کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہ دی گئی، چنانچہ آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے مجھے کیوں نہ بتایا، پھر آپؐ نے اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی، اور طبرانی کی روایت کے مطابق آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اسے جنت میں دیکھا ہے، وہ مسجد صاف کر رہی تھی۔

مسجد سے تعلق اور اس کی آبادی میں، صفائی وپاکیزگی کا عمل سب سے بلند تر ہے۔ کیونکہ اسی کی بنیاد پر مسجد کے وسیع تر دینی وسماجی کردار کو نفع مند بنایا جاسکتا ہے۔ یہ اتنا اہم فریضہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معماران حرم حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام سے خصوصی طور پر اپنے گھر کی صفائی ستھرائی کا وعدہ لیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو باقاعدہ اس کا حکم جاری فرمایا۔ (دیکھیے البقرہ:۱۲۵) نیز (الحج:۲۶) مسجد کی صفائی سرانجام دینے پر بعض احادیث میں صراحت کے ساتھ جنت میں گھر بنائے جانے کا ذکر بھی وارد ہوا ہے، اگرچہ ان کے اسنادی مقام میں قدرے ضعف بتایا گیا ہے تاہم کئی ہم معنی احادیث اس عمل کی مؤید ہیں۔ [سنن ابن ماجہ:۷۵۷، معجم الطبرانی]

مسجد سے تعلق اور محبت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ: ''سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ،

Marfat.com

شَابٌ نَشَاءَ فِی عِبَادَةِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ۔

[صحیح بخاری:۶۶۰، صحیح مسلم: ۱۰۳۱]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: سات افراد کو اللہ تعالیٰ روز قیامت اپنے خصوصی سائے میں جگہ عطا فرمائیں گے، اس دن اللہ کے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (پہلا) عادل حکمران، (دوسرا) وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت کے ماحول میں پلا بڑھا ہو، (تیسرا) وہ شخص ہے جس کا دل مسجدوں میں اٹکا ہوا ہو (چوتھا) وہ دو افراد جو محض اللہ کی خاطر محبت کریں اور اللہ کی خاطر جدا ہوں (پانچواں) وہ شخص جسے کوئی بااختیار حسین وجمیل عورت دعوت گناہ دے اور وہ جواباً کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں (چھٹا) وہ سخی انسان جو اس انداز سے صدقہ کرے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوسکے کہ دائیں ہاتھ سے کیا خرچ کر دیا گیا ہے (ساتواں) وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

اس حدیث مبارکہ میں مجموعی طور پر سات افراد کا تذکرہ ہے، یہ تمام اصناف اپنے موضوع کے لحاظ سے مختلف عنوانات کے تحت بیان کر دی جائیں گی۔ سردست اس حدیث کا تیسرا کردار ہمارا ہدف ہے۔ یہ ایک ایسے شخص کا تذکرہ ہے جسے مسجد سے ایک قلبی تعلق ہے، مسجد کی محبت اس کے دل ودماغ سے نہیں جاتی، اس کا دل ہر آن مسجد میں ہی اٹکا رہتا ہے۔ بدیہی طور پر یہ جاننا چاہیے کہ یہ کردار صرف محبت کے دل پر چھا جانے تک محدود نہیں بلکہ ایسا شخص مسجد کے معاملات میں دلچسپی لیتا ہے، اس کی اصلاح وحفاظت میں غلطاں رہتا ہے، اسے مسجد کی آبادی، رونق اور پاکیزگی وطہارت کی فکر دامن گیر رہتی ہے وہ باجماعت نمازوں کی پابندی کے ساتھ سب سے پہلے مسجد میں پہنچتا ہے اور سب سے آخر میں مسجد سے نکلتا ہے۔ یقیناً اللہ قدردان ہے جو اللہ کے گھر سے ایسا والہانہ تعلق رکھے گا، اللہ ضرور اسے آخرت کی حشر ناکیوں میں اپنے سایۂ عاطفت میں جگہ عنایت فرمائیں گے۔ اللہ کا سایہ جنت ہی کی ایک شکل ہے۔

Marfat.com

حلقاتِ ذکر

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالیٰ مَلَائِكَةً یَطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ، فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ، تَنَادَوْا، هَلُمُّوا اِلٰی حَاجَتِكُمْ، فَیَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلیٰ السَّمَآءِ الدُّنْیَا، فَیَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ، وَهُوَاَعْلَمُ: مَا یَقُوْلُ عِبَادِیْ؟ قَالَ یَقُوْلُوْنَ : یُسَبِّحُوْنَكَ وَیُكَبِّرُوْنَكَ وَیَحْمَدُوْنَكَ وَیُمَجِّدُوْنَكَ فَیَقُوْلُ هَلْ رَأَوْنِیْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَوْكَ، فَیَقُوْلُ: كَیْفَ لَوْ رأَوْنِیْ؟ قَالَ: یَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدُّلَكَ عِبَادَةً وَاَشَدُّ لَكَ تَمْجِیْداً وَاَكْثَرُ لَكَ تَسْبِیْحاً، فَیَقُوْلُ: فَمَاذَا یَسْأَلُوْنَ؟ قَالَ: یَقُوْلُوْنَ، یَسْأَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ: یَقُوْلُ وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ، یَقُوْلُوْنَ: لَا وَاللّٰهِ یَارَبِّ مَارَأَوْهَا، قَالَ: یَقُوْلُ، فَكَیْفَ لَوْرَاَوْهَا؟ قَالَ: یَقُوْلُوْنَ، لَوْ اَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا اَشَدَّ عَلَیْهَا حِرْصاً وَاَشَدَّ لَهَا طَلَباً وَّاَعْظَمُ فِیْهَا رَغْبَةً قَالَ، فَمِمَّ یَتَعَوَّذُنَ؟ قَالَ: یَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ فَیَقُوْلُ: هَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ، یَقُوْلُوْنَ: لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَوْهَا، فَیَقُوْلُ كَیْفَ لَوْرَأَوْهَا؟ قَالَ: یَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً، قَالَ فَیَقُوْلُ: فَاُشْهِدُكُمْ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، وَفِی رِوَایة وَاَعْطَیْتُهُمْ مَا سَأَلُوْا، قَالَ یَقُوْلُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مِنْهُمْ فُلَانٌ لَیْسَ مِنْهُمْ، اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ، قَالَ: هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا یَشْقٰی بِهِمْ جَلِیْسُهُمْ۔ [صحیح بخاری: ۵۹۲۹، صحیح مسلم:۲۶۸۹]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو گلیوں اور راستوں پر گشت کے دوران ذکر کی محافل تلاش کرتے رہتے ہیں اگر کوئی مجلس ذکر مل جائے تو پکار کر اپنے دوسرے ساتھیوں کو اطلاع دیتے ہیں کہ یہاں چلے آؤ تمھاری پسند کی چیز مل گئی ہے۔ پھر یہ فرشتے اس محفلِ ذکر کو اپنے پروں کے ذریعے پہلے

Marfat.com

آسمان تک ڈھانپ لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے حالانکہ باری تعالیٰ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ فرشتے بتاتے ہیں کہ کچھ لوگ آپ کی پاکیزگی وعظمت اور تعریف وتقدیس بیان کررہے تھے، اللہ پوچھتے ہیں کہ کیا انھوں نے مجھے دیکھ رکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں، اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا کرتے، فرشتے کہتے ہیں، اگر وہ آپ کو دیکھ لیتے تو آپ کی زیادہ عبادت کرتے اور تقدیس وتسبیح بھی خوب زیادہ بجالاتے۔ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ کیا مانگ رہے تھے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اے مولا وہ تیری جنت کے سوالی ہیں، اللہ پوچھتے ہیں کہ کیا انھوں نے جنت کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں اے رب! جنت تو انھوں نے نہیں دیکھی۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں کہ مولا: اگر دیکھ لیتے تو اس کی چاہت ورغبت کا مزید شدت سے اظہار کرتے۔ اللہ تعالیٰ پھر پوچھتے ہیں کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں: کہ آگ سے۔ اللہ فرماتے ہیں: کیا انھوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، نہیں مولا انھوں نے جہنم کو کبھی نہیں دیکھا۔ اللہ فرماتے ہیں اگر وہ جہنم کو دیکھ چکے ہوتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ: اگر وہ جہنم کو دیکھ چکے ہوتے تو اس سے بچنے اور پناہ تلاش کرنے میں زیادہ شدت کا مظاہرہ کرتے، اب اللہ فرمائیں گے کہ میں تم سب کو گواہ بنا کر کہہ رہا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا ہے اور وہ جو کچھ مانگ رہے تھے انھیں دے دیا ہے ایک فرشتہ کہے گا کہ: ان میں تو ایک آدمی اپنے کسی کام سے آیا تھا اور گزرتے ہوئے یونہی ان کے ساتھ بیٹھ گیا تھا، اللہ فرمائیں گے یہ ایسے لوگ ہیں ان کا کوئی بھی ہم نشیں خسارے میں نہیں رہ سکتا۔

محفل ذکر کی فضیلت وثواب کے بارے میں بہت ساری صحیح احادیث ذخیرۂ سنن ومسانید میں وارد ہوئی ہیں تاہم اوپر ذکر کی گئی روایت میں ''ذکرِ الٰہی'' کی مجلس سجانے والوں کو صراحت کے ساتھ جنت کی بشارت سے سرفراز کیا گیا ہے۔ البتہ ذکرِ الٰہی کے بارے میں چند قواعد واصول

Marfat.com

ہمیشہ پیش نظر رہنے چاہییں۔

کسی بھی چیز کا کثرت سے ذکر اس سے انسان کے قلبی تعلق کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے مومن کے لیے اللہ کا ذکر کرنا عین فطرت ہے اللہ کے ساتھ دعویٰ محبت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اللہ کی یاد مومن کے دل میں بسی ہو اور زبان اس کے ذکر سے متحرک ہو ذکر وقت اور عدد کی قید سے آزاد بھی ہوتا ہے جو ہر وقت قلب وزبان پر جاری ہو، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: نبی کریم ﷺ اپنے تمام اوقات میں اللہ کا ذکر فرماتے تھے۔ [صحیح مسلم: ۳۷۳]

جبکہ کچھ اذکار اوقات اور کچھ مخصوص تعداد کے ساتھ مربوط کر دیے گئے ہیں جیسا کہ آگے ذکر کی گئی احادیث سے اندازہ ہو جائے گا۔

اللہ کی محبت وعبادت، رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور سنت کے مطابق زندگی گزارنے میں ذکر کا مقام بہت کلیدی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ذکر کرنے والا زندہ اور نہ کرنے والا مردے کی مانند ہے۔ [صحیح مسلم: ۷۷۹]

قوانین شریعت اس کے مسائل کی تفصیلات اور کثرت سے ایک عام انسان کلفت کا شکار ہوسکتا ہے لیکن ذکرِ الٰہی سے قطعاً کوئی تھکن یا اکتاہٹ پیدا نہیں ہوسکتی۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ جب ایک عمر رسیدہ شخص نے آنحضرت کے سامنے حاضر ہو کر یہ کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ قواعد اسلام مجھے بہت زیادہ دکھائی دے رہے ہیں لہٰذا آپ مجھے کوئی (خاص) وصیت فرما دیں تاکہ میں اسی کے ساتھ مضبوطی سے چمٹ جاؤں۔ آپ نے فرمایا ''لَایَزَالُ لِسَانُکَ رَطْباً مِنْ ذِکْرِ اللہ'' الحدیث [سنن ترمذی: ۳۳۷۵] تمھاری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔

پھر ذکرِ الٰہی محض زبان سے کرنے کا نام نہیں بلکہ حضور قلب اور داخلی توجہ بھی اس کے ساتھ شامل ہونی چاہیے صرف زبان کا ذکر قابل اجر وثواب ضرور ہے مگر اہل علم کے نزدیک یہ ایک ناقص قسم ہے ذکر کو کمال اس وقت حاصل ہوتا ہے جب دل زبان کا اور زبان دل کی رفیق بن جائے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ذکر کے ساتھ ''تفکر'' کی صفت بیان کی کیونکہ تفکر بغیر حضور قلب کے نہیں ہوسکتا۔ پھر دل اور زبان کا ذکر بھی نتیجہ خیز اور نفع مند نہیں ہوسکتا جب تک مومن کا عملی کردار ذکر الٰہی کا زندہ نمونہ نہ بن

Marfat.com

جائے ایسے زبانی اوراد اور جملے نیز ایسا تفکرِ قلبی جو عمل سے خالی ہو تضاد کہلاتا ہے اور غضبِ الٰہی کا موجب ہے۔ مشہور تابعین حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ نے اطاعت اور عملی فرماں برداری کو ''ذکر'' کا لازمی حصہ قرار دیا ہے۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر احکام القرآن میں امام ابن خویز منداد کے حوالے سے ایک حدیث بھی نقل کی جس میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے اللہ کی اطاعت کی اس نے اللہ کو یاد کیا اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کو بھلا دیا۔ چاہے اس کی (نفلی) نمازیں، روزے اور دوسری نیکیاں بہت زیادہ ہوں۔

[دیکھیے: تفسیر قرطبی- سورۃ بقرۃ آیت نمبر۱۵۲، نیز الاذکار، از امام نووی ص ۳۰]

ذکر کی قدر اللہ کے نزدیک اتنی زیادہ ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے کئی قسم کے اذکار پر جنت کی بشارت دی ہے۔ چند ایک کا بیان ذیل میں کیا جا رہا ہے۔

صبح وشام ذکر الٰہی

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرو رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَصْلَتَانِ لَا يُحْصِيهِمَا عَبْدٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ. وَهُمَا يَسِيْرٌ وَمَنْ يَّعْمَلُ بِهِمَا قَلِيْلٌ يُسَبِّحُ اللّٰهَ اَحَدُكُمْ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَيَحْمِدُهُ عَشْرًا وَيُكَبِّرُهُ عَشْرًا فَتِلْكَ مِاَةٌ وَخَمْسُوْنَ بِاللِّسَانِ وَاَلْفٌ وَخَمْسُمَاةٍ فِي الْمِيْزَانِ.

وَاِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ يُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَيَحْمِدُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَيكَبِّرُ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ فَتِلْكَ مِاَةٌ بِاللِّسَانِ وَاَلْفٌ فِيْ الْمِيْزَانِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِيْ يَوْمِهٖ وَلَيْلَتِهٖ اَلْفَيْنِ وَخَمْسمِاةِ سَيِّئَةٍ.

[سنن ابو داؤد: ۵۰۶۵، سنن ترمذی: ۳۴۱۰]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو عادتیں ایسی ہیں کہ ان پر عمل کرنے والا بندہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ یہ دونوں خصلتیں آسان بھی ہیں اور عمل کرنے والے کے لیے معمولی بھی۔ اگر تم میں سے کوئی ہر نماز کے بعد سبحان اللہ، الحمد للہ، اور اللہ اکبر دس دس مرتبہ کہے گا تو زبان سے پڑھنے میں تو یہ کلمات ڈیڑھ سو

Marfat.com

ہوں گے مگر میزان میں ان کی تعداد ڈیڑھ ہزار تک ہو جائے گی۔

اسی طرح جب وہ (شام کو) اپنے بستر پر سونے لگے تو تینتیس بار سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر کہے، یہ زبان سے کہنے میں تو ایک سو ہوں گے مگر میزانِ حسنات میں ایک ہزار ہوں گے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: کہ تم میں کون اپنے دن اور رات میں اڑھائی ہزار خطائیں کر سکتا ہے۔

حدیث پاک کا مفہوم اس لحاظ سے بہت واضح ہے کہ دخول جنت کا ایک واضح سبب نیکیوں کی بہتات ہوگا جس کے ترازو کا پلڑا نیکیوں کے وزن سے جھک گیا، گویا وہ جنتیوں کے زمرے میں شامل ہوگا۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وانعام کے ذریعے ثواب کا حصول آسان بنا دیا ہے اور ایک مومن معمولی سی توجہ اور محنت سے بہت زیادہ نیکیاں اپنے نامہ اعمال میں جمع کر سکتا ہے جبکہ اتنی ہی مقدار میں گناہوں کا ارتکاب کسی بشر کے لیے ممکن نہیں۔

جہنم سے آزادی کی دعا

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ وَیُمْسِی اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَصْبَحْتُ اُشْھِدُکَ وَاُشْھِدُ حَمَلَۃَ عَرْشِکَ وَمَلَائِکَتِکَ وَجَمِیْعَ خَلْقِکَ اِنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اَنْتَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ اَعْتَقَ اللّٰہُ رُبْعَہٗ مِنَ النَّارِ فَمَنْ قَالَھَا مَرَّتَیْنِ اَعْتَقَ اللّٰہُ نِصْفَہٗ مِنَ النَّارِ وَمَنْ قَالَھَا ثَلَاثًا اَعْتَقَ اللّٰہُ ثَلَاثَۃَ اَرْبَاعِہٖ مِنَ النَّارِ فَاِنْ قَالَھَا اَرْبَعًا اَعْتَقَہُ اللّٰہُ مِنَ النَّارِ۔ [سنن ابو داؤد: ۵۰۶۹]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے صبح اور شام یہ کہا کہ: اے اللہ میں صبح کو جاگتے ہوئے تجھے تیرے عرش کو اٹھانے والوں تیرے فرشتوں اور تیری ساری مخلوق کو گواہ بناتا ہوں کہ بے شک تو ہی اللہ ہے، تیرے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور محمدؐ

Marfat.com

تیرے بندے اور رسول ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کا چوتھائی حصہ دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے جو یہ جملے دو مرتبہ کہے گا۔ اللہ اس کا نصف حصہ آگ سے آزاد کر دے گا جو تین مرتبہ کہے گا، اس کا تین چوتھائی اور جو چار مرتبہ کہے گا اسے مکمل طور پر جہنم سے آزادی عطا فرمائے گا۔

جنت میں شجر کاری

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَقِیْتُ اِبْرَاهِیْمَ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِقْرَءْ اُمَّتَکَ مِنِّی السَّلَامَ۔ وَاَخْبِرْ هُمْ اِنَّ الْجَنَّةَ طَیِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَاِنَّهَا قِیْعَانٌ، وَاِنَّ غِرَاسَهَا، سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَکْبَرُ۔ [سنن ترمذی: ۳۴۵۸]

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ غُرِسَتْ نَخْلَةٌ فِی الْجَنَّةِ۔ [سنن ترمذی: ۳۴۶۰، ابن حبان: ۲۳۳۵]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: شب معراج حضرت ابراہیم علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی تو انھوں نے فرمایا کہ اے محمدؐ اپنی امت کو میرا سلام کہنا اور بتانا کہ جنت کی مٹی زرخیز اور پانی میٹھا ہے لیکن اس کی زمین چٹیل ہے اور اس کی شجر کاری، سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، اور اللہ اکبر پڑھنا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص سبحان اللہ وبحمدہ (ایک بار) کہتا ہے، جنت میں اس کے لیے ایک کھجور لگا دی جاتی ہے۔

اللہ کا یہ مخصوص ذکر کرنے والے ہر شخص کے نام سے جنت میں کی جانے والی شجر کاری کا صاف مفہوم یہی ہے کہ یہ شخص ان درختوں اور باغوں سے لطف اندوز ہونے کے لیے ضرور جنت میں داخل ہوگا۔

اللہ کی تسبیح وتقدیس

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَیْنَا نَحْنُ نُصَلِّی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ قَالَ رَجُلٌ

Marfat.com

مِنَ الْقَوْمِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنِ الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ اَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰه، قَالَ: عَجِبْتُ لَهَا فُتِحَتْ لَهَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ۔ [صحیح مسلم: ۶۰۱]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نماز ادا کر رہے تھے کہ اچانک ایک شخص نے یہ جملہ کہا، اَللّٰہ اکبر کَبِیْرا والحمد للّٰہ کثیرا وسبحان اللّٰہ بُکرۃ واَصیلاً۔ (نماز سے فارغ ہوکر) رسول اللہ نے دریافت فرمایا: کہ مذکورہ جملہ کہنے والا کون تھا؟ لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ وہ میں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے ان جملوں پر تعجب ہوا اور (میں نے دیکھا کہ) ان کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے ہیں۔

یہ مشہور دعائیہ جملے ہیں اکثر عیدین پر ان اذکار کو بآواز بلند پڑھا جاتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ دونوں کے پسندیدہ ہیں۔ آسمان کے دروازے کھلنے کا استعارہ دخول جنت کا ہم معنی ہے۔ یہ بھی واضح ہے کہ ان جملوں کے ساتھ صاحب جملہ بھی جنت میں جائے گا کیونکہ اسی کے ان کلمات کو ادا کرنے پر آسمان کے دروازے کھولے گئے۔

روزانہ کا حقِ بدن اور جنت

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّهُ خُلِقَ كُلُّ اِنْسَانٍ مِّنْ بَنِىْ آدَمَ عَلٰى سِتِّيْنَ وَثَلَاثِمِائَةِ مِفْصَلٍ، مَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَهَلَّلَ اللّٰهَ وَسَبَّحَ اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَاللّٰهَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْشَوْكَةً اَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ اَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ وَنَهٰى عَنْ مُنْكَرٍ عَدَدَ السِّتِّيْنَ وَالثَّلَاثِمِائَةِ فَاِنَّهُ يُمْسِىْ يَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهُ عَنِ النَّارِ۔ [صحیح مسلم: ۱۰۰۹]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک ہر انسان کے (بدن کو) تین سو ساٹھ (۳۶۰) جوڑوں پر پیدا کیا گیا ہے۔ جس شخص نے اللہ اکبر،

Marfat.com

الحمدللہ، لا الہ الا اللہ، سبحان اللہ اور استغفر اللہ پڑھا اور لوگوں کی راہ سے کوئی پتھر ہٹا دیا یا کسی کانٹے اور ہڈی کو دور کر دیا، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیا اور یہ سب کام مل کر تین سو ساٹھ کی تعداد کے برابر ہو گئے تو ایسا شخص دن ڈھلنے پر اپنے آپ کو آگ سے محفوظ کر چکا ہوگا۔

اس حدیث میں انسانی بدن کے ''مفاصل'' جوڑوں کی تعداد کا ذکر کیا گیا ہے، پھر اس کے آگے حدیث کے اسلوب سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ہر انسان کو روزانہ اپنے جوڑوں کی تعداد کے برابر مختلف نیک امور سرانجام دینے چاہییں، گویا اس طرح وہ اپنے جوڑوں پر عائد اللہ کے حق کو ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ مفہوم بعض دوسری احادیث میں بہت واضح الفاظ کے ساتھ منقول ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا بیان نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ہر صبح انسان کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ لازم ہوتا ہے، ہر ''سبحان اللہ'' ایک صدقہ ہے ہر ''الحمدللہ'' ایک صدقہ ہے ہر ''لا الہ الا اللہ'' ایک صدقہ ہے اور ہر ''اللہ اکبر'' بھی ایک صدقہ ہے (اسی طرح) ہر ''امر بالمعروف'' صدقہ ہے اور ہر ''نہی عن المنکر'' بھی ایک صدقہ ہے اور اتنے سارے صدقات کی ادائیگی کے لیے نمازِ چاشت کی صرف دو رکعتیں ہی کافی ہیں۔

[صحیح مسلم: ۷۲۰]

انسانی بدن کی نقل وحرکت کا تمام تر انحصار جوڑوں پر ہے کوئی ایک ''مفصل'' جوڑ بھی ٹھیک سے کام نہ کرے تو زندگی جامد ہو کر رہ جاتی ہے، چنانچہ ان جوڑوں کا حرکت پذیر رہنا اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ بات بھی نہایت معقول ہے کہ ان نعمتوں کی جتنی تعداد سے انسان روزمرہ مستفید ہوتا ہے اتنے ہی صدقات کی ادائیگی روزانہ اس پر لازم ہو، حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ یہ صدقات نہایت سہل طریقے سے ادا کیے جا سکتے ہیں۔ اور ان سے عہدہ برآ ہونے کے بعد آگ سے آزادی کا پروانہ بھی مومن کو مل جاتا ہے۔

اعتکاف اور آگ سے نجات

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنِ اعْتَکَفَ یَوْمًا اِبْتِغَاءَ

Marfat.com

وَجْهِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ اَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ۔

[معجم الاوسط: ۷۳۲۶، شعب الایمان للبیہقی: ۳۹۶۵]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے محض ایک دن کا اعتکاف کیا اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کی آگ کے درمیان تین ایسی خندقیں حائل فرما دے گا جس کی دوری مشرق ومغرب سے بھی زیادہ ہوگی۔

اعتکاف فی الحقیقت یادِ الٰہی میں انہماک اور یکسوئی کا نام ہے یہ عمل خالصتاً اللہ کی خوشنودی اور رضا جوئی کے بغیر نامکمل رہتا ہے۔ یہ شرط پوری کر لی جائے تو محض ایک دن کا اعتکاف بھی آگ سے دوری کا موجب بن جاتا ہے۔ حدیث کے مطابق مشرق ومغرب جتنی دوری والی تین خندقیں دراصل آگ سے آزادی کے مترادف ہوں گی اور یہ آزادی یقیناً جنت کا باعث بنے گی۔

Marfat.com

فصل چہارم:

بلند روحانی صفات

استغفار

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: سَیِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ یَقُوْلَ الْعَبْدُ: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ، لَااِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ، وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَااسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّمَا صَنَعْتُ، اَبُوْلَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَأَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ، فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، مَنْ قَالَھَا مِنَ النَّھَارِ مُوْمِنًا بِھَا فَمَاتَ مِنْ یَوْمِہٖ قَبْلَ اَنْ یُمْسِیَ فَھُوَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَمَنْ قَالَھَا مِنَ الَّیْلِ وَھُوَ مُوْقِنٌ بِھَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ یُصْبِحَ فَھُوَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔ [صحیح بخاری:۶۳۲۳]

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: سیدالاستغفار یہ ہے کہ بندہ یہ کہے: اے اللہ تو میرا رب ہے، تیرے علاوہ کوئی معبودنہیں تو نے ہی مجھے پیدا کیا ہے میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد اور وعدے پر حسب طاقت قائم ہوں، میں اپنے عمل کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور تیری دی ہوئی نعمت اور اپنے گناہوں کو لے کر تیری طرف لوٹ رہا ہوں تو میری مغفرت فرمادے کہ تیرے علاوہ گناہوں کو اور کوئی معاف نہیں کرسکتا۔ جس نے یہ جملہ پورے یقین کے ساتھ دن میں کہا اور شام سے قبل وہ فوت ہوگیا تو وہ جنتی ہوگا اور جس نے یہ جملہ یقین کی حالت میں رات کو کہا اور صبح ہونے سے پہلے فوت ہوگیا تو یہ شخص بھی جنتی ہوگا۔

آگ سے بچاؤ کا نسخہ

عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مُسْلِمِ التَّمِیْمِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِیَ النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا صَلَّیْتَ

Marfat.com

الصُّبحَ فَقُلْ قَبلَ اَنْ تَتَکَلَّمَ "اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ" سَبعَ مَرَّاتٍ فَاِنَّکَ اِنْ مِتَّ مِنْ یَوْمِکَ کَتَبَ اللّٰہُ لَکَ جَوَاراً مِّنَ النَّارِ وَاِذَا صَلَّیْتَ الْمَغْرِبَ ...... فَاِنَّکَ اِنْ مِتَّ مِنْ لَیْلَتِکَ کَتَبَ اللّٰہُ لَکَ جَوَاراً مِّنَ النَّارِ۔ [سنن ابو داؤد: ۵۰۷۹]

حضرت حارث بن مسلم تمیمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم صبح کی نماز پڑھ چکو تو بات کرنے سے پہلے ''اے اللہ مجھے آگ سے بچا'' سات مرتبہ پڑھا کرو، اگر تم اسی دن فوت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ تمھارے لیے آگ سے بچاؤ لکھ دے گا اور جب تم مغرب کی نماز پڑھو تو بات کرنے سے پہلے (یہی جملہ) سات مرتبہ پڑھا کرو، اگر تم اسی رات فوت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ تمھارے لیے آگ سے بچاؤ کا فیصلہ لکھ دے گا۔

آگ سے محفوظ ہو جانے کا سیدھا مطلب یہی ہے کہ ایسا خوش قسمت یقیناً جنت میں داخل کیا جائے گا۔

جنت کا خزانہ

عَنْ اَبِی مُوسیٰ الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَهٗ قُلْ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ فَاِنَّھَا کَنْزٌ مِّنْ کُنُوْزِ الْجَنَّةِ۔ [صحیح بخاری: ۲۹۹۲، صحیح مسلم: ۲۷۰۴]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا کہ تم لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ (اللہ کے بغیر کوئی طاقت اور قوت نہیں) پڑھا کرو کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

جو جملہ بھی اللہ رب العزت کی تعریف اس کی عظمت وقدرت اور اس کی یکتائی کے بیان پر مشتمل ہو، اللہ کی رضا کا باعث ہوتا ہے اور جنت اللہ کی رضا کا انعام ہے۔ یہ بات اللہ کی مشیت پر منحصر ہے کہ وہ کس جملے اور قول کے بارے میں اپنے پیغمبر کے ذریعے جنت کی بشارت کا اعلان فرما دے۔ جنت کے خزانے کا حصول جنت ہی کے ہم معنی ہے۔

بازار میں اللہ کا ذکر

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ

Marfat.com

فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَايَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اَلْفَ اَلْفَ حَسَنَةٍ وَمَحَاعَنْهُ اَلْفَ اَلْفَ سَيِّئَةٍ وَبَنٰى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔

[سنن ترمذی: ۳۴۲۹، سنن ابن ماجہ: ۲۲۳۵]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بازار میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھے گا: اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ بلاشریک اکیلا ہے بادشاہی اور تعریفات اسی کی ہیں وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے وہ خود زندہ ہے اور اس کو فنا نہیں اسی کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (اس دعا کے پڑھنے سے) اللہ تعالیٰ اسے ایک لاکھ نیکیاں عطا فرمائے گا اور ایک لاکھ خطائیں معاف فرما دے گا اور اس شخص کے لیے جنت میں ایک گھر بھی بنا دے گا۔

بازار میں اللہ کے ذکر پر جنت میں گھر عطا کرنے کی خوش خبری ناقابل فہم نہیں اس کی یہ وجہ سمجھ میں آتی ہے کہ بازار بالعموم دنیاداری کے مراکز اور لہو ولعب کی آماجگاہ ہوتے ہیں دنیوی منافع، کاروباری مشاغل اور تجارتی مسابقت کے اس میدان میں جہاں انسان کو دولت وثروت اور روپے پیسے کے علاوہ کچھ نہیں سوجھتا اگر کوئی خوش نصیب یہاں بھی اللہ کو یاد کرتا ہے اور اس کے ذکر سے غافل نہیں ہوتا تو یقیناً اللہ کے ہاں ایسے انسان کی قدر ومنزلت جنت میں گھر کی صورت میں ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی کوئی ادا پسند آ جائے تو اس کے انعامات کی بارش برسنے میں دیر نہیں لگتی اور نہ ہی اس کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی واقع ہوتی ہے۔

شہادت فی سبیل اللہ

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ اُحُدٍ أَرَأَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا: قَالَ فِيْ الْجَنَّةِ فَاَلْقٰى تَمَرَاتٍ كُنَّ بِيَدِهِ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ۔

[صحیح مسلم: ۱۸۹۹]

Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے غزوۂ احد کے دن آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ اگر میں قتل ہو گیا تو میری منزل کہاں ہو گی؟ آپؐ نے فرمایا "جنت" اس کے ہاتھ میں کچھ کھجوریں تھیں وہ اس نے پھینک دیں اور لڑائی میں شریک ہو گیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔

انسان کو دنیا میں سب سے زیادہ اپنی جان عزیز ہوتی ہے مگر کوئی شخص اپنی یہ متاعِ گراں مایہ بھی اللہ کی محبت، اس کے دین کے قیام اور دفاع میں نچھاور کر دے تو اللہ کے ہاں اس قربانی کی قدر دانی کا انداز بھی لاجواب ہے۔ رب کائنات کے نزدیک مجاہد کی موت، زندگی ہے اسے قطعاً یہ پسند نہیں کہ کوئی شہید کے لیے لفظ موت کا استعمال کرے۔ شہید کا درجہ جنت میں بھی سب سے بلند ہے۔ وہ ساکنانِ فردوس میں شامل ہے۔ شہداء جنت میں رب تعالیٰ کی مہمان نوازی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

سچی تمنائے شہادت

عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ تَعَالٰی الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَآءِ وَاِنْ مَاتَ عَلٰی فِرَاشِهٖ۔ [صحیح مسلم: ۱۹۰۹]

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جس نے سچے دل کے ساتھ اللہ سے شہادت طلب کی اللہ تعالیٰ اسے شہیدوں کی منزل تک پہنچا دے گا اگرچہ اس کی موت اس کے بستر پر ہی آئی ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سچی نیت سے شہادت چاہتا ہے اسے یہ درجہ دے دیا جاتا ہے۔ چاہے حقیقی شہادت نہ مل سکے۔

[صحیح مسلم: ۱۹۰۸]

اللہ کے نزدیک شہادت کا مقام چونکہ نہایت اعلیٰ وارفع ہے لہٰذا اللہ رب العزت نے اپنے کمال لطف و مہربانی سے شہادت کی سچی آرزو کو بھی اس کے ہم پلہ قرار دے دیا ہے۔ شہید کی منزل جنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی درج بالا بشارت کے باعث شہید ہو جانے کی خالص تمنا اپنے

Marfat.com

دل میں بسانے والے کو اگر فی سبیل اللہ شہادت نہ بھی نصیب ہو تب بھی اس کی عام موت کو شہادت کا درجہ حاصل ہوگا۔

یہاں یہ بات معلومات افزا ہوگی کہ اللہ کی راہ میں قتال و جہاد کے نتیجے میں حاصل ہونے والی شہادت کے علاوہ بھی کئی اقسام کی اموات کو ''مرگ شہادت'' کا درجہ دیا گیا ہے۔

ذیل میں ہم ان کی تفصیل پیش کر رہے ہیں یہ تمام اقسام صحیح احادیث سے ثابت ہیں:

۱- مرض طاعون میں فوت ہونے والا۔

۲- اسہال یا ہیضے کے باعث مرنے والا۔

۳- پانی وغیرہ میں غرق ہو جانے والا۔

۴- کسی عمارت کے انہدام کا شکار ہونے والا۔

۵- تپ دق کے سبب رخصت ہونے والا۔

۶- زچگی کے دوران چل بسنے والی عورت۔

۷- مرض ذات الجنب (پسلیوں کا ورم)۔

۸- آتشزدگی کے باعث فوت ہونے والا۔

۹- درندوں کی چیر پھاڑ سے مرنے والا۔

۱۰- سانپ بچھو یا اور کسی زہریلے جانور سے ڈسا ہوا۔

۱۱- اپنے گھوڑے یا اونٹ سے گر کر ہلاک ہونے والا۔

۱۲- اپنے گھوڑے یا اونٹ کے بدکنے سے گردن کی ہڈی ٹوٹنے سے مرنے والا۔

۱۳- پہاڑ سے لڑھک کر جاں بحق ہونے والا۔

۱۴- کسی غریب الدیار کی پردیس میں موت۔

۱۵- دین وعقیدے کے دفاع میں مرنے والا۔

۱۶- اپنی جان بچاتے ہوئے مرنے والا۔

Marfat.com

۱۷- مال کی حفاظت میں جان ہارنے والا۔

۱۸- اہل وعیال کے دفاع میں جان دینے والا۔

۱۹- اثنائے حمل موت کا حملہ۔

۲۰- غصب شدہ حق کو حاصل کرنے کی کوشش میں مرنے والا۔

۲۱- شریق سورج کی تپش سے جھلس کر ہلاک ہونے والا۔

۲۲- سمندری سفر میں قے آنے سے ہلاک ہونے والا۔

۲۳- غلطی کے باعث اپنے ہی ہتھیار سے ہلاک ہونے والا۔

۲۴- زندہ درگور کیے جانے والا بچہ (لڑکی یا لڑکا)۔

۲۵- کنواری لڑکی جو کسی نسوانی مرض کے باعث جاں بحق ہو جائے۔

۲۶- سیلاب کی زد میں آ کر ہلاک ہونے والا۔

یہ وہ درجات شہادت ہیں جن کا ذکر قابل استدلال احادیث میں وارد ہوا ہے۔ شہید معرکہ جو شہادت کی بلند ترین قسم ہے اسے بھی ان میں شامل کیا جائے تو شہدا کی اقسام ستائیس بن جاتی ہیں ان سب کی تفصیل کے لیے دیکھیے:

[صحیح بخاری: ۲۸۲۹- صحیح مسلم: ۱۹۱۵، ۱۸۰۲- سنن ابو داؤد: ۲۵۳۹، ۴۷۷۲، نیز ۳۱۱۱، ۲۵۲۱- سنن ترمذی: ۱۴۲۱- سنن نسائی: ۴۰۹۶، ۳۱۶۳، مسند احمد: ۴۹۱۰، ۴۹۱۲]

غزوہ وجہاد فی سبیل اللہ

۱- عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةَ. [سنن ترمذی: ۱۶۵۷، سنن ابو داؤد: ۲۵۴۱]

۲- عَنْ اَبِي عَبْسٍ عَبْدِ الرَّحْمَانِ بْنِ جَبْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ. [صحیح البخاری: ۲۸۰۳]

۱- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مسلمان نے

Marfat.com

اللہ کے راستے میں تھوڑی سی دیر جنگ کی اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔

۲- حضرت عبدالرحمان بن جبر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے قدم راہ خدا میں غبار آلود ہوئے ہوں اسے آگ نہیں چھو سکتی۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد وقتال کی فضیلت اور بلند درجات کے بارے میں روایات کی ایک بڑی تعداد کتب حدیث میں وارد ہوئی ہے۔ اس عمل جہاد کی اعلیٰ ترین خوبی یہ ہے کہ اس کے بجا لانے پر امام المجاہدین حضرت محمد ﷺ نے جنت کی بشارت عطا فرمائی ہے۔ جس ذات نے یہ قیمتی جان عطا کی ہے اسی کے نام کی سربلندی کی خاطر جب کوئی مومن اس جان کو اپنی ہتھیلی پر رکھ کر میدان کارزار کا رخ کرتا ہے تو اللہ سے محبت اور اس کی جنتوں کی چاہت کی اس سے بڑھ کر کوئی اور دلیل پیش نہیں کی جاسکتی چنانچہ اس عمل کی معمولی مقدار بھی اس قابل ٹھہرتی ہے کہ اس کے عوض مجاہدین اسلام کو اس کی زندگی میں ہی جنت کی خوشخبری سے نواز دیا جاتا ہے۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اللہ کی راہ میں خوف کا پیش آنا

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا خَالَطَ قَلْبُ امْرِئٍ رَهَجٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ۔ [مسند احمد: ۴۷۹۲]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا کہ جس کسی کا دل اللہ کی راہ میں خوف وآزمائش کا شکار ہوا اس پر اللہ آگ کو حرام فرمادیں گے۔

اللہ کے راستے پر چلنا ایک کٹھن کام ہے۔ اس راہ میں قدم قدم پر آزمائش اور فساد وجنگ کا خدشہ پوشیدہ ہے۔ فطرتِ انسانی کے باوصف اس میدان میں گامزن شخص خوف اور دہشت سے دوچار ہوسکتا ہے کیونکہ یہ راہ پھولوں کی سیج نہیں بلکہ کانٹوں سے اٹی ہوئی دشمن کی کمین گاہوں کی زد میں ہوتی ہے، جتنی اس کوچے کی پیمائش مشکل ہے اتنا ہی اس کا اجر عظیم الشان ہے۔

Marfat.com

نشانہ بازی

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فَهُوَلَهُ دَرَجَةٌ فِي الْجَنَّةِ فَبَلَغْتُ يَوْمَئِذٍ سِتَّةَ عَشر سَهْماً۔ [سنن نسائی: ۳۱۴۲]

حضرت عمرو بن عبسۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ، جس نے تیر اپنے ہدف تک پہنچایا اسے جنت میں ایک درجہ عطا کیا جائے گا۔ چنانچہ میں نے اس دن سولہ نشانے لگائے۔

یہاں تفریحی نشانہ بازی مراد نہیں بلکہ احادیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں میدان جنگ کے دوران تیر اندازی کی بات کی جارہی ہے۔ البتہ ایسی نشانہ بازی اور تیر اندازی کی مشق جو خالصتاً جہاد کی تیاری کے لیے کی جائے اس میں شامل ہوسکتی ہے۔ احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ میدان جنگ میں اس ثواب کے لیے تیر کا اپنے ہدف کو جا کر لگنا ضروری نہیں بلکہ محض تیر کا پھینکا جانا بھی اس ثوابِ جنت کا حامل ہے۔ [سنن ابو داؤد: ۳۹۶۵، سنن ترمذی: ۱۶۳۸]

تیر سازی، تیر اندازی اور فراہمی

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يَدْخُلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفرِ الْجَنَّةَ، صَانِعُهُ يَحتَسِبُ بِهِ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِي بِهِ وَمُنْبِلِهِ۔ [سنن نسائی: ۳۱۴۶]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ ایک ''تیر'' کی وجہ سے تین افراد کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ بھلائی کی نیت سے اسے بنانے والا اسے چلانے والا اور (ترکش سے نکال کر) اسے پکڑانے والا۔

یہ عمل بھی جہاد فی سبیل اللہ میں بنیادی کردار کا حامل ہے تیر اندازی کے بغیر جنگ لڑی اور جیتی نہیں جاسکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''اَلَا ان القوة الرمی'' کہ قوت دراصل پھینکنے کی صلاحیت کا نام ہے۔ اس وقت جدید عسکری مہارتوں میں بھی اصل قوت کا انحصار

Marfat.com

زیادہ دور تک پھینکنے کی استعداد میں مضمر ہے۔ راکٹ اور میزائل سازی تیراندازی کی جدید ترین شکل ہیں۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر اس جزوی عمل کا اجر جہاد جیسے کلی عمل کے برابر قرار دیا گیا ہے اور اس پر جنت کی خوش خبری دی گئی ہے۔

راہ خدا میں پہرہ دینے والی آنکھ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

[سنن ترمذی: ۱۶۳۹]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ دو (قسم کی) آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی: ایک خشیت الٰہی سے رونے والی، دوسری راہِ خدا میں پہرہ دینے والی۔

یہ میدان جنگ میں پہرہ دینے والے شخص کو بشارت ہے، آنکھ کا ذکر پہرہ داری میں اُس کی اہمیت کے پیش نظر کنایتاً کیا گیا ہے۔ ہر آنکھ کی پشت پر پورے بدن کا کردار کسی سے مخفی نہیں۔

اللہ کی راہ میں بڑھاپے کے آثار

مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَانَتْ لَهٗ نُوْرٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ [سنن نسائی: ۳۱۴۳]

جو شخص اللہ کی راہ میں بوڑھا ہو گیا روز قیامت یہ بڑھاپا اس کے لیے نور ثابت ہوگا۔

اصل میں بالوں کی سفیدی مراد ہے بالعموم یہ بڑھاپے کی علامت ہوتی ہے یہی سفیدی آخرت میں نور بن جائے گی آخرت میں نور کا حصول دراصل جنت کا ملنا ہے۔ اللہ کا ارشاد: يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ۔ (الحدید ۵۷:۱۲) اُس دن جب آپ مومن مردوں اور عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور دائیں جانب تیزی سے چلے گا، آج تمھیں جنت کی خوش خبری ہو۔

سرحدات کی نگرانی کرنے والے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهٗ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ اَوَّلَ مَنْ

Marfat.com

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ قَالُوا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ اَلْفُقَرَآءُ الْمُهَاجِرُوْنَ الَّذِيْنَ تُسَدُّبِهِمُ الثُّغُوْرُ وَتُتَّقٰى بِهِمُ الْمَكَارِهِ وَيَمُوْتُ اَحَدُهُمْ وَحَاجَتُهُ فِيْ صَدْرِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُ لَهَا قَضَاءً۔ [مسند احمد:۱۳۳۰۰، صحیح مسلم:۲۷۳۶]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے (ایک دن) پوچھا کیا تمھیں معلوم ہے کہ اللہ کی مخلوق میں سے جنت میں سب سے پہلے کون جائے گا؟ صحابہ نے کہا اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ تنگ دست وفقیر مہاجرین جن کے ذریعے سرحدوں کی نگہداشت ہوتی رہی اور انھی کی بدولت مصائب و آلام سے بچنے کا انتظام ہوا اور جن کی تمنائیں مرتے دم تک پوری نہ ہوسکیں۔

اللہ پر توکل اور یقین

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَقْوَامٌ اَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ اَفْئِدَةِ الطَّيْرِ۔ [صحیح مسلم: ۲۸۴۰]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جنت میں کچھ ایسے لوگ داخل ہوں گے جن کے دل پرندوں کے دلوں جیسے ہوں گے۔

جنت میں داخل ہونے والوں کی پرندوں سے مشابہت کی اصل وجہ دونوں کے دلوں میں اللہ کی ذات پر پختہ یقین وتوکل کا مشترک طور پر پایا جانا ہے۔ پرندوں کے اندر اعلیٰ درجے کے بھروسے اور اللہ پر اعتماد کا ذکر کرتے ہوئے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر اس طرح بھروسہ کرتے جیسے کہ بھروسہ کرنے کا حق ہے تو اللہ تمھیں پرندوں کی طرح رزق سے نوازتا کہ یہ صبح صبح بھوکے پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر واپس آتے ہیں۔ [سنن ترمذی: ۲۳۴۵]

اس تشبیہ میں اگرچہ کئی معانی اور حکمتیں مضمر ہیں تاہم دو چیزیں بہت اہم ہیں: پہلی یہ کہ پرندوں کا اللہ پر توکل اور یقین اس قدر مضبوط ہے کہ وہ رزق کے معاملے میں آنے والے کل کی بھوک کا خوف قطعاً دل میں نہیں لاتے یہی وجہ ہے کہ پرندے انسانوں کی طرح ذخیرہ اندوزی

Marfat.com

نہیں کرتے بلکہ ہر صبح انھیں نیا رزق مل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے ان کے لیے روزانہ تازہ اور نئی خوراک کا بندوبست فرما دیتے ہیں۔

دوسری اہم چیز یہ ہے کہ توکل کا مفہوم یہ نہیں کہ انسان ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہے کہ میرا رزق از خود مجھ تک پہنچ جائے گا بلکہ تلاش رزق کے لیے گھر سے نکلنا اور اسباب وذرائع کو کام میں لانا نہایت ضروری ہے۔ محنت اور کوشش توکل کے منافی نہیں جس طرح پرندے اپنے گھونسلوں میں دبک کر بیٹھے نہیں رہتے بلکہ ہر روز اپنے آشیانے سے نکل کر تلاش معاش کے لیے سرگرداں ہوتے ہیں انھیں اس بات کا پورا یقین ہوتا ہے کہ اس کوشش کے نتیجے میں پیٹ بھر رزق ضرور حاصل ہو جائے گا۔ بندۂ مومن بھی توکل کی خاصیت اپنے دل میں پیدا کر لے تو اسے دنیا میں رزق کے علاوہ جنت کی بشارت بھی مل جاتی ہے۔

علاوہ بریں ایک صحیح حدیث میں توکل کرنے والوں کو بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل ہونے کی خوش خبری سے نوازا گیا ہے۔ [صحیح بخاری: ۶۵۴۱]

تقویٰ اور ادائیگی فرائض

عَنْ اَبِی اُمَامَةَ صُدیّ بْنِ عَجْلَانَ الْبَاهِلِی رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ فِی حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ اِتَّقُوا رَبَّكُمْ وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ وَاَدُّوْا زَكَاةَ اَمْوَالِكُمْ وَاَطِيْعُوْا اُمَرَائَكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ.

[سنن ترمذی:۶۱۶، مسند احمد: ۲۵۱/۵]

حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان باھلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو خطبۂ حجۃ الوداع میں یہ فرماتے ہوئے سنا: (اے لوگو) تم اپنے رب سے ڈرو، پانچوں نمازیں پڑھو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے امرا کی فرمانبرداری کرو (اس طرح تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

مومن کی زندگی میں فرائض کی پابندی کا معاملہ بہت اہم اور واضح ہے۔ فرض اعمال کی

Marfat.com

ادائیگی میں کوتاہی، یا غفلت دراصل اللہ کے حق میں خیانت کے مترادف ہے اس کمزوری کے باعث انسان جنت سے دور ہوتا جاتا ہے تاہم ان کی بجا آوری جنتی ہونے کی دلیل ہے۔ اس موقع پر صحابی رسول حضرت ابن المنتفق رضی اللہ عنہ کا واقعہ پیش نظر رہنا چاہیے جنھوں نے آنحضرت کی خدمت میں پیش ہوکر جنت کا راستہ پوچھا تھا۔ آپ ؐ نے انھیں شرک سے اجتناب اور نماز روزہ و زکاۃ کی ادائیگی کا حکم دیا تھا چنانچہ اس صحابی نے جاتے ہوئے یہ مشہور جملہ کہا۔

''وَاللّٰهِ لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا اَنْقُصُ'' کہ بخدا میں اس میں کسی طرح کی کمی بیشی نہیں کروں گا۔ اس کا یہ جملہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا جس نے کسی جنتی کو دیکھنا ہو وہ اس کو دیکھ لے۔ [صحیح بخاری: ۱۳۹۷، صحیح مسلم: ۱۴]

ان دونوں احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً فرائض کی پابندی کے ساتھ ادائیگی جنت میں داخلے کا ایک قوی سبب ہے۔ البتہ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ نفل وتطوع اعمال اور زکوٰۃ کے علاوہ دیگر مالی صدقات اگرچہ فرض نہیں لیکن وہ یوم حساب فرائض کی کمی کو پورا کریں گے۔ اور دنیا میں ایسے لوگ تو کم ہی ہوں گے جن کے فرائض سو فیصدی پورے ہوں اور انھیں نوافل وسنن کی ضرورت نہ پڑے چنانچہ فرائض کے حجم کو برابر رکھنے اور نقص کو پورا کرنے کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ انسان نوافل اعمال کثرت سے بجا لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روز قیامت فرائض کی جانچ پڑتال کے موقع پر نوافل کے اسی فائدے کا خاص طور پر تذکرہ فرمایا ہے۔ [دیکھیے: مسند احمد: ۱۰۷۲]

......❀......❀......❀......

Marfat.com

فصل پنجم:

اخلاقیات

مرضِ مرگی

عَنْ عَطَاءِ ابنِ اَبِی رَبَاحٍ قَالَ: قَالَ لِی ابنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَلَا اُرِیکَ اِمْرَأَۃً مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَقُلْتُ بَلٰی، قَالَ: ھٰذِہِ الْمَرْأَۃُ السَّوْدَاءُ، اَتَتِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ۔ اِنِّی اُصْرَعُ وَاِنِّی اَتَکَشَّفُ فَادْعُ اللّٰہَ لِی قَالَ: اِنْ صَبَرْتِ وَلَکِ الْجَنَّۃُ وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰہَ تَعَالٰی اَنْ یُعَافِیَکِ فَقَالَتْ: اَصْبِرُ، فَقَالَتْ اِنِّی اَتَکَشَّفُ فَادْعُ اللّٰہَ اَنْ لَا اَتَکَشَّفُ فَدَعَا لَھَا۔ [صحیح البخاری: ۵۶۵۲، صحیح مسلم: ۲۵۷۶]

حضرت عطا بن ابی رباح کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمھیں ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا ضرور دکھایے۔ انھوں نے کہا کہ یہ سیاہ عورت حضور کے پاس آئی تھی، اس نے کہا کہ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میں بے پردہ ہو جاتی ہوں آپ دعا فرمایئے کہ اللہ مجھے شفا عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا: اگر تمھیں پسند ہو تو تم صبر کرلو اور تمھیں اس کے بدلے جنت مل جائے اور چاہو تو میں دعا کرتا ہوں کہ تمھیں اللہ صحت عطا فرمائے۔ عورت بولی کہ میں صبر کروں گی۔ پھر کہنے لگی کہ بس آپ اتنی دعا فرما دیجیے کہ میں بے پردہ نہ ہوں۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے یہ دعا فرما دی۔

محبوب چیز کی جدائی

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی مَا لِعَبْدِی الْمُؤْمِنِ عِنْدِی جَزَاءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِیَّہٗ مِنْ اَھْلِ الدُّنْیَا ثُمَّ احْتَسَبَہٗ اِلَّا الْجَنَّۃَ۔

[صحیح البخاری: ۶۴۲۴]

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ میرے پاس اُس شخص کے لیے "جنت" کے سوا کوئی جزا نہیں جس کے کسی محبوب کو میں چھین لوں اور وہ اس پر صبر کرے۔

بینائی سے محرومی

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ اِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِیْ بِحَبِيْبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ۔ يُرِيْدُ عَيْنَيْهِ۔

[صحیح بخاری: ۵۶۵۳، سنن ترمذی: ۲۴۰۲]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: اللہ یہ فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے بندے کو اس کی دو محبوب ترین چیزوں (آنکھوں) کے بارے میں آزماتا ہوں اور وہ اس آزمایش پر صبر کرتا ہے تو میں اُسے ان پیاری آنکھوں کے بدلے جنت سے نواز دیتا ہوں۔

مرض جنون پر صبر

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَائَتْ اِمْرَأَةٌ اِلَى النَّبِیِّ ﷺ بِهَا لَمَمٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّشْفِيَنِیْ فَقَالَ اِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يَّشْفِيَكِ، وَاِنْ شِئْتِ فَاصْبِرِیْ وَلَا حِسَابَ عَلَيْكِ، قَالَتْ: بَلْ اَصْبِرُ وَلَا حِسَابَ عَلَیَّ۔

[مسند احمد: ۹۳۷۸]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک عورت آنحضرتؐ کے پاس آئی۔ اسے کوئی دماغی مرض لاحق تھا۔ اُس نے حضور اکرم ﷺ سے اپنی شفایابی کے لیے دعا کی درخواست کی، آپؐ نے فرمایا: اگر چاہتی ہو تو میں اللہ سے دعا کر دیتا ہوں کہ وہ تمھیں شفا عطا فرمائے، اور اگر چاہو تو صبر کرو تا کہ (آخرت میں) تم پر کوئی حساب وکتاب نہ ہو۔ عورت نے عرض کیا: کہ بس ٹھیک ہے میں صبر کروں گی تا کہ مجھ سے کوئی پوچھ گچھ نہ ہو۔

Marfat.com

بخار پر صبر

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَادَ مَرِیْضاً مِنْ وَعْکٍ کَانَ بِهٖ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبْشِرْ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ: نَارِیْ اُسَلِّطُهَا عَلٰی عَبْدِیْ الْمُؤْمِنِ فِی الدُّنْیَا لِتَکُوْنَ حَظُّهٗ مِنَ النَّارِ فِی الْآخِرَةِ۔ [مسند احمد: ۹۳۷۶]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ شدید بخار میں مبتلا ایک مریض کی عیادت کے لیے گیا۔ آپ نے مریض سے فرمایا تمھیں خوشخبری ہو، کیونکہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ میں جب دنیا میں اپنی آگ (بخار کی صورت میں) کسی پر مسلّط کر دیتا ہوں تو یہ آخرت والی آگ سے چھٹکارے کا سبب بن جاتا ہے۔ اسی مفہوم کی احادیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہیں۔

کتب احادیث میں اس طرح کی متعدد روایات موجود ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصائب پر صبر کا پھل جنت کی صورت میں ملے گا اور اوپر بیان کی گئی احادیث کے مطابق جنت کی یہ بشارت ہر صبر کرنے والے کو دنیا ہی میں حاصل ہو جاتی ہے۔

صبر کا مفہوم ضبط نفس سے عبارت ہے۔ ذرا سا غور کریں تو یقین ہو جاتا ہے کہ یہ صفت اکتسابی نہیں بلکہ خالص الہامی ہے، اس لیے کہ اکتسابی صفات عقل کی رہنمائی میں حاصل کی جاتی ہیں اور عقل صبر کی جانب رہنمائی نہیں کر سکتی۔ صبر، تکالیف وغم اور اذیت و ابتلاء میں خاموشی اور برداشت کا نام ہے۔ جبکہ عقل تو اس طرح کے مواقع پر فطرتاً آہ وفغاں اور فریاد وشکوے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ الہامی روشنی سے محروم معاشروں میں خودکشی کے واقعات زیادہ رونما ہوتے ہیں جبکہ بندۂ مومن کو شدید آزمائش اور کرب کے موقع پر ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' کہنے سے جس قدر گہری طمانیت اور سکون حاصل ہوتا ہے کوئی خدا بیزار شخص اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ دنیا کے ہر دکھ اور عذاب کو اللہ کی مشیت اور اس کی رضا سے جوڑنا اور اسے خندہ پیشانی سے قبول کر لینا صبر کی اصل حقیقت ہے۔ اللہ سے تعلق اور اس پر ایمان کا یہ ایسا مظہر ہے کہ اس کا

Marfat.com

صلہ جنت کی صورت میں عطا کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔

ذہنی پریشانی ہو یا جسمانی اذیت لاعلاج اور موذی امراض ہوں یا حوادث زمانہ، صبر کا جذبہ ان سب کے ساتھ متعلق ہے اور ہر طرح کے صبر کو جنت کی بشارت حاصل ہے۔ صبر کے صلے میں جنت ملنے کی ایک وجہ یہ بھی نظر آتی ہے کہ مختلف بدنی و ذہنی تکالیف حتیٰ کے کانٹا چبھنے پر بھی مومن کے گناہ درخت کے پتوں کی طرح جھڑتے رہتے ہیں اور یہ مصائبِ دنیا اُس کے لیے کفارہ ثابت ہوتے ہیں اور ان پر صبر کرنے کا اجر اضافی طور پر ملتا رہتا ہے، یہاں تک کے مومن جب اللہ سے ملتا ہے تو اس پر کوئی گناہ باقی نہیں ہوتا۔ چنانچہ جنت کی خوشخبری دنیا ہی میں اس پر صادق آجاتی ہے۔

[دیکھیے: صحیح بخاری: ۵۶۴۱، صحیح مسلم: ۲۵۷۱، سنن ترمذی: ۲۳۹۹]

کظم الغیظ ''غصہ پی جانا''

عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُنَفِّذَهُ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنَ الْحُورِ الْعِيْنِ مَاشَاءَ۔ [سنن ابو داؤد: ۴۷۷۷، سنن ترمذی: ۲۰۲۱]

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: جس شخص نے اپنے غصے کو نافذ کرنے کی طاقت کے باوجود اسے پی لیا اللہ تعالیٰ روز قیامت اسے تمام مخلوقات کے سامنے بلا کر اس بات کا اختیار دے گا کہ وہ حورانِ جنت میں سے جو چاہے منتخب کرلے۔

''غیظ'' شدید غصے کو کہا جاتا ہے۔ یہ ایسے قوی انسان کی صفات میں سے ہے جو اسے نافذ بھی کرسکتا ہو ورنہ جو شخص کمزوری اور ضعف کا شکار ہو اس کا غصہ ''غیظ وغضب'' نہیں کہلاتا بلکہ اسے کڑھنا اور اندر ہی اندر پیچ وتاب کھانا کہہ سکتے ہیں۔ جنت جیسی عظیم خوشخبری اسی لیے دی گئی ہے کہ طاقت کے باوجود شدت غضب میں اپنے آپ کو باندھ لینا خالق کے خوف اور مخلوق پر شفقت ورحمت کے بغیر ممکن نہیں اور یہ بہت بلند پایہ صفت ہے سو اس کا انعام بھی بہت

Marfat.com

اعلیٰ اور بلند ہے۔

سچائی اور نیکی

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ الصِّدْقَ یَهْدِیْ اِلٰی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ یَهْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ۔ [صحیح بخاری: ۶۰۹۴، صحیح مسلم: ۲۶۰۷، ابو داؤد: ۴۹۸۹]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی جانب لے جاتی ہے۔

صدق یا سچائی ایک ہمہ گیر صفت ہے جو قلب انسانی کے علاوہ تمام اقوال و افعال کا بھی احاطہ کرتی ہے۔ دل و دماغ میں گزرنے والے خیالات حرص و نفاق اور تضاد سے پاک ہوں تو وہ سچے ہیں، اقوال، حقیقت کے مطابق ہوں تو وہ بھی صدق پر مبنی ہیں۔ اسی طرح افعال انسانی جب دروں خانۂ دل کے موافق ہوں تو وہ بھی سچے کہلائیں گے۔ دل و نگاہ کی پاکیزگی اور ظاہر و باطن کی یکسانیت کا تعلق دراصل اساسِ دین سے ہے اور یہ بہت مبارک صفت ہے۔ قرآن پاک میں نبوت کے بعد صداقت کے درجے کا ذکر کیا گیا ہے۔ (دیکھیے: سورۃ النساء آیت نمبر ۶۹) رسول خدا کی سیرت میں آپؐ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مقام مسلّمہ ہے۔ چنانچہ جو اس درجے کے انسانوں کا متبع ہوگا وہ یقیناً انھی کے ساتھ جنت میں بھی جگہ پائے گا۔

توبہ

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: کَانَ فِیْمَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِیْنَ نَفْسًا...... الحدیث۔

[صحیح بخاری: ۳۴۷۰، صحیح مسلم: ۲۷۶۶]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلی امتوں میں ایک شخص نے ننانوے انسان قتل کر دیئے پھر اس کے بعد وہ ایک بڑے عالم (راہب) کے پاس پہنچا۔ اس سے پوچھا کہ میں ننانوے قتل کر چکا ہوں کیا میری توبہ ہو سکتی

Marfat.com

ہے راہب بولا نہیں: اس شخص نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا اور تعداد سو تک مکمل کر لی۔

پھر دوبارہ کسی بڑے عالم کا پوچھ کر اس کے پاس پہنچا اور بولا کہ میں نے سو انسانوں کو قتل کر دیا ہے کیا میرے لیے توبہ ممکن ہے، عالم نے کہا کہ ہاں: تمھارے اور توبہ کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیے تم فلاں بستی میں جاؤ اور وہاں بسنے والے نیک انسانوں کے ساتھ مل کر اللہ کی عبادت کرو اور اپنے بدنام علاقے کی طرف کبھی مت لوٹنا۔ یہ شخص اس نیک بستی کی طرف روانہ ہوا ابھی آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ اس کی موت کا وقت آن پہنچا البتہ اس موقع پر فرشتگان رحمت اور فرشتگان عذاب کا اختلاف ہو گیا (کہ اس کی روح کون لے کے جائے گا) رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ یہ شخص توبہ کی نیت سے اللہ کی طرف پلٹ رہا تھا۔ عذاب کے فرشتوں نے دلیل دی کہ اس نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا۔ اتنے میں ایک فرشتہ انسان کے روپ میں آ موجود ہوا۔ فریقین نے اسے اپنا ثالث بنالیا۔ یہ فرشتہ بولا کہ تم دونوں طرف کا فاصلہ ناپو یہ شخص (بری اور اچھی بستی میں سے) جس کے زیادہ قریب ہوا اسے انھی کے زمرے میں شامل سمجھو۔ رحمت و عذاب کے فرشتوں نے پیائش کی تو اللہ نے نیک بستی کی جانب سے زمین سکیڑ دی اور بری بستی کی جانب زمین پھیلا دی اور وہ مردہ بھی نیک بستی کی جانب اپنے سینے کے بل لڑھک گیا اس طرح ایک بالشت بھر کا فرق نکل آیا اور رحمت کے فرشتے اس کی روح کو لے کر پرواز کر گئے۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جو بندۂ مومن بھی نیک نیتی کے ساتھ اپنے گناہوں سے توبہ کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔ اس دوران اس کی موت آجائے تو تب بھی وہ شخص بخشش کے سبب جنت کا مسافر قرار دیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ جس کی روح کو فرشتگانِ رحمت اپنی تحویل میں لیں گے وہ جنتی ہوگا کیونکہ رحمت و جنت دونوں ہم معنی ہیں اس بات کی تحقیق پہلے گزر چکی ہے۔

البتہ یہ بات پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ صرف وہ توبہ دخول جنت کا سبب ہوگی جو اپنے تمام گناہوں سے کی گئی ہو۔ اگر کوئی مومن چند گناہوں سے توبہ کر لے اور دوسرے چند گناہوں پر مصر

Marfat.com

رہے تو ایسی توبہ اصول شریعت اور عقل کے مطابق ادھوری اور غیر نافع ہوگی۔ اگرچہ بعض صحیح احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کچھ بندوں کے کبیرہ گناہوں کو بغیر توبہ کے معاف فرما دیں گے لیکن دنیا میں ہمارے پاس ایسا ذریعہ علم موجود نہیں جو ہمیں ایسے بندوں کی حتمی نشاندہی کر سکے۔ چنانچہ بہت ضروری ہے کہ ہر شخص اپنے تمام تر گناہوں سے توبہ کا اہتمام کرے۔

حقیقی توبہ چونکہ دخول جنت کا سبب ہے لہٰذا اس مقام پر ''قابل قبول'' توبہ کے آداب و شرائط کا جاننا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کے بغیر دربارِ الٰہی میں توبہ قبول نہیں ہوسکتی۔

پہلی شرط: اخلاص نیت

اعمال وعبادات میں یہ اصول بہت واضح ہے کہ نیک نیتی اور خلوصِ دل کے بغیر بشمول توبہ کوئی عمل بھی قابل قبول نہیں چنانچہ توبہ وہی معتبر ہوگی جو دکھلاوے اور اغراض دنیوی سے پاک ہو۔

دوسری شرط: گناہ پر شرمساری

کیونکہ اظہار ندامت اور شرمساری کا جذبہ بھی انسان کے نیک نیت ہونے کی دلیل ہے۔ اگر ارتکابِ گناہ پر فخر ومسرت یا اظہار کا رویہ باقی ہوگا تو ایسی توبہ قبول نہیں ہوگی۔

تیسری شرط: گناہوں سے لاتعلقی

یعنی انسان جن گناہوں سے تائب ہورہا ہے، چاہیے کہ ان کے بقایا اثرات سے بھی اس کی زندگی بالکل پاک ہوجائے۔

چوتھی شرط: گناہ دوبارہ نہ کرنے کا عہد

قبولیت توبہ کے لیے یہ بہت اہم شرط ہے کیونکہ اگر یہ نیت ہو کہ آج تو یہ توبہ کر رہا ہو لیکن اگر موقع ملا تو دوبارہ بھی یہ گناہ کرلوں گا۔ پھر توبہ کرلوں گا، تو اس کی حیثیت شاعرانہ، آوارہ مزاجی کے سوا کچھ نہیں۔ بقول کسے۔

رات کو مئے خوب سے پی صبح کو توبہ کرلی
رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

Marfat.com

ایسا رویہ تو دنیا میں انسانوں کے بیچ بھی قابل قبول نہیں کہ کوئی شخص روز کسی کے حق میں جرم کرے اور روز اس سے معافی کا بھی طلبگار ہو۔ پھر اللہ رب العزت کے ساتھ یہ کیسے روا ہوگا۔

اسی طرح عدم قدرت اور گناہوں پر دسترس واختیار نہ ہونے کے باعث کی جانے والی توبہ بھی لائق قبولیت نہیں ایسی توبہ ایک عاجز ولاچار کی جانب سے مجبوری میں کی گئی توبہ کہلائے گی۔

پانچویں شرط: توبہ کے وقت کا درست ہونا

اس شرط کا مطلب یہ ہے کہ وہ توبہ قابل اعتبار نہیں جو عالم نزع میں کی جائے جب سانس اکھڑ رہی ہو اور موت سامنے کھڑی نظر آتی ہو۔

ارشاد خداوندی ہے کہ: وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ. (النساء ۴:۱۸)

ان لوگوں کی کوئی توبہ نہیں جو برے کام کرتے رہیں پھر جب کسی کی موت آ کھڑی ہو تو کہیں اب میں توبہ کر رہا ہوں۔

اس شرط کا دوسرا عمومی جز یہ ہے کہ توبہ اس وقت سے پہلے ہونی چاہیے جب علامات قیامت نمودار ہونے لگیں اور سورج کی گردش الٹ جائے اور وہ مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہونے لگے۔ آنحضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: اللہ تعالیٰ اپنا (دست مغفرت) رات کو پھیلائے رکھتا ہے تاکہ دن کا خطا کار توبہ کرلے اور وہ اپنا ہاتھ دن کو بھی پھیلائے رکھتا ہے کہ رات کا گناہ گار توبہ کرلے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ معمول سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک برقرار رہے گا۔

[صحیح مسلم: ۲۷۶۰، نیز دیکھیے :سنن ابو داؤد: ۲۴۷۹]

گناہ کا تعلق اگر حقوق العباد سے ہو تو ان پانچ شرطوں کے علاوہ ایک چھٹی شرط بھی لازمی ہے کہ: جس شخص کی حق تلفی کی گئی ہو اس سے معافی یا اس کے حق کو ادا کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ تاہم اگر کسی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو یا زیادتی کا شکار شخص دنیا سے رخصت ہو جائے تو بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مداوا متعلقہ شخص کے حق میں استغفار اور مغفرت کی دعاؤں کے ذریعے کیا

Marfat.com

جا سکتا ہے۔ [دیکھیے: التوبیخ والتنبیه از ابو الشیخ: ۲۱۱، مساوی الاخلاق از خرائطی حدیث نمبر ۲۱۱]

تکبر، خیانت اور قرض سے برأت

عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَاتَ وَهُوَ بَرِیْءٌ مِنَ الْكِبْرِ وَالْغُلُوْلِ وَالدَّيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ [سنن ترمذی: ۱۵۷۲]

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس حالت میں فوت ہوا کہ وہ تکبر، خیانت اور قرض سے پاک تھا، وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

تکبر لوگوں کو اپنے سے حقیر جاننے کا نام ہے، غرور اور گھمنڈ اسی کے مترادفات ہیں۔ یہ اخلاقی عیب اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ بلکہ تکبر اختیار کرنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ نزاع کے مشابہ قرار دیا ہے، اور اس کے مرتکب کو عذاب کی وعید سنائی ہے۔ [سنن ابو داؤد۔ ۴۰۹۰]

اس کے مقابلے میں عاجزی اور تواضع کی صفت اللہ کو نہایت محبوب ہے۔ منکسر مزاج اور متواضع انسان کو عزت و رفعت عطا کرنے کا اللہ نے وعدہ فرمایا ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا ''مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ'' (صحیح مسلم: ۲۵۸۸) جس نے اللہ کے لیے عاجزی اختیار کی اللہ اسے بلند مقام عطا فرمائے گا۔ تواضع کی فضیلت میں مزید احادیث بھی اس کتاب میں موجود ہیں۔

''غلول'' بنیادی طور پر مال غنیمت میں خرد برد کو کہا جاتا ہے لیکن عمومی طور پر خیانت کے لیے بھی یہ لفظ استعمال ہو جاتا ہے۔ حدیث بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ خیانت کا وجود دخول جنت میں مانع ہے۔ حدیث میں تیسری چیز قرض سے برأت ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص ساری عمر قرض سے پاک رہا ہو، لیکن اس کا زیادہ معتبر مفہوم یہ معلوم ہوتا ہے کہ موت کے وقت انسان کے اوپر قرض کا بار نہ ہو، بلکہ وہ قرض ادا کر کے اس بوجھ سے پاک ہو چکا ہو۔ المختصر یہ کہ جو لوگ بھی موت کے قریب ان عیوب سے پاک ہوں گے، وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

تقویٰ اور حسن خلق

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ

Marfat.com

الْجَنَّةَ، قَالَ: تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ۔ [سنن ترمذی:۲۰۰۵، سنن ابن ماجہ:۴۲۴۶]

حضرت ابوہریرۃ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ کون سی چیز لوگوں کو جنت میں لے کے جائے گی؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی خاطر محتاط رویہ اور حسن خلق۔

دین اسلام کی اخلاقی اصطلاحات میں ''تقویٰ'' اور ''حسن خلق'' دونوں ایسی جامعیت کی حامل ہیں کہ ان کی تشریح یا ترجمہ دو لفظوں میں ممکن نہیں، انھیں اگر اخلاقیات کے باب میں ''ام الصفات'' کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ یہ اصطلاحات دراصل کلام نبویؐ کے ہمہ گیر ہونے کی دلیل ہیں، یہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز ہے کہ آپؐ نے چھوٹے چھوٹے جملوں میں علوم ومعانی کے دریا بہا دیے ہیں، آپ کے انھی معجز کلمات میں درج بالا حدیث بھی شامل ہے، آگے چل کر جنت کے موجب جن اعمال وصفات کا تذکرہ ہوگا وہ سبھی ان دو عنوانات کی تشریح وتفسیر قرار دیے جاسکتے ہیں، چنانچہ یہاں الگ سے تفصیل میں جانے کی بجائے اگلے موضوعات کی طرف بڑھنا زیادہ مفید ہوگا۔

حسن کلام

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدِّثْنِيْ بِشَيْءٍ يُوْجِبُ لِيَ الْجَنَّةَ، قَالَ مُوْجِبُ الْجَنَّةِ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَاِفْشَاءُ السَّلَامِ وَحُسْنُ الْكَلَامِ۔

[معجم الطبرانی:۱۷۹۲۰، مسند الشہاب: از امام قضاعی، ج۴، ۲۲۷]

ترجمہ حضرت مقدام بن شریح رضی اللہ عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے بتایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جو میرے لیے جنت واجب کردے۔ آپؐ نے فرمایا: جنت کو واجب کرنے والی چیزیں یہ ہیں: کھانا کھلانا، سلام عام کرنا اور اچھی باتیں کرنا۔

Marfat.com

میٹھے بول کی سحر آفرینی کسی صاحب ذوق سے مخفی نہیں۔ اسی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا''۔ [صحیح بخاری: ۵۷۶۷]

حسن کلام میں جہاں خوب صورت تراکیب، حسین الفاظ اور متناسب جملے اہمیت کے حامل ہیں وہیں پاکیزہ معانی، نورانی افکار اور روحانی خیالات و مطالب کا مقام بھی اتنا ہی اہم ہے، لفظ و معنی کا پرنور امتزاج حسن کلام کو جنم دیتا ہے۔

حدیث بالا میں جس طرح کلام کو موجب جنت قرار دیا گیا ہے بعینہٖ اسی طرح ایک اور صحیح حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پاکیزہ بات کو آگ سے بچاؤ کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ آپؐ کا ارشاد گرامی ہے: ''اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ''۔

[صحیح بخاری: ۶۰۲۳]

آگ سے بچو، چاہے کھجور کے آدھے حصے کے عوض ہی کیوں نہ ہو، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پاکیزہ بات کے ذریعے (آگ سے بچنے کی کوشش کرو)

دل نوازی و شگفتہ مزاجی

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ اَوْ بِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ؟ تَحْرُمُ عَلٰى كُلِّ قَرِيْبٍ هَيِّنٍ لَيِّنٍ سَهْلٍ۔ [سنن ترمذی: ۲۴۹۰]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمھیں اس شخص کے بارے میں نہ بتاؤں جو آگ پر حرام کر دیا گیا ہے یا آگ اس پر حرام قرار دی گئی ہے؟ (فرمایا) ہر دل نواز، شگفتہ مزاج، نرم خو اور سادگی پسند انسان پر آگ حرام ہوگی۔

انسان کی طبیعت کا گداز اور مزاج کی شائستگی اللہ کی بڑی نعمتوں میں شامل ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت قرار دیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نرم دلی اور خوش مزاجی کو امت کے

Marfat.com

لیے بطور احسان ذکر فرمایا ہے بلکہ خود اپنے پیغمبر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر تم درشت اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ تمھارے قریب بھی نہ پھٹکتے۔ [آل عمران:۱۵۹]

مختلف انسانوں کے ساتھ روابط اور معاملات کا تجربہ شاہد ہے کہ رحم دلی اور مزاج کی لطافت اپنے اندر ایک عجیب کشش رکھتی ہے۔ بہت سے بدخلق اور ناشائستہ لوگ بھی اس کشش کے نہ صرف گرویدہ ہو جاتے ہیں بلکہ خود ان کے مزاج بھی بڑی حد تک سدھر جاتے ہیں۔ مغرور اور خودسر لوگ بھی وقار اور نرم خوئی کے سامنے ڈھیر ہو جاتے ہیں۔ اسی کیفیت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِيْمٌ○ [حٰمٓ السجدۃ (فصلت) ۴۱:۳۴]

اچھائی اور برائی کبھی برابر نہیں ہو سکتی، تم (برائی کا مقابلہ) نہایت بھلے انداز سے کرو، اس طرح جو تمھارا دشمن ہوگا وہ جگری دوست بن جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بردباری اور نرم مزاجی کے متعلق ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِیْ عَلَى الرِّفْقِ مَالَا يُعْطِی عَلَى الْعُنُفِ اِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا زَانَهٗ وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا شَانَهٗ.

[صحیح مسلم: ۴، ۲۵۹۳]

بے شک اللہ تعالیٰ رحم دل ہے اور رحم دلی کو ہی پسند فرماتا ہے۔ نیز رحم دلی پر وہ کچھ عنایت فرماتا ہے جو سختی پر نہیں عطا فرماتا۔ بے شک رحم دلی کسی بھی چیز کے ساتھ مل جائے تو اسے حسین بنا دیتی ہے اور یہ صفت جب کسی چیز سے نکال لی جائے تو وہ بدنما ہو جاتی ہے۔

حلم و بردباری، ٹھہراؤ اور خوش مزاجی کے بارے میں بہت کثرت سے فضائل اور منافع کا ذکر قرآن وسنت میں موجود ہے۔ کہیں انھیں صفات مومنین کے طور پر ذکر کیا گیا ہے تو کسی جگہ انھیں رحمان کے بندوں کا وصف قرار دیا گیا ہے، کسی مقام پر ان اوصاف طیبہ کو انبیاؑ کی پاکیزہ عادات کا حصہ بتلایا گیا ہے تو کہیں انھیں خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات خاص

Marfat.com

کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔

ان صفات کے حامل مومنین کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے بلند درجہ انسان قرار دیا ہے، روز قیامت ان لوگوں کو اپنے قریب اور جنت کے بلند ترین درجات پر متمکن ہونے کی خوش خبری سے نوازا ہے۔

ضعیف ومنکسر مزاج

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ، كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ.

[صحیح بخاری:۴۹۱۸، صحیح مسلم:۲۸۵۳]

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا: کیا میں تمھیں اہل جنت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہر کمزور ومتواضع اور ضعیف الحال کہ اگر اللہ کی کوئی قسم کھالے تو اللہ اس کو پورا فرمادے۔

حدیث پاک کے الفاظ سے اندازہ ہوتا ہے کہ دنیا میں کمزوری وبدحالی کو جھیلنے والے سادہ اور متواضع زندگی گزارنے والے مومنوں کا درجہ اہل دنیا کی نظر میں چاہے جتنا بھی حقیر ہو، اللہ کے ہاں اس قدر بلند ہے کہ اللہ تعالی ان کی قسموں کی لاج رکھتے ہیں، انھیں پورا فرماتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مساکین کو جنت کی خوش خبری عطا فرمائی ہے۔

اچھی باتیں اور جنت

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ: عَلِّمْنِيْ عَمَلًا يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، قَالَ: اِنْ كُنْتَ اَقْصَرْتَ الْخُطْبَةَ لَقَدْ اَعْرَضْتَ الْمَسْئَلَةَ اَعْتِقِ النَّسَمَةَ، وَفُكَّ الرَّقَبَةَ فَاِنْ لَمْ تُطِقْ ذٰلِكَ، فَاَطْعِمِ الْجَائِعَ وَاسْقِ الظَّمْآنَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ فَاِنْ لَمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَكُفَّ لِسَانَكَ اِلَّا عَنْ خَيْرٍ۔ [مسند احمد:۱۸۶۷۰، صحیح ابن حبان:۳۷۴]

Marfat.com

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے، آپؐ نے فرمایا: تم نے اگرچہ بات مختصر کی ہے لیکن مسئلہ (بہت اہم) پیش کیا ہے۔ (پھر فرمایا) ذی روح کو آزاد کرو، گردنوں سے غلامی کے طوق اتار کر انھیں آزادی سے روشناس کراؤ، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بھوکے کو کھانا کھلاؤ، پیاسے کو پانی پلاؤ، نیکی کی تلقین کرو اور برائی سے روکو، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان کو صرف اچھی باتوں تک محدود رکھو۔

کئی احادیث میں زبان کے غلط استعمال کو دوزخ کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ اس کا فطری مفہوم یہ ہے کہ زبان کا بہتر استعمال یقیناً جنت کا موجب ہوگا۔ یہی بات اس حدیث مبارکہ میں بیان کی گئی ہے۔ ایک صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کے بارے میں احتیاط اور اس پر قابو پالینے کو ''نجات'' سے تعبیر کیا ہے۔ [سنن ترمذی:۲۴۰۸]

ظاہر ہے کہ یہ نجات دنیا کی آفات وتکالیف تک محدود نہیں بلکہ آخرت کی اذیت وعذاب سے نجات بھی اس میں شامل ہے۔ ان شاءاللہ۔

فضول گوئی اور بے حیائی سے اجتناب

عَنْ سهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَن يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنُ لَهُ الْجَنَّةَ۔ [صحیح بخاری:۶۴۷۴]

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرم گاہ (کے تحفظ) کی ضمانت دے گا میں اسے جنت کی ضمانت دوں گا۔

بنیادی طور پر انسانی بدن کے تمام اعضا کو سلیم العمل ہونا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی کارکردگی شرعی حدود وقیود کی پابند ہو، ورنہ پورا بدن قابل محاسبہ وتعزیر قرار پاتا ہے، اس ضمن

Marfat.com

میں اگرچہ سبھی اعضا موثر ہیں، لیکن زبان اور شرم گاہ کی تاثیر نہایت گہری اور خطرناک ہے، یہ دونوں اعضا بہت سارے کبائر کا ذریعہ بن سکتے ہیں، بالخصوص زبان کے ذریعے وجود میں آنے والے گناہوں کی فہرست سب سے زیادہ طویل ہے۔

اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر انھی دونوں کی ضمانت کا ذکر کیا ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ جو شخص ان دونوں پر اپنی گرفت رکھنے میں کامیاب ہو جائے گا، اس کے لیے دوسرے اعضا کو اپنے کنٹرول میں رکھنا چنداں مشکل نہ ہوگا۔ شرم گاہ کے انحرافات بہت معروف ہیں البتہ زبان کی آفتوں اور گناہوں کا تذکرہ افادے سے خالی نہ ہوگا، اس کی کاٹی ہوئی فصل کا ڈھیر نہ صرف بہت بڑا ہے بلکہ اس میں اور بھی کئی نزاکتیں پنہاں ہیں۔ زبان کی تباہ کاریاں ملاحظہ ہوں:

۱۔ جھوٹ ۲۔ دشنام ۳۔ طنز
۴۔ لعنت ۵۔ ہجو ۶۔ غیبت
۷۔ بہتان ۸۔ دعویٔ باطل ۹۔ جھوٹی گواہی
۱۰۔ طعنہ زنی ۱۱۔ استہزا ۱۲۔ تمسخر
۱۳۔ کلمہ کفر ۱۴۔ درشت گوئی ۱۵۔ ناشکری
۱۶۔ احسان جتلانا ۱۷۔ ملامت کرنا ۱۸۔ تنابز بالالقاب (برے القاب سے یاد کرنا)
۱۹۔ نوحہ وماتم ۲۰۔ واویلا جزع وفزع ۲۱۔ حرام چیز کا ذائقہ
۲۲۔ زبان سے معیوب اشارہ کرنا

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کشتگانِ زبان کی تعداد کتنی زیادہ ہے۔ اس بارے میں ایک عربی شاعر نے کتنی گہری بات کہہ دی ہے:

جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِأَمُ
وَلَا يَلْتَئِمُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ

Marfat.com

تلوار کے زخم بھر جاتے ہیں مگر زبان کے گھاؤ نہیں بھرتے۔

درج بالا حدیث کا مفہوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قدرے مختلف الفاظ کے ساتھ بھی منقول ہوا ہے۔ ان الفاظ کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَ شَرَّ مَابَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

[سنن ترمذی: ۲۴۱۱]

جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے دونوں جبڑوں اور دونوں ٹانگوں کے بیچ والی چیز کے شر سے بچا لیا وہ جنت میں چلا جائے گا۔

صاف دلی اور جنت

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ يَطْلَعُ الْاٰنَ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، فَطَلَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ تَنْطِفُ لِحْيَتُهٗ مِنْ وَضُوْئِهٖ قَدْ عَلَّقَ نَعْلَيْهِ بِيَدِهِ الشِّمَالِ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ، قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مِثْلَ ذٰلِكَ فَطَلَعَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مِثْلَ الْمَرَّةِ الْاُوْلٰى، فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ، قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مِثْلَ مَقَالَتِهٖ اَيْضًا فَطَلَعَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ عَلٰى مِثْلِ حَالِهِ الْاَوَّلِ ...... اِلٰى آخر الحديث۔ [مسند احمد: ۹۷۷۹]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، آپؐ نے فرمایا: ابھی تمھارے سامنے ایک جنتی شخص نمودار ہوگا، اتنے میں قبیلہ انصار میں سے ایک شخص آ پہنچا، اس کی داڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا اور اس نے بائیں ہاتھ میں اپنے جوتے اٹھا رکھے تھے۔ اگلی صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ پہلے دن کی طرح اس کے آنے کی اطلاع دی، اور وہی شخص بالکل پہلے دن والی حالت میں نمودار ہوا، تیسرے دن آپؐ نے پھر وہی بات دہرائی اور وہ شخص بھی آپؐ کے کہنے کے مطابق پہلی سی کیفیت میں ظاہر ہوا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے

Marfat.com

تشریف لے گئے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس شخص کے ساتھ ہو لیے اور اس سے درخواست کی کہ مجھے اپنے ہاں ٹھہرا لیجیے تا کہ میں آپ کے معمولات کا مشاہدہ کر سکوں۔ بعد میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ میں اس کے ہاں تین راتیں ٹھہرا، میں نے اسے رات کو عبادت کے لیے اٹھتے نہیں دیکھا البتہ وہ جب بھی کروٹ بدلتا اللہ کی تکبیر و تسبیح ضرور بیان کرتا۔ ہر رات اسی طرح فجر کی نماز کا وقت ہو جاتا۔ تین دن گزر گئے تو میں نے اس سے کہا کہ میں گھر سے ناراض ہو کر آپ کے ہاں نہیں رہ رہا۔ بلکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین دن مسلسل آپ کے بارے میں یہ کہتے سنا کہ ابھی تمھارے درمیان ایک جنتی شخص نمودار ہوگا، تینوں مرتبہ مجلس میں آپ ہی نمودار ہوئے، تب مجھے یہ جستجو ہوئی کہ آپ کے ہاں رہ کر جائزہ لوں کہ آپ کو کس عمل نے اس درجے تک پہنچا دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بارے میں یوں فرما رہے ہیں۔ مگر (حیرت ہے کہ) میں نے آپ کو کوئی بڑا کام کرتے نہیں دیکھا، اس نے کہا ہاں: میرے معمولات روزانہ بس یہی ہیں جن کا تم نے مشاہدہ کیا ہے۔ میں واپس جانے کے لیے مڑا تو اس نے مجھے آواز دی اور کہا کہ ان معمولات کے علاوہ ایک بات ہے کہ میں کبھی اپنے دل میں کسی کے لیے کھوٹ نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی کی نعمت کو دیکھ کر جلن وحسد محسوس کرتا ہوں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بس یہی وہ بات ہے جس نے آپ کو اس بلندی تک پہنچا دیا ہے۔

بنیادی طور پر حدیث مبارکہ ''صاف دلی'' کی اہمیت اور فضیلت بیان کرتی ہے۔ یہ صفت اس قابل ہے کہ زندگی ہی میں جنت کی بشارت کا سبب قرار دی گئی ہے۔ صفائے قلبی فی الحقیقت ایک وسیع المعنی وصف ہے جو نفس انسانی کو لاتعداد امراض باطن، شبہات اور وساوس شیطانی کے علاوہ ذہنی واخلاقی قباحتوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ حسد ہو یا کینہ و بغض، عداوت ہو یا نفرت وانتقام سبھی وہ رذیل عادتیں ہیں جو دل کے آئینے کو مکدر بنا دیتی ہیں، اس کیفیت کے باعث انسان کی دیگر تمام صلاحیتیں بھی ناکارہ ہو کر رہ جاتی ہیں اور زندگی ناآسودگی کا نشان بن جاتی ہے۔

دل کو صاف وشفاف رکھنے کے بارے میں یہاں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی وہ

Marfat.com

نصیحت لائق مطالعہ ہے جو انھوں نے اپنے تلمیذ رشید امام شمس الدین بن قیم رحمہ اللہ کو فرمائی تھی۔
اس بارے میں خود ابن قیمؒ رقم طراز ہیں:

میں اپنے استاد شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے بار بار سوال کیا کرتا اور اپنے ذہن میں آنے والے شبہات ان کے سامنے پیش کرتا رہتا تھا۔ ایک دن انھوں نے مجھ سے فرمایا: ''تم اپنے دل کو اسفنج کی طرح مت بناؤ کہ جو شبہہ بھی اس پر وارد ہو دل اسے جذب کرلے، اس طرح تمھارا دل خیالات وشبہات کا مسکن بن جائے گا۔ اس کے مقابلے میں تم اپنے دل کو ایک صاف آئینے کی مانند بناؤ کہ شبہات اس کے سامنے تو آئیں مگر اس میں سرایت کیے بغیر گزر جائیں، تمھارا دل اپنی صفائی کے باعث ان کا مشاہدہ کرلے لیکن اپنی ملائمت کے سبب وہ کسی کو جذب نہ کر سکے''۔

ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں اس نصیحت سے جس قدر استفادہ کیا اتنا کسی اور چیز سے نہیں کیا۔ [مفتاح دار السعادۃ: ص۱۴۰ از امام ابن قیمؒ]

ترکِ غضب

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ یُدْخِلُنِی الْجَنَّةَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَغْضَبْ: وَلَکَ الْجَنَّةُ۔

[معجم الطبرانی الکبیر: ۱۷۶۲]

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے؟ آپؐ نے فرمایا غصہ چھوڑ دے، تجھے جنت مل جائے گی۔

غصہ یا غضب فطری طور پر فرد بشر میں پایا جانے والا ایک غریزی عامل ہے۔ نفس انسانی میں مطلقاً غصے کا وجود معیوب نہیں، اس لیے کہ یہ ایک جبلی جذبہ ہے تاہم غصے کے نتائج اور عواقب بالعموم مضرت رساں ہوتے ہیں، معاشرت، عام انسانی تعلقات اور روح و بدن پر غصے کے اثرات نہایت منفی انداز میں مرتب ہوتے ہیں، شدت غضب سے معاملات بگڑ کر قابو سے باہر

Marfat.com

ہو جاتے ہیں اور لطف ونرمی سے بگڑے ہوئے امور بھی سنور جاتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بالا نہایت جامع حکمتوں پر مبنی ہے۔ یہاں یہ تصور پیش نظر رہنا چاہیے کہ دین وعقیدہ حیاو ناموس کے معاملات میں غیرت وحمیت پر مبنی غصہ ممنوع نہیں بلکہ یہ ضروریات دین کا اہم جز ہے۔ آپؐ سے اس نوع کے متعدد امور میں غصے اور غضب کا اظہار صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

[دیکھیے صحیح بخاری: ۶۱۰۹۔۶۱۱۳]

حدیث میں موجود نصیحت کا مفہوم یہ بھی ہے کہ ''مغلوب الغضب'' طبیعت کے حامل افراد، ریاضت ومشق کے ذریعے اپنے غصیلے مزاج پر قابو پانے کی کوشش کر سکتے ہیں اور غالباً اس عمل پر جنت کی بشارت اسی صبر وبرداشت کے عوض دی گئی ہے۔

حیا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالْاِیْمَانُ فِی الْجَنَّةِ۔ [سنن ترمذی: ۲۰۰۹]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''حیا'' کا تعلق ایمان سے ہے اور ایمان کا مقام جنت ہے۔

حیا محض شرمانے لجانے کا نام نہیں بلکہ یہ ایک ایسی جامع صفت ہے جو انسان کو ہر لغو اور عبث چیز سے محفوظ رکھتی ہے، ہر مہمل اور باطل حرکت سے بچالیتی ہے، اسے کردار کے نقائص اور اخلاق کے عیوب میں مبتلا ہونے نہیں دیتی۔ حیا ایک ایسا اعلیٰ جذبہ ہے جو انسان کو وقار اور احترام کے بلند مقام پر متمکن کر دیتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

اَلْحَیَاءُ کُلُّهُ خَیْرٌ

حیا سب کی سب بھلائی ہے۔

ایک اور موقع پر فرمایا:

اَلْحَیَاءُ لَا یَاْتِی اِلَّا بِخَیْرٍ۔

Marfat.com

کہ حیا صرف خیر ہی لے کر آتی ہے۔[صحیح بخاری، ۶۱۱۷، صحیح مسلم: ۳۷]

رسول اللہ ﷺ نے حیا کو ایمان کا حصہ اور اس کے مترادف قرار دیا ہے چنانچہ جو صفات ایک مومن کا بلند پایہ کردار تشکیل دیتی ہیں وہی درحقیقت حیا کا بھی لازمہ ہیں۔

گویا حیا انسانی زندگی میں ایک ایسے مرشد اور رہبر کی مانند ہے جو قدم قدم پر ہدایت اور رہنمائی کا فریضہ انجام دیتی ہے، انسان کی آنکھوں میں جب تک حیا رہتی ہے وہ بے پناہ آلائشوں سے بچا رہتا ہے۔ یہ حیا کا جذبہ آنکھوں سے جاتا رہے تو انسان کو قعر مذلت میں گرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اِذَا لَمْ تَسْتَحيِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ۔ [صحیح بخاری: ۶۱۲۰]

جب تم میں حیا نہ رہے تو جو چاہے کرو۔

عربی زبان میں یہ حدیث ایک مثل کے طور پر یوں مشہور ہے:

اِذَا فَاتَکَ الْحَيَاءُ فَاصْنَعْ مَاتَشَاءُ

جب تمھاری حیا چلی جائے تو پھر تم جو چاہے کرتے پھرو۔

قناعت وکفایت

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: طُوْبٰى لِمَنْ هُدِىَ لِلْاِسْلَامِ وَكَانَ عَيْشُهُ كَفَافًا وَقَنَعَ۔ [سنن ترمذی: ۲۳۴۹]

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس شخص کو جنت ملی جسے اسلام کی ہدایت نصیب ہوئی اور اس کی زندگی گزارے اور قناعت پر مبنی رہی۔

کفایت وقناعت دراصل صبر وشکر کے مترادف عادات ہیں ان کی بدولت زندگی مسرور اور آسودہ گزرتی ہے۔ حرص وطلب کا ہیجان اسے بے سکون نہیں بنا سکتا۔ دنیا کا ایک منظر ظاہری ہے جس کی خوش نمائی انسانی طبیعت میں طمع ولالچ کے جذبات ابھارتی ہے، لیکن اس منظر کی عاقبت

Marfat.com

بالآخر فنا اور بربادی ہوتی ہے۔ دنیا کا دوسرا منظر باطنی ہے جو انسان کے دل میں محفوظ ہوتا ہے اور ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے، قناعت اور کفایت کا تعلق دراصل باطن کی دنیا سے ہے، جس کے دل کی دنیا پرسکون ہو اسے باہر کی انگیخت بے چین نہیں کرسکتی یہی قناعت وکفایت کا مفہوم ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اپنا ذاتی تجربہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اِنَّ جَنَّتِیْ وَبُسْتَانِیْ فِیْ صَدْرِیْ فَحَیْثُهُمَا اَرُوْحُ فَهِیَ مَعِیَ۔

میری جنت وبہشت میرے سینے میں ہے میں جہاں بھی جاتا ہوں وہ میرے ساتھ رہتی ہے۔

اطمینان قلب اور سیر چشمی کی یہ صفت اللہ پر کامل بھروسے اور اس کی تقسیم پر راضی رہنے سے پیدا ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث میں یہ مفہوم یوں بیان کیا گیا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ۔ [صحیح مسلم: ۱۰۵۴، سنن ترمذی: ۲۳۴۹]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص فلاح یاب ہوا جو اسلام سے فیض یاب ہوا اور جسے بقدر ضرورت رزق سے نوازا گیا اور وہ اللہ کی تقسیم پر راضی رہا۔

تنگ دستی پر صبر وبرداشت

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَبَرَ عَلَى الْقُوْتِ الشَّدِيْدِ صَبْرًا جَمِيْلًا اَسْكَنَهُ اللّٰهُ مِنَ الْفِرْدَوْسِ حَيْثُ شَاءَ۔

[الطبرانی الصغیر: ۱۰۷]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بقدر سدِّ رمق غذا پر صبرِ جمیل کا رویہ اختیار کیا اللہ تعالیٰ اسے جنت الفردوس میں وہ جہاں چاہے گا بسادے گا۔

Marfat.com

مطلق صبر ایک بہت عظیم اخلاق ہے، اس کی عظمت اور اللہ کے نزدیک اس کی قدر افزائی کے بارے میں گزشتہ ابواب میں چند احادیث گزر چکی ہیں۔ ان تمام احادیث میں صبر کا صلہ جنت بتلایا گیا ہے۔ صبر اگرچہ بے شمار جسمانی وروحانی تکالیف معنوی وذہنی اضطرابات پر تحمل وبرداشت کا نام ہے۔ تاہم درج بالا حدیثِ مبارک میں بھوک، مالی عسرت اور غذائی قلت کی سوہان روح مشقت کو خندہ پیشانی سے جھیل جانے والے شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت الفردوس کی بشارت عطا فرمائی ہے۔

حدیث کے الفاظ سے یہ مفہوم بھی مترشح ہوتا ہے کہ وہ شخص بھی اس بشارت کا مستحق ہے جو اچھی اور وافر غذا کی استطاعت اور انواع واقسام کے لذیذ ماکولات پر قدرت رکھنے کے باوجود محض اتنی خوراک استعمال کرتا ہے جس سے صرف زندگی کی نبض چلتی رہے، بلاشبہ یہ عمل بھی صبر جمیل کے اعلیٰ درجات پر فائز نظر آتا ہے، یہ عمل رضا کارانہ جذبے اور خود اختیاری کے تحت ہو تو اس پر اللہ کی نعمتوں سے روگردانی کا اعتراض وارد نہیں ہوتا بلکہ یہ سادگی، قناعت اور کفایت جیسے اصولوں پر صبر کے ساتھ قائم رہنے کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

غیبت سے اجتناب اور جنت

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُو لَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ جَلَسَ فِي بَيْتِهٖ لَمْ يَغْتَبْ اِنْسَاناً كَانَ ضَامِناً عَلَى اللّٰهِ۔ [صحیح ابن حبان:۲۷۲، مستدرک حاکم:۲۴۵۰]

وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سِتُّ خِصَالٍ مَامِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فِي وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ اِلَّا كَانَ ضَامِناً عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ (وَذَكَرَ مِنْهَا) وَرَجُلٌ فِي بَيْتِهٖ لَا يَغْتَابُ الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا يَجُرُّ اِلَيْهِمْ سُخْطًا وَلَا نِقْمَةً۔ [سنن بیهقی:۱۸۳۲۰، مؤطا مع تمهید:۵/۸۱، صحیح ابن خزیمه:۱۴۹۵]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے گھر میں سکونت پذیر رہا اور کسی کی غیبت نہ کی وہ اللہ کی سپرداری میں ہوگا۔

Marfat.com

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چھ عادتیں ایسی ہیں کہ ان میں سے کسی ایک پر عمل کے دوران اگر کوئی اس دنیا سے رخصت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل کرنے کا پاسدار ہے (ان عادتوں میں ایک یہ ہے) کہ وہ شخص اپنے گھر میں مقیم رہا نہ مومنوں کی غیبت کی اور نہ ہی ان کی ناراضگی اور دل آزاری کا سبب بنا۔

عقل و شرع دونوں کے اعتبار سے غیبت ایک بہت ہی بری عادت قرار دی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کی تعریف کچھ اس طرح کی ہے: ''ذِکْرُکَ اَخَاکَ بِمَایَکْرَہ'' کسی کی غیر موجودگی میں اس کا ایسا ذکر جو اسے ناپسند ہو۔

غیبت کرنے والوں میں عام طور پر یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ جب انھیں غیبت سے اجتناب کا مشورہ دیا ہے تو وہ بطور جواز یہ کہتے ہیں کہ ہم کون سی غلط بیانی کر رہے ہیں۔ یہ سارے عیب تو فلاں میں پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا ہماری بات حقیقت کے خلاف نہیں۔ لیکن ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ غیبت کے بارے میں اسی طرح کے شبہے کا اظہار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی کیا گیا تھا جب آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا کیا تم جانتے ہو غیبت کسے کہتے ہیں؟ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اس کا ایسا ذکر جو اسے اچھا نہ لگے غیبت کہلاتا ہے، حاضرین کی جانب سے پوچھا گیا، اگر وہ باتیں جو میں کہہ رہا ہوں میرے بھائی میں موجود ہوں کیا تب بھی وہ غیبت ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! اگر یہ باتیں اس میں ہوں گی تبھی تو غیبت کہلائیں گی ورنہ اگر اس میں نہ ہوں گی تب تو تم بہتان کے مرتکب قرار پاؤ گے۔

[صحیح مسلم: ۲۵۸۹، سنن ابوداؤد: ۴۸۷۴]

غیبت کی قباحت کے دلائل قرآن وسنت اور آداب زندگی میں نہایت واضح اور وافر ہیں لیکن سارا مسئلہ غیبت کی حقیقت کو ٹھیک طرح سے سمجھنے کا ہے۔ اسی فہم کے نقص کی وجہ سے جاہل تو کیا عالم بھی اس عیب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہاں یہ نشان دہی قرین موضوع ہوگی کہ علمائے

Marfat.com

اخلاق نے قرآن وسنت کی صریح نصوص سے استدلال کرتے ہوئے بعض مخصوص امور میں کسی شخص یا گروہ کے عیوب بیان کرنے کی اجازت دی ہے، یہ امور درج ذیل ہیں:

۱۔ مشورہ دیتے ہوئے کسی کو عیوب سے آگاہ کرنا۔

۲۔ علاج وتشخیص مرض کے لیے طبیب کو مریض کے عیوب سے آگاہ کرنا۔

۳۔ دعویٰ وقضا اور شہادت کے ضمن میں عیوب کا ذکر کرنا۔

۴۔ استفتاء کے لیے مفتی کے سامنے مسئلے سے متعلق بعض عیوب کا بیان کرنا۔

۵۔ عامۃ الناس کو اہلِ شر سے متنبہ کرنے کے لیے ان کے عیوب بتانا۔

یہ وہ بنیادی عنوانات ہیں جو اہل علم کے نزدیک غیبت کی حرمت سے مستثنیٰ ہیں اور یہ سب دلائل سے ثابت ہیں۔

نامعلوم قرض ادا کرنا

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثٌ مَنْ جَاءَ بِهِنَّ مِنْ اِيْمَانٍ دَخَلَ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ وَزَوَّجَ مِنْ حُوْرِ الْعِيْنَ كَمْ شَاءَ مَنْ اَدّٰى دَيْنًا خَفِيًّا، وَعَفَا عَنْ قَاتِلِهٖ، وَقَرَأَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ عَشْرَ مَرَّاتٍ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ اَوْ اِحْدَا هُنَّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: اَوْ اِحْدَاهُنَّ۔ [معجم الاوسط، طبرانی:۲۲۶۱، مسند ابویعلی:۱۷۹۴]

حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین چیزوں پر جو ایمان کی حالت میں عمل کرے گا، وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے گا داخل ہو سکے گا اور جنتی حوروں سے چاہے گا نکاح کر سکے گا۔ (پہلی چیز) جس نے پوشیدہ ونامعلوم قرض ادا کر دیا، (دوسری چیز) اپنے قاتل کو معاف کر دیا (تیسری چیز) اور ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی تلاوت کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: یارسول اللہ ﷺ اگر کوئی ان میں

Marfat.com

سے کسی ایک چیز پر عمل پیرا ہو جائے تو؟ آپ ؐ نے جواباً فرمایا: ہاں! کسی ایک پر عمل کرنے کا اجر بھی یہی ہوگا۔

نامعلوم قرض کا مطلب یہ ہے کہ جو عرصہ بیت جانے، یادداشت کھو جانے، یا کسی اور وجہ سے قرض خواہ کو یاد نہ رہے کہ اس نے فلاں شخص کو اس قدر قرض دے رکھا ہے، مگر قرض دار کو یہ ادائیگی یاد ہو اور وہ اچانک یہ قرضہ واپس کر دے۔ اگرچہ قرضے کی واپسی بجائے خود ایک لازم فرض ہے جس سے مرنے کے بعد بھی جان نہیں چھوٹتی، لیکن حدیث میں بیان کردہ صورت میں ادھار کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ قرض خواہ کو اچانک ایک خوشی پہنچانا بھی شامل ہے اور مطالبے کے بغیر اسے ایک بھولی ہوئی امانت لوٹا کر مسرور کرنا ہے۔ غالباً اسی بنا پر اس عمل کا درجہ بہت بلند قرار دیا گیا ہے۔

اپنے قاتل کو معاف کرنا

قتل ہو جانے کے بعد اپنے قاتل کو معاف کرنا تو فطرتاً ممکن نہیں۔ لیکن حدیث بالا میں قاتل کو معاف کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ روح کے بدن سے پرواز کر جانے سے پہلے عالم نزع میں کوئی شخص اپنے اوپر قاتلانہ حملہ کرنے والے کو معاف کر دے، یہ معافی حق قصاص کی بھی ہو سکتی ہے اور قصاص و دیّت دونوں سے بھی ہو سکتی ہے۔ معافی کے اس عمل کی عظمت از خود ظاہر و باہر ہے اس کے لیے مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ اس عمل کا صلہ بھی جنت بتایا گیا ہے۔

فرض نمازوں کے بعد سورۂ اخلاص کی تلاوت

اس حدیث میں سورۂ اخلاص کے دس مرتبہ پڑھنے کا تذکرہ ہے، لیکن اس کتاب کے باب ''المبشر ون'' میں مطلقاً سورۂ اخلاص کی محبت کو جنت کا سبب قرار دینے سے متعلق چند صحیح احادیث ذکر کی گئی ہیں، جو اس موضوع پر کافی وشافی ہیں۔ سورۃ الاخلاص سے محبت میں اس کی تلاوت بھی شامل ہے۔

سخاوت وفیاضی

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَيْتًا يُقَالُ لَهُ

Marfat.com

بَیْتُ السَّخَاء۔ [معجم طبرانی الاوسط:۵۸۷۲]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک جنت میں ایک گھر ہے جسے سخاوت کا گھر کہا جاتا ہے۔

سخاوت کا تعلق ظاہری اسراف وتبذیر اور نمود ونمائش سے نہیں ہے بلکہ یہ انسان کے دل میں پایا جانے والا ایک خاص جذبہ ہے، جو اسے لالچ، حرص اور طمع جیسے عیوب سے پاک رکھتا ہے اور فیاضی پر آمادہ کرتا ہے۔ مال ودولت کو جمع کرنے، گنتے رہنے، اور ذخیرہ اندوزی کرنے کو معاشرے میں ایک قبیح فعل تصور کیا جاتا ہے، سخی دل انسان ان قباحتوں سے بھی محفوظ رہتا ہے۔

قرآن وسنت میں سخاوت وغنا کے بالمقابل ''بخل'' اور ''شح'' کی صفات بیان کی جاتی ہیں بخل موجود مال میں کنجوسی کو کہتے ہیں اور ''شح'' غیر موجود مال کی حرص کا نام ہے اور ان صفات کے ساتھ جنت میں داخلے کی ممانعت کے بارے میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں [دیکھیے: الترغیب والترھیب: ج۳، ص۳۷۸] ان کو دیکھتے ہوئے سخاوت کی فضیلت از خود واضح ہوجاتی ہے۔ سخی کا ایمان اور اللہ پر توکل اور یقین بہت بلند درجے پر فائز ہوتے ہیں، اسے پورا اعتماد ہوتا ہے کہ راہ خدا میں خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ مزید عطا وبخشش سے نوازتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

اَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ يُنْفَقْ عَلَيْكَ۔

اے ابن آدم! (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو تم پر بھی خرچ کیا جائے گا۔ [صحیح مسلم:۹۹۳]

اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ سخاوت نہیں کرو گی تو اللہ تم پر بھی خرچ روک دے گا۔ [صحیح مسلم: ۱۰۲۹]

کسبِ حلال

عَنْ رَكْبِ الْمِصْرِيِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم طُوْبٰى لِمَنْ طَابَ

Marfat.com

كَسَبُهُ وَصَلُحَتْ سَرِيْرَتُهُ وَكَرُمَتْ عَلَانِيَّتُهُ وَعَزَلَ عَنِ النَّاسِ شَرَّهُ، طُوْبٰى لِمَنْ عَمِلَ بِعِلْمِهِ وَاَنْفَقَ الْفَضْلَ مِنْ مَالِهِ وَاَمْسَكَ الْفَضْلَ مِنْ قَوْلِهِ۔

[معجم الطبرانی الکبیر:۴۴۸۱]

حضرت رکب المصری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اُس شخص کو جنت کی خوشخبری ہو جس کا کسب معاش پاکیزہ، باطن پاک اور ظاہر معزز ہے اور اُس نے لوگوں سے اپنے شر کو دور کر دیا ہے۔ اُس شخص کو بھی یہ بشارت ہو جس کا عمل اُس کے علم کے موافق ہوا، اُس نے اپنے مال سے فاضل حصہ خرچ کیا اور فضول گوئی سے باز رہا۔

اس حدیث میں پہلا جنتی عمل کسب حلال ہے، یہی اس وقت ہمارا موضوع ہے۔ باقی صفات پر تذکرہ کتاب کے دیگر عنوانات کے تحت آ گیا ہے۔ لفظ ''طوبیٰ'' جنت ہی کا ہم معنی ہے۔ چنانچہ بعض احادیث کے مطابق طوبیٰ جنت میں ایک ایسے درخت کا نام ہے جس کے شگوفوں سے جنتیوں کا لباس تیار کیا جائے گا۔ [صحیح ابن حبان:۷۴۱۴]

اس اعتبار سے طوبیٰ کی اصطلاح کے ساتھ دی جانے والی بشارت دراصل جنت ہی کی خوش خبری ہے۔

کسبِ حلال کی انسانی زندگی میں بہت اہمیت ہے۔ کسب کی نوعیت کے اثرات پوری زندگی اور انسانی احوال پر نمایاں انداز میں پڑتے ہیں۔ روح و بدن کے عوارض کا اس کسب سے گہرا تعلق ہے۔ تجربہ یہ ہے کہ اولاد کا نیک و طالع مند ہونا یا نالائق و نافرمان، اسی کسب کی نوعیت پر منحصر ہوتا ہے۔ حرام ذرائع سے دولت جتنی سرعت سے آتی ہے، اس سے زیادہ تیزی سے مختلف امراض اور اچانک پیش آنے والے حادثات کے ذریعے واپس چلی جاتی ہے۔ سیدھی سی بات یہ ہے کہ حرام چیز ناپاک اور نجس ہوتی ہے اور کوئی بھی نجاست کے ساتھ جنت میں نہیں جا سکتا۔

سچا تاجر

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ

Marfat.com

الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ۔ [سنن دارمی: ۲۵۳۹، سنن ترمذی:۱۲۰۹]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ سچا اور امانت دار تاجر (روز قیامت) انبیا، صدیقین اور شہدا کے ساتھ ہوگا۔

کسبِ حلال کے ذرائع میں تجارت کئی وجوہ سے افضل ذریعہ ہے، تاہم اسلام نے تجارت کے اصول وآداب مقرر کر دیے ہیں۔ اس شعبے کو بے مہار نہیں چھوڑ دیا گیا بلکہ صداقت، امانت پاکیزگی، اشیا کی حلت، خالص اور بے ضرر ہونا نیز بیع وشراء میں ہر چیز کی وضاحت کے اصولوں کو نافذ کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح خرید وفروخت اور لین دین کے معاملات میں فریب، دھوکہ، جھوٹ، مبالغہ آرائی، عیب چھپانا، ناروا منافع خوری اور اپنی چیز بیچنے کے لیے ملمع سازی جیسی حرکات سے منع کیا گیا ہے۔ حدیث میں ''صدوق'' اور ''امین'' ان تمام تجارتی ضوابط اور اخلاقیات کا احاطہ کرنے والی جامع اصطلاحات ہیں۔

آج تجارت کا میدان نت نئے رنگ اختیار کر چکا ہے۔ تجارت کے اس جدید قالب میں تشہیری ذرائع (پبلسٹی اور ایڈورٹائزمنٹ) کی صنعت کا بہت بڑا دخل ہے، ناقص، غیر معیاری، مضر صحت اور ناخالص اشیاء کو تشہیری ملمع سازی اور مبالغہ آمیزی کے ذریعے گاہکوں میں مقبول بنانے کا مکروہ عمل بغیر کسی رکاوٹ کے جاری وساری ہے۔ اس وسیلے کی بدولت ارزاں چیزیں بھی گراں نرخوں پر فروخت کر دی جاتی ہیں۔ اشیا کے عیوب چھپا دیے جاتے ہیں اور ناجائز منافع خوری کا ایک مقابلہ شروع ہو جاتا ہے۔

شیطان کے اس مزین کردہ ماحول میں صدق وامانت کے ساتھ تجارت اور زیادہ مشکل کام بن جاتا ہے۔ تاہم اس مشکل کو انگیز کرنے کا اجر بھی بہت عظیم بتایا گیا ہے۔ یعنی ایک صادق وامانت دار تاجر روز قیامت انبیاً، صدیقین اور شہدا کے ساتھ انھی کی رفاقت میں ہوگا۔

صف کے خلل کو بھرنا

عَنْ عَائِشَه رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : مَنْ سَدَّ فُرْجَةً بَیْنَ الصَّفِ

Marfat.com

رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَبَنَى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔

[مصنف ابن ابی شیبہ:۳۷۴۴، طبرانی الاوسط:۵۷۹۷، سلسلة الاحادیث الصحیحة ج۴/ ۱۸۹۲]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے (نماز کی) صف میں موجود شگاف کو بھرا اللہ تعالیٰ اس کے درجے کو بلند فرمائے گا اور جنت میں اُس کے لیے گھر بنائے گا۔

نماز میں صفوں کی ترتیب اور راستی، اور ان کے بیچ میں خلل اور فاصلے کو ختم کرنے کی بہت زیادہ تاکید وارد ہوئی ہے۔ بلکہ درحقیقت لفظ صف کا اطلاق ہی اس وقت ہوتا ہے جب اس میں سب سیدھے اور قدم سے قدم ملا کر کھڑے ہوں اُن کے درمیان کوئی خلا اور دوری نہ ہو۔ احادیث کے مطابق نماز میں اختیار کیا جانے والا یہ عمل، دلوں کی مضبوطی اور باہمی تعلق کی پختگی پر منتج ہوتا ہے۔

[صحیح بخاری: ۷۱۷، صحیح مسلم: ۴۳۲]

اس عمل کے جنتی ہونے کی حکمت اور وجہ کی طرف ایک اور صحیح حدیث میں اشارہ موجود ہے۔ آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا: تم اس طرح صفیں کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے ہاں صفیں بناتے ہیں۔ صحابہؓ نے دریافت کیا: یارسول اللہ: فرشتے اپنے رب کے ہاں کیسی صفیں بناتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا وہ پہلے اگلی صفیں مکمل کرتے ہیں اور صفوں میں جڑ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ [صحیح مسلم: ۴۳۰]

اگلی صفوں کو مکمل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان میں کوئی گنجایش باقی نہیں چھوڑتے اور جنت ملنے کی مناسبت یہ ہے کہ انسانوں میں سے جو فرشتوں کے عمل کی متابعت کرے گا وہ فرشتوں کی مانند قرب الٰہی سے فیض یاب ہوگا اور جنت بھی اللہ کے قرب کی علامت ہے۔

کسی سے سوال نہ کرنا

عَنْ اَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ بَايَعَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَانِي فَقَالَ هَلْ لَكَ اِلَى الْبَيْعَةِ وَلَكَ الْجَنَّةَ قُلْتُ نَعَمْ: وَبَسَطْتُ يَدِي فَقَالَ وَهُوَ يَشْتَرِطُ عَلَيَّ اَنْ لَا اَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا قُلْتُ نَعَمْ: قَالَ: وَلَا سَوْطَكَ اِنْ سَقَطَ مِنْكَ حَتّٰى تَنْزِلَ فَتَاْخُذَهُ۔

[مسند احمد: ۳۵۳۷]

Marfat.com

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیعت کے لیے طلب فرمایا اور پوچھا کیا مجھ سے ایسی بیعت چاہتے ہو جس کے بدلے تمھیں جنت مل جائے۔ میں نے کہا جی ہاں: اور اپنا ہاتھ پھیلایا، مگر آپؐ نے یہ شرط لگائی کہ آیندہ تم کسی سے کچھ نہیں مانگو گے۔ میں نے عرض کیا، مجھے منظور ہے، آپؐ نے فرمایا اگر تمھاری چابک بھی گر جائے تو تم (سواری سے اتر کر) اُسے خود اٹھانا۔

یہ حدیث بہت جامع فوائد پر مشتمل ہے۔ بالخصوص آج کی پرآسایش اور سہولتوں سے بھری دنیا میں اس کی بہت اہمیت ہے، جہاں انسان نقل وحرکت سے کنارہ کش ہوتا جارہا ہے۔ نوکر چاکر، آلات اور ٹیکنالوجی کے باعث وہ اپنا ہر کام اشاروں سے کرنا چاہتا ہے۔ پُرتعیش طرزِ زندگی کے نتیجے میں آج بہت سے لوگ سستی، کاہلی اور فربہی کے مستقل مریض بن گئے ہیں، جو آگے مزید امراض کو جنم دے رہی ہے۔ یہ سب کچھ نوابوں کی طرح بیٹھے رہنے اور پانی کا گلاس تک خود نہ اٹھانے کے سبب ہورہا ہے۔ خوشحال اور مترف طبقے کو تو خیر ہر طرح کی سہولت میسر ہے، لیکن متوسط طبقہ بھی اُن کی نقالی میں اپنے ہاتھ پیر ہلانے سے گریزاں ہے۔ حالانکہ اپنے کاموں کی خود اپنے ہاتھوں سے انجام دہی میں کوئی عار نہیں بلکہ عظمت پوشیدہ ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے کام کاج خود ہی انجام دیتے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے جیسا کہ اس حدیث میں علامتی طور پر کوڑے (چابک) کو زمین سے اٹھانے کا ذکر ہے۔ مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے تمام امور میں کسی کا محتاج نہ بنے بلکہ اپنے کام خود کرنے کی عادت ڈالے۔ عظیم صحابیِ رسول اور خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ دونوں کے بارے میں یہ منقول ہے کہ وہ اپنی سواری پر بیٹھے ہوتے اور چابک ہاتھ سے زمین پر گر جاتا تو وہ کسی کو یہ نہ کہتے تھے کہ بھائی ذرا یہ چابک پکڑا دو بلکہ خود نیچے اتر کر اُسے اٹھاتے۔ [سنن نسائی: ۲۵۹۰]

جماعت کے ساتھ رہنا

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَاِيَّاكُمْ

Marfat.com

الْفُرْقَة فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ عَنِ الْإِثْنَيْنِ اَبْعَدُ مَنْ اَرَادَ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ۔ [مسند احمد: ۱۱۴، سنن ترمذی: ۲۱۶۵]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمھارے اوپر جماعت کے ساتھ رہنا لازم ہے اور تمھیں جدائی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ شیطان ایک اکیلے شخص کو نشانہ بناتا ہے اور وہ دو سے دور بھاگتا ہے۔ جو کوئی جنت کے بیچوں بیچ (گھر) کی تمنا کرتا ہے اُسے جماعت کے ساتھ رہنا چاہیے۔

اجتماعیت دراصل انسانی فطرت کا حصہ ہے انسان کے اسی پہلو کو دیکھتے ہوئے ماہرین عمرانیات نے اسے ''مدنی الطبع'' یعنی شہریت پسند قرار دیا ہے۔ چنانچہ جو چیز دنیا میں اس کی فطرت کا مظہر اور کامیابی کی ضامن ہے، حدیث پاک میں درحقیقت اسی چیز کو ایک مومن کے لیے جنت کا سبب بتایا گیا ہے۔ متعدد احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہائی اور وحشت کو خطرناک قرار دیتے ہوئے اس سے اجتناب کی تلقین فرمائی ہے۔

یہاں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ تفکر اور تدبر نیز تحقیق وجستجو کے لیے خلوت گزینی اختیار کرنا بالکل ایک الگ معاملہ ہے اور ایسا وقتی تقاضوں کے تحت ہوتا ہے جو ممانعت میں شامل نہیں۔ معاشرتی آداب، اجتماعی حقوق وفرائض، مشترک عبادات اور بندگانِ خدا سے تعلقات دراصل وہ شعبے ہیں جن میں اجتماعیت سے لاتعلقی اور تنہا پرواز ممنوع قرار دی گئی اور زندگی کے انھی نشیب وفراز میں کسی معتبر اور بلند کردار اجتماعی نظام سے وابستہ رہنے کا اجر جنت کے قلب میں سکونت کی شکل میں بتایا گیا ہے۔

حدیث میں رہائش وسکونت کے لحاظ سے تنہا اور کٹ کر رہنا بھی مراد ہوسکتا ہے اور فکری و عملی اعتبار سے اجتماعیت کے بجائے انفرادیت کے پندار میں ڈوبے رہنا بھی اس کے مفہوم میں شامل ہے۔ اسی طرح جماعت کے ساتھ رہنے کا مفہوم قطعاً یہ نہیں کہ تعصب اور خود پسندی میں مبتلا مسلکی فرقوں اور مکتبی جماعتوں میں شمولیت اختیار کرلی جائے، بلکہ ''الجماعۃ'' سے مراد مسلمانوں کا

Marfat.com

وہ گروہ ہے جو فقہی مسلک ومکتب کی بنیاد پر نہیں بلکہ اسلام کے وسیع نظریئے اور آفاقی عقیدے کی بنیاد پر لوگوں کو مجتمع ہونے کی دعوت دیتا ہو وہ اپنے مسلک کے غلبے کے لیے نہیں بلکہ "دین اسلام" کی بالادستی کے لیے منظم طور پر کوشاں ہو۔ دین کے لیے فکر مندی ہی وہ اعلیٰ اساس ہے جس پر جنت کی بشارتیں دی گئی ہیں۔

اللہ کے لیے مسلمان بھائی کی زیارت

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اَلرَّجُلُ يَزُوْرُ اَخَاهُ فِيْ نَاحِيَةِ الْمِصْرِ لَا يَزُوْرُهُ اِلَّا لِلّٰهِ فِي الْجَنَّةِ۔

[شعب الایمان، بیہقی، ۸۷۳۲، کنز العمال: ۴۳۵۰۳]

حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو اللہ کی خاطر ملنے کے لیے شہر کے کونے تک جاتا ہے تو ایسا شخص جنت میں جائے گا۔

اللہ کے لیے محبت کرنے پر جنت کی بشارت والی حدیث پیچھے گزر چکی ہے۔ زیارت دراصل محبت کا ہی ایک جز ہے۔ محبت کے بغیر زیارت کے لیے کلفت سفر کوئی نہیں اٹھاتا۔ البتہ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ زیارت کرنا ہی سچی محبت کی دلیل ہے، یہ نہ ہو تو محبت محض دل میں مقید ایک جذبے کا نام ہے جو اظہار کی محتاج ہے اس اعتبار سے زیارت، محبت پر ایک اضافی درجے کی حامل بھی قرار دی جاسکتی ہے۔ بہرکیف ان دونوں صفتوں پر جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

صدمے پر فوری صبر اور جنت

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: يَقُوْلُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى: اِبْنَ آدَمَ اِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى لَمْ اَرْضَ لَكَ ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّةِ۔

[سنن ابن ماجہ: ۱۵۹۷]

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت

Marfat.com

فرماتے ہیں: اے ابن آدم اگر تو صدمہ پہنچتے ہی شروع ہی میں صبر کر لے اور اجر کا طلب گار بن جائے تو میں تجھے جنت دیئے بغیر کسی اور ثواب پر راضی نہ ہوں گا۔

شرعی اخلاقیات میں صدمات پر صبر کرنا ایک معروف اخلاق ہے لیکن اس حدیث میں صبر کی وہ قسم بیان کی گئی ہے جو صدمہ پہنچنے کے بالکل متصل ہو۔ اس موقع پر صبر و برداشت ایک پُرعزیمت کام ہے۔ ورنہ مصیبت میں آہ و بکا اور نالہ وشیون کے بعد دل کا بوجھ ہلکا ہو جانے پر تو صبر آ ہی جاتا ہے۔ چنانچہ حدیث پاک کے مطابق اصل صبر شدت غم اور صدمے کے آغاز میں ہونا چاہیے۔

جس کے تین یا دو بچے فوت ہو جائیں

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: مَامِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ اِيَّاهُمْ۔ فَقَالَتْ اِمْرَأَةٌ اَوِاثْنَيْنِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ، أَوْ اِثْنَيْنِ۔ وَفِى الطبرانى۔ فَقَالَتْ اُمُّ اَيْمَن وَوَاحِدٌ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ وَوَاحِدٌ۔ [صحیح بخاری:۱۲۴۸، صحیح مسلم: ۲۶۳۳، سنن ترمذی: ۱۰۶۱]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس مسلمان کے تین بچے بلوغت سے قبل فوت ہو جائیں اللہ تعالیٰ اُسے ان بچوں کے ساتھ رحم دلی کی بدولت جنت میں داخل فرما دے گا۔ (اس موقع پر) ایک عورت بولی: یارسول اللہ: دو بچوں کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں دو بچوں کی وفات کی بدولت بھی جنت ملے گی۔

معجم الطبرانی اوسط کی روایت میں ہے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ایک بچے کے بارے میں بھی دریافت فرمایا: آپ کچھ دیر خاموش رہے؟ پھر فرمایا: ہاں ایک کا بھی یہی حکم ہے۔

اس حدیث میں تین اور دو کا عدد تو صحیح احادیث سے ثابت ہے البتہ ایک بچے کے متعلق روایات قدرے ضعیف ہیں تاہم یہ ضعف اس وجہ سے موثر نہیں کہ ایک بچے کی وفات پر جنت کی بشارت صحیح احادیث میں وارد ہوئی ہے۔ مثلاً اگلا عنوان ملاحظہ فرمائیں۔

[دیکھیے: صحیح بخاری: ۶۰۶۰، سنن ترمذی: ۱۰۲۱، مسند احمد: ۳/ ۴۳۶، صحیح ابن حبان: ۷۴۶]

Marfat.com

نعمتِ اولاد چھن جانے پر اللہ کی تعریف

عَنْ اَبِیْ مُوْسَیٰ الاشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِذَا مَاتَ وَلَدًا لُعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِمَلَائِکَتِهٖ، قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ: فَیَقُوْلُ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَیَقُوْلُ: فَمَاذَا قَالَ عَبْدِیْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: حَمِدَکَ وَاسْتَرْجَعَ، فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَبْنُوْا لِعَبْدِیْ بَیْتاً فِی الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَیْتَ الْحَمْدِ۔ [سنن ترمذی: ۱۰۲۱]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کسی بندے کا بچہ مرجاتا ہے تو اللہ فرشتوں سے پوچھتے ہیں، کیا تم نے میرے بندے کا بچہ اور اُس کا جگر گوشہ چھین لیا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: جی ہاں، اللہ فرماتے ہیں کہ پھر میرے بندے نے کیا کہا: فرشتے جواب دیتے ہیں، مولا اُس نے تیری حمد بیان کی اور تیری طرف لوٹنے کا اقرار کیا۔ اللہ فرشتوں کو حکم صادر فرماتے ہیں کہ میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دو، اور اس کا نام ''بیت الحمد'' رکھ دو۔

اللہ کے فیصلوں پر راضی رہنے اور غم و آزمائش کے موقعے پر شکوہ و گلہ مندی کے بجائے اللہ کی حمد و ثنا کتنا عظیم فعل ہے اس کا کچھ اندازہ اس حدیث مبارکہ سے ہوجاتا ہے۔ اس عمل پر جنت میں ایک خصوصی گھر کی تعمیر کتنی بڑی عزت افزائی ہے، اس کا ہم یہاں تصور نہیں کرسکتے۔ یقیناً جو اللہ کا ہوجاتا ہے، اللہ بھی اس کا ہوجاتا ہے۔

قانونِ شریعت کو تسلیم کرنا

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَتَی النَّبِیَّ ﷺ النُّعْمَانُ بنَ قَوْقَلٍ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَیْتَ اِنْ حَلَّلْتُ الْحَلَالَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَصَلَّیْتُ الْمَکْتُوْبَاتَ أَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : نَعَمْ۔ [صحیح مسلم: ۱۵، مسند احمد: ۱۰۳۰]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے پاس نعمان بن قوقل آئے،

Marfat.com

انھوں نے پوچھا: یارسول اللہ آپ کا کیا خیال ہے اگر میں حلال کو حلال اور حرام کو حرام قرار دوں، فرض نمازوں کی پابندی کروں تو کیا میں جنت میں چلا جاؤں گا، آپؐ نے فرمایا: ہاں۔

حدیث میں حلال وحرام بطور اصطلاح تمام معاشی ومعاشرتی معاملات کا احاطہ کر رہے ہیں، جملہ افعال واعمال ماکولات ومشروبات، لباس اور اشیائے استعمال اس کے وسیع تصور میں شامل ہیں۔ البتہ ظاہری عبادات میں صرف نمازوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ نمازوں کی کثرت اور اغلبیت ہوسکتی ہے ورنہ غیر مذکور عبادات (زکوۃ، روزہ وحج) کا سقوط یا ان کا غیر اہم ہونا اس سے ثابت نہیں ہوتا۔ حلال شے کی حلت اور حرام کی حرمت کو تسلیم کرنے کا صاف مفہوم یہ ہے کہ خدا اور رسولؐ کی شریعت کو بے چون وچرا مان لینا اور حرام وحلال کے معاملے میں تاویلات اور شبہات دونوں سے اجتناب کی راہ پر قائم رہنا۔

چند خوش قسمت عورتیں

نیک اور اطاعت گزار بیوی

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِذَا صَلَّتِ الْمَرْاَۃُ خَمْسَھَا وَصَامَتْ شَھْرَھَا، وَحَصَّنَتْ فَرْجَھَا، وَاَطَاعَتْ بَعْلَھَا، دَخَلَتْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ شَاءَتْ۔ [مسند احمد: ۹۶۴۰، صحیح ابن حبان: ۹/۴۱۶۳]

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو عورت نماز پنجگانہ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی آبرو کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرماں بردار ہو وہ جنت میں جس دروازے سے چاہے گی داخل ہو جائے گی۔

اس حدیث میں ایک نیک سیرت، پاک دامن اور وفا شعار بیوی کا تصور پیش کیا گیا ہے اور ان صفات کے بدلے اُسے جنت میں داخلے کا قابل رشک اختیار بھی سونپ دیا گیا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جو اسلام نے عورت کو عطا کیا ہے، دوسرے مذاہب اور انسانی قوانین میں عورت کی یہ عزت افزائی ہمیں نظر نہیں آتی۔ اس سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ ایک مسلمان عورت کے

Marfat.com

معتدل اور فرض شناس کردار کا دین اسلام میں کتنا بلند درجہ ہے۔ جبکہ بہت سے مرد اس اعزاز کے مستحق نہیں سمجھے گئے۔

شوہر کی ایذا پر بیوی کا صبر اور جنت

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِنِسَآءِ كُمْ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كُلُّ وَلُوْدٍ وَدُوْدٍ اِذَا غَضِبَتْ اَوْ اُسِيْءَ اِلَيْهَا اَوْ غَضِبَ (زَوْجُهَا) قَالَتْ يَدِىْ فِىْ يَدِكَ لَا اَكْتَحِلُ بِغَمْضٍ حَتّٰى تَرْضٰى۔

[معجم الصغیر: ۲/۱۱، صحیح الجامع: ۲۶۰۴]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمھیں تمھاری جنتی عورتوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ضرور بتایئے۔ آپؐ نے فرمایا: ہر بار آور ہونے اور محبت کرنے والی عورت کہ جب اسے ایذا پہنچائی جائے اور وہ غضبناک ہو جائے یا جب اس کا شوہر غصے میں آ جائے تو وہ (اپنائیت سے) کہے: بس میرا ہاتھ تمھارے ہاتھ میں ہے، میں اس وقت تک (چین سے) نہ سوؤں گی جب تک تم راضی نہ ہو جاؤ۔

یہ حدیث عائلی زندگی میں اعتدال کو برقرار رکھنے اور معاملات پر قابو پا لینے کا خوبصورت نسخہ بیان کر رہی ہے۔ تکلیف کو برداشت کر لینے اور غصے کا جواب غصے سے نہ دینے میں یہی حکمت پوشیدہ ہے کہ حالات پر گرفت مضبوط رہتی ہے اور وہ کنٹرول سے باہر نہیں ہوتے۔ یہی گر دراصل ازدواجی زندگی کی جان ہے۔ اس کو اختیار کرنے میں جو پہل کرے اس کے لیے جنت ہے اور عورت اپنی گداز طبیعت اور انفعالیت کے باعث ایسا آسانی کر سکتی ہے۔ حدیث میں خوش خبری بھی دراصل عورت ہی کو دی گئی ہے۔

قبل از وقت زچگی

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اِنَّ

Marfat.com

السِقطَ لَیَجُرُّ اُمَّهُ بِسَرَرِهٖ اِلَی الْجَنَّةِ اِذَا احْتَسَبَتْ۔ [سنن ابن ماجہ: ۱۶۰۹]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخدا جس ذات کے قبضے میں میری جان ہے، بے شک قبل از مدت پیدا ہونے والا (مردہ) بچہ (روز قیامت) اپنی ماں کو اپنی آنول نال کے ذریعے کھینچ کر جنت میں لے جائے گا بشرطیکہ وہ عورت اس (آزمائش) پر اجر کی امیدوار ہو۔

حمل ساقط ہوجانے کا صدمہ اور افسوس وہی عورت محسوس کرسکتی ہے جس پر اس واقعے کا گزر ہوا ہو۔ حمل کی طویل تکالیف اور پھر وضع حمل کے جان لیوا مرحلے کے بعد نومولود کی آمد پر عورت کو اس قدر خوشی ہوتی ہے کہ وہ یہ تمام تکالیف بھول جاتی ہے۔ لیکن اگر یہ تکالیف بھی گزریں اور نومولود بھی زندہ باقی نہ رہے تو اس کا کس قدر رنج وافسوس ہوگا، ہر عاقل کے لیے اس کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں۔ اس کیفیت پر صبر اور اپنے رب سے اجر کی امید رکھنے والی عورت کو رسول خداؐ نے جنت کی بشارت کے ساتھ اپنے بچے سے ملاقات کی خوشخبری بھی عطا فرمائی ہے۔

عورت، جس کا شوہر اس سے راضی رہا

عَنْ اُمِّ سَلِمَہ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: اَیُّما امْرَأَۃٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ۔ [سنن ترمذی: ۱۱۶۱]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اس حال میں دنیا سے رخصت ہوئی کہ اس کا شوہر اس سے خوش تھا، وہ جنت میں چلی گئی۔

بیوی کی موت کے وقت شوہر کے اُس سے راضی ہونے کا ظاہری مفہوم تو یہی ہے کہ اس عورت نے اپنی زندگی میں گھریلو ذمہ داری، بچوں کی تربیت، شوہر کی خدمت اور اُس سے وفاداری، نیز شوہر کے اموال کی حفاظت اور حقوق کی پاسداری میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی، شوہر کی خفگی کا کوئی موقع پیدا ہونے نہیں دیا، اور اسی حال میں دنیا سے رخصت ہوگئی۔ البتہ خاوند کے راضی ہونے کا یہ مطلب بھی خارج از قیاس نہیں کہ اس نے اپنی بیوی کی خطا اور نافرمانی، غفلت اور کوتاہی کو کھلے دل

Marfat.com

سے معاف کر دیا، اور اس کی موت کے وقت کوئی ناراضی اس کے دل میں نہ رہی۔

بیوہ کا تربیت اولاد کی خاطر عقدِ ثانی سے اجتناب

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَنَا وَ اِمْرَأَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَا تَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (يَعْنِي الْوُسْطٰى وَالسَّبَابَةَ) اِمْرَأَةٌ اٰمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلٰى يَتَامَاهَا حَتّٰى بَانُوا اَوْ مَاتُوا۔

[سنن ابوداؤد: ۵۱۴۹، الآداب للبیہقی:۱۷]

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اور جھلسے ہوئے رخساروں والی عورت روز قیامت اس طرح (ساتھ ساتھ) ہوں گے جیسے انگشت شہادت درمیانی انگلی کے ساتھ ہوتی ہے۔ یہ عورت اپنے شوہر سے بیوہ ہوئی تو حسن وجمال اور اختیار کے باوجود اپنے یتیم بچوں کی پرورش کی خاطر نکاح ثانی سے گریز کرتی رہی یہاں تک کہ وہ بچے (خود کفیل ہو کر) اس سے جدا ہو گئے یا دنیا سے رخصت ہو گئے۔

انسانی معاشرے میں بیوہ عورت کی مشکلات بہت واضح ہیں۔ غم بیوگی کے ساتھ اگر بہبود اولاد کی کٹھن ذمہ داری بھی اس نازک صنف پر آن پڑے تو اس کی آزمائش اور صعوبتوں میں دوچند اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں بچوں کی بہتر نگہداشت اور پرورش ایک ماں کی اولین ترجیح ہوتی ہے۔

اگر چہ اس مسئلے کا ایک حل نکاح ثانی ہو سکتا ہے تاہم یہ بھی ممکن ہے کہ نئی شادی سہولت کے بجائے بالخصوص اس کے بچوں کے لیے نئی پریشانیاں پیدا کر دے۔ چنانچہ حدیث مبارکہ میں اس بیوہ عورت کی فضیلت بیان کی گئی ہے جو اپنی مصلحت کو اپنے بچوں کی آسودگی پر قربان کر دیتی ہے اور نکاح ثانی کے بجائے مشقت اور محنت طلب زندگی اختیار کرتی ہے تاکہ اس کی اولاد اچھی نشوونما اور روشن مستقبل سے مستفید ہو سکے۔ اس سخت کوشی کے باعث حدیث بالا کے مطابق اس کا حسن اور رعنائی ماند پڑ جاتے ہیں۔ پُر مشقت زندگی اور سخت حالات کے تھپیڑوں سے اس کے رخسار

Marfat.com

جھلس کر مرجھا جاتے ہیں۔

نکاح بیوگان کی سنت پر اس استثنائی صورت سے کوئی اثر نہیں واقع ہوتا۔ نہ ہی حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ تمام بیوگان نکاح ثانی سے گریزاں رہیں بلکہ حدیث مبارکہ میں حالات کی رعایت اور مصالح کا لحاظ کرتے ہوئے ایک پُرعزیمت راستے کی نشان دہی کی گئی۔ ضروری نہیں کہ یہ صورت ہر بیوہ کے حق میں موافق ہو۔

دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ حدیث میں یہ فضیلت بیوہ عورت کو دی گئی ہے۔ یہ درجہ رنڈوے مرد کو حاصل نہیں۔ اس کی وجہ واضح ہے کہ مرد معاشرتی برتری کے سبب مرحومہ بیوی سے اپنی اولاد کی تربیت اور پرورش کرنا چاہے تو اسے بالعموم کوئی مشکل پیش نہیں آتی جبکہ بیوہ عورت نئے شوہر کے زیر کفالت ہونے کی وجہ سے اپنے گزشتہ شوہر کی اولاد پر توجہ اور مصارف کے معاملے میں آزاد اور بااختیار نہیں ہوتی۔ چنانچہ اسے عقد ثانی نہ کرنے کی چھوٹ بھی قابل فہم ہو جاتی ہے اور جنت میں وہ عظیم درجہ حاصل ہونے کی وجہ بھی واضح ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

فصل ششم:

بندگانِ خدا سے تعلق

بے لوث اور نیک دل کارکن

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: طُوْبٰی لِعَبْدٍ اٰخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَشْعَثَ رَاسُهٗ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ، اِنْ کَانَ فِی الْحِرَاسَةِ کَانَ فِی الْحِرَسَةِ وَاِنْ کَانَ فِی السَّاقَةِ کَانَ فِی السَّاقَةِ، اِنْ اِسْتَاْذَنَ لَمْ یُؤْذَنْ لَهٗ وَاِنْ شَفَعَ لَمْ یُشَفَّعْ۔ [صحیح بخاری: ۲۸۸۷]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسے شخص کو جنت کی خوش خبری ہو جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے اللہ کی راہ میں گامزن ہے۔ اس کا سر پراگندہ اور پاؤں غبار آلود ہیں، اسے اگر نگران دستے کے ساتھ مامور کیا جاتا ہے تو وہ نگرانی کا فرض بجالاتا ہے، اگر اسے لشکر کے پیچھے بھیج دیا جائے تو وہ پیچھے چلا جاتا ہے۔ (اس کے گم نام ہونے کا عالم یہ ہے کہ) وہ اگر رخصت چاہے تو اسے رخصت نہ ملے اور اگر وہ کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ ہو۔

صحیح بخاری کی اس حدیث میں ایک ایسے تابع دار اور وفادار کارکن اور سپاہی کا نقشہ کھینچا گیا ہے جس نے اپنا سب کچھ تحریک اسلامی کے لشکر پر قربان کر دیا ہے۔ اطاعت امیر کے مقابلے میں اب اس کی نہ تو کوئی خواہش ہے اور نہ کسی خاص مقام و مرتبے کی تمنا اس کے دل میں ہے وہ لشکر میں ہر پوزیشن پر اپنی خدمات پیش کرنے کے لیے ہمہ وقت آمادہ رہتا ہے۔ جاہ ومنصب سے بے نیاز امیر کا حکم بجالاتا ہے۔ شہرت و تعارف سے اس قدر دور ہے کہ دنیا کے معروف اطوار کے مطابق اس کی کوئی درخواست محض اس کی گم نامی کے باعث شاید قبول نہ کی جائے اور ایک عام

Marfat.com

مسافر ہونے کی وجہ سے اس کی سفارش بھی ٹھکرا دی جائے۔

لیکن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی شخص کا ذکر فرما کر اسے ایک قابلِ رشک منزلت کی خوش خبری عطا فرمائی ہے اور یہ منزلت مقامِ جنت ہے۔

آج دنیادار تنظیموں کی مانند دینی جماعتوں کے اندر بھی یہ خرابی در آئی ہے کہ فنا فی الجماعت مگر سادہ سے کارکنان کی عزت افزائی اس طرح نہیں کی جاتی جس کے وہ مستحق ہوتے ہیں۔ شرف وعزت صرف مناصب پر فائز لوگوں کے لیے مخصوص ہو گیا ہے اور اس رویے کو ''پروٹوکول'' کی دل فریب اصطلاح سے معنون کر دیا گیا ہے۔ غیر معروف اور گم نام کارکنان کو لائق توجہ نہیں سمجھا جاتا۔ دینی اخلاقیات میں یہ بات اس وجہ سے بہت اہم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنے محبوب نبیؐ کو بھی متنبہ فرمایا ہے۔ ایک موقع پر اللہ رب العزت کا فرمان یوں نازل ہوا:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ۔ (الانعام ۶:۵۲)

آپ ان لوگوں کو اپنے سے دور مت پھینکیے جو صبح وشام اللہ کی خوش نودی کی خاطر اسے پکارتے رہتے ہیں، آپ اپنی نگاہیں ان سے دور مت ہٹایئے۔

ایک مرتبہ ایک نابینا صحابی کی جانب التفات نہ فرمانے پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا:

عَبَسَ وَتَوَلّٰۤى ۙ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰۤى ۙ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ؕ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۙ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ؕ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ؕ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۙ وَهُوَ يَخْشٰى ۙ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۚ (عبس ۸۰:۱-۱۰)

ترش رو ہوا اور بے رخی برتی اس بات پر کہ وہ نابینا اس کے پاس آ گیا۔ تمھیں کیا خبر کہ شاید وہ سدھر جائے اور نصیحت پر توجہ دے۔ یہ نصیحت اس کے لیے نافع ہو جو شخص لاپروا ہے اس کی طرف تم متوجہ ہوتے، ہو حالانکہ وہ اگر نہ سدھرا تو تم پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں اور جو تمھاری طرف دوڑتا ہوا آتا ہے اور اس پر خشیت طاری ہوتی ہے، اس سے تم بے رخی برتتے ہو۔ ہرگز نہیں، یہ تو ایک نصیحت ہے۔

Marfat.com

کسی کو نفع مند تحفہ دینا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَرْبَعُوْنَ خَصْلَةً اَعْلَاهَا مَنِيْحَةُ الْعَنْزِ مَامِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا رَجَاءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِيْقَ مَوْعُوْدِهَا اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهَا الْجَنَّةَ۔ [صحیح بخاری: ۲۶۳۱]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چالیس عادات ایسی ہیں کہ ان میں سے کسی ایک پر بھی ثواب کی نیت اور بدلے کے یقین کے ساتھ عمل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ ضرور جنت میں داخل فرمائیں گے۔ ان عادات میں سب سے اونچے درجے والی یہ عادت ہے کہ کسی کو دودھ والی بکری تحفے میں دے دی جائے۔

اگرچہ تحفہ وعطیہ کیسا بھی ہو بذات خود یہ ایک نیکی شمار ہوتا ہے، لیکن ایسا تحفہ جس کے منافع فوری طور پر حاصل ہوسکیں بلاشبہ ایک بلند درجے کی چیز ہے۔ حدیث مبارک میں دودھ دینے والی بکری کے ذریعے اس مفہوم کی عمدہ مثال بیان کی گئی ہے۔ بعض احادیث میں اونٹنی کا ذکر بھی وارد ہوا ہے۔ اسی طرح مطلق ہبہ اور عطیے کے ضمن میں کاشت کے لیے فاضل زمین، خدمت کے لیے غلام یا لونڈی، پہننے کے لیے لباس، اوڑھنے کے لیے چادر، نقل وحمل کے لیے سواری کا جانور اور رہائش کے لیے گھر تحفے میں دینے کی فضیلت احادیث میں ثابت ہے، یہ تحفے مستقل اور عارضی مدت کے لیے بطور عاریہ، دونوں شکلوں میں دیے جاسکتے ہیں۔

دیکھیے [صحیح بخاری ۲۶۲۵ تا ۲۶۳۶]

اس بارے میں احادیث مبارکہ کے الفاظ پر غور کرنے سے یہ بات نمایاں ہوتی ہے کہ تحفے یا عاریے میں بنیادی مقصد کسی کو نفع یا فائدہ پہنچانا ہے، اس علت کو مدنظر رکھیں تو آج کے ترقی یافتہ زمانے میں سواری کے لیے مختلف گاڑیوں اور استعمال کے لیے بے شمار مشینوں کے عطیے دینے میں بھی اسی ثواب کی توقع کی جاسکتی ہے جس کا ذکر اوپر حدیث میں گزرا ہے۔

حدیث سے یہ اندازہ بھی ہوتا ہے کہ جنت میں لے جانے والی چالیس عادتوں میں سے یہ

Marfat.com

عادت سب سے بلند مقام کی حامل ہے۔ گویا باقی تمام عادات اس سے کم درجے کی ہیں۔ آنحضرتؐ نے اس حدیث میں بقیہ عادات کا تذکرہ نہیں فرمایا، لیکن ذخیرہ احادیث میں ایسے اعمال جابجا موجود ہیں جو جنت کا سبب بنتے ہیں۔ اور ان کی تعداد بھی محض چالیس تک محدود نہیں، نبی کریم ﷺ کی جانب سے چالیس کا تذکرہ شوق وترغیب دلانے اور اعمال جنت کی کثرت کے اظہار کے لیے ہے تاکہ امت اسباب جنت کے بکثرت ہونے سے بسہولت استفادہ کر سکے۔

[دیکھیے: فتح الباری ج۵، ص ۲۴۵]

اس کتاب کا بنیادی موضوع بھی اسباب جنت کا تذکرہ ہے۔ جو مختلف عنوانات اور زندگی کے متنوع شعبوں کی ترتیب وتقسیم کے لحاظ سے جمع کیے گئے ہیں۔ لیکن یہ محض ابتدائی سی کوشش ہے، ورنہ جنت کی کنجیاں بے حساب ہیں، ان کا صحیح علم اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی کے پاس ہے۔ واللہ اعلم

کسی کو مسرت وخوشی بخشنا

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ اَدْخَلَ عَلٰی اَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ سُرُوْراً لَمْ يَرْضِ اللّٰهُ لَهُ ثَوَاباً دُوْنَ الْجَنَّةِ۔

[معجم الطبرانی الصغیر: ۹۱۰، اخبار اصبھان: ۸۲/۲]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی مسلمان گھرانے کو سرور ومسرت سے شادکام کیا، اللہ تعالیٰ اسے بدلے میں جنت دیئے بغیر راضی نہ ہوگا۔

ایک مومن معاشرے میں خوشیاں پھیلانا اور فرح وانبساط کے اسباب پیدا کرنا اللہ اور اس کے رسولؐ کے ہاں ایک قابلِ قدر خدمت ہے۔ قرآن وسنت کے بے شمار دلائل اس پر شاہد ہیں، حدیث میں اگرچہ مسلمان گھرانے کی بات کی گئی ہے، لیکن اللہ کے نزدیک تو عام نفس انسانی ہی نہیں بلکہ نفس حیوانی کی فلاح وخدمت بھی عظیم درجات کا حامل فعل ہے اور بعض

Marfat.com

صحیح احادیث میں ان افعال پر جنت تک کی خوشخبری دے دی گئی ہے۔ ان کا ذکر اسی کتاب میں آگے چل کر آ جائے گا۔

انفاق فی سبیل اللہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَیْنِ مِنْ شَیْءٍ مِنَ الْاَشْیَاءِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ دُعِیَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ۔ [صحیح بخاری: ۳۶۶۶]

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: جس شخص نے کسی بھی قسم کی چیزوں میں سے ایک جیسی دو چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کیں اسے (روز قیامت) جنت کے (تمام) دروازوں سے (داخلے کے لیے) پکارا جائے گا۔

فی سبیل اللہ معمولی صدقہ وخیرات بھی اللہ کے ہاں بڑے اجر وثواب اور مقبولیت کا باعث ہے، البتہ اس حدیث میں ایک جیسی دو چیزوں کے انفاق کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اس کے عوض خرچ کرنے والے کے لیے جنت کے سارے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور ہر دروازے کے دربان اسے جنت میں داخلے کے لیے پکاریں گے۔

راہ خدا میں عطیہ کیا جانے والا یہ ''جوڑا'' قیمتی چیزوں کا بھی ہوسکتا ہے اور معمولی اشیا کا بھی۔ اللہ کے ہاں مادی قدر وقیمت سے زیادہ اخلاص نیت پر مبنی معنوی حیثیت کی زیادہ اہمیت ہے۔ اس بات کا ذکر کرتے ہوئے ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا:

جس شخص نے محض ایک کھجور کے برابر اپنے پاکیزہ مال میں سے خرچ کیا اللہ تعالیٰ اسے آگے بڑھ کر اپنے دائیں ہاتھ میں تھام لیتا ہے اور خرچ کرنے والے کے لیے اسے اس طرح نشوونما دیتا ہے، جیسے تم میں سے کوئی اپنے شتر بچے کو پروان چڑھاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایک پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے۔ [صحیح مسلم: ۱۰۱۴]

احادیث پاک کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت کھلتی ہے کہ جنت میں داخلے اور آگ سے بچنے کے لیے معمولی سا عمل بھی بڑا کردار ادا کرسکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی اس

Marfat.com

حقیقت کی وضاحت کرتا ہے۔

مَنِ اسْتَطَاعَ مِنكُمْ أَنْ يَسْتَتِرَ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ

جو کوئی تم میں سے نصف کھجور کے بدلے ہی جہنم کی آگ سے بچ سکتا ہو، اسے ایسا ضرور کر لینا چاہیے۔[صحیح بخاری: ۶۵۳۹]

مومن بھائی کا دفاع

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ ذَبَّ عَنْ عِرْضِ اَخِيْهِ بِالْغِيْبَةِ كَانَ حَقاً عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُعْتِقَهُ مِنَ النَّارِ۔ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَكَانَ حَقاً عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ [سنن ترمذی: ۱۹۳۱]

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے بھائی کی عزت کا دفاع اُس کی عدم موجودگی میں کیا، اللہ پر یہ حق ہوگا کہ اسے آگ سے آزادی عطا فرمائے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: مومنوں کی مدد کرنا ہم پر حق ہے۔(الروم: ۴۷)

جس طرح ایک بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے عیوب اچھالنے اور بیان کرنے کی سخت ترین سزا جنت سے محرومی بیان کی گئی ہے اور اسے غیبت اور چغلی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بالکل اسی طرح کسی بھائی کے غیاب میں اس کی عزت و آبرو کا دفاع اور تحفظ، جہنم کی آگ سے نجات کا موجب قرار دیا گیا ہے۔ کسی کو آگ سے آزادی ملنے کا صریح مفہوم یہی ہے کہ اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

ایک انحطاط پذیر معاشرے میں جہاں غیبت جیسے عملِ قبیح کو بطور فیشن اور رواج قبول کر لیا گیا ہو اور محفلیں غیبتوں سے آلودہ ہوں، وہاں برموقع اپنے کسی بھائی کی غیبت کو مسترد کرتے ہوئے اس کا دفاع اور اس کے متعلق حسنِ ظن کا اظہار ایک عملی جہاد کے مترادف ہے، نیز یہ دینی اخلاقیات کی ترویج و اشاعت کا ایک مؤثر ذریعہ بھی ہے۔ ایک فساد زدہ ماحول میں اس پاکیزہ اور

Marfat.com

جرأت مندانہ اقدام کی تاثیر بھی نہایت قوی ہوتی ہے۔

ہمسایوں سے حسنِ سلوک

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: ذَكَرُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّ فُلَانَةً تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصَدَّقُ غَيْرَ اَنَّهَا تُؤْذِیْ جِيْرَانَهَا، قَالَ: هِیَ فِی النَّارِ۔ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فُلَانَةٌ تُصَلِّی الْمَكْتُوْبَاتِ وَتَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاِقِطِ وَلَا تُؤْذِیْ جِيْرَانَهَا، قَالَ: هِیَ فِی الْجَنَّةِ۔ [مسند، احمد: ۹۶۷۳، شعب الایمان، البیهقی: ۹۵۴۶]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کچھ لوگوں نے ایک ایسی عورت کا تذکرہ کیا۔ جو روزانہ دن میں روزہ رکھتی ہے اور راتوں کو تہجد ادا کرتی ہے، صدقہ وخیرات بھی کرتی ہے تاہم اپنے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتی رہتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ عورت جہنمی ہے۔ لوگوں نے پھر ایک اور عورت کا ذکر کیا جو صرف فرض نمازیں ہی ادا کرتی ہے اور پنیر کے ٹکڑے صدقہ کرتی ہے، لیکن ہمسایوں کو گزند نہیں پہنچاتی۔ آپؐ نے فرمایا: یہ عورت جنتی ہے۔

شریعت اسلامیہ میں ہمسایوں کے حقوق کی بہت تاکید آئی ہے۔ یہاں تک کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ قدرے حیرت سے فرمایا کہ: حضرت جبریل علیہ السلام نے مسلسل مجھے ہمسایوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی اس قدر تاکید کی کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ شاید وہ ہمسایے کو وراثت میں حصہ دار بنا دیں گے۔ [صحیح مسلم: ۲۶۲۴]

ہمسایوں کے ساتھ حسن تعامل ایک ایسا جامع الصفات رویہ ہے کہ انسان اس کی وجہ سے کئی ایک اچھی عادات خود بخود اپنا لیتا ہے۔ کوئی اچھا ہمسایہ تبھی قرار پاتا ہے جب وہ حسن خلق کا مظاہرہ کرے، شیریں گفتار ہو، حسب ضرورت صدقہ وخیرات سے غریب ہمسایوں کو نوازے، کسی کو ہدیہ اور عطیہ بھجوائے، آتے جاتے حیا و ناموس کا پیکر ہو، نگاہیں نیچی رکھے، صفائی و نظافت کا پورا خیال رکھے تاکہ ماحول آلودہ نہ ہو اور گندگی سے ہمسایوں کو تکلیف نہ پہنچے، وہ اجتماعی امور میں صبر و تحمل کا

Marfat.com

خوگر ہو اور لڑائی جھگڑے سے اجتناب کرے، وہ کم از کم اتنا فیاض ہو کہ روزمرہ استعمال کی چھوٹی چھوٹی چیزیں فراہم کرنے میں بخل سے کام نہ لے۔ اسی طرح کی متعدد اور صفات ہیں جو ایک ہمسایے کے ساتھ اچھی زندگی کے لیے از خود روبہ عمل آ جاتی ہیں۔

ایک قابل توجہ بات یہ ہے کہ متمدن معاشرت میں ہر شخص کسی دوسرے رہائش پذیر شخص کا ہمسایہ ہوتا ہے چنانچہ حقِ ہمسائیگی کا التزام اگر دونوں طرف سے یکساں ہو تو دنیا کی زندگی بھی جنت کا نمونہ پیش کرنے لگے۔ حقِ ہمسائیگی کے اس تصور کو بین المما لک تعلقات کے وسیع تناظر میں بھی دیکھا جانا چاہیے۔ دو پڑوسیوں کا یہ تعلق ایک چھوٹے سے محلے سے سفر کرتا ہوا ریاستی سرحدوں تک جا پہنچتا ہے۔ اس وقت عالمگیریت کے پرچم تلے عالمی برادری جن مسائل و مشکلات سے دوچار ہے ان کی اصل وجہ ایک دوسرے کی حدود میں بے جا مداخلت کے ذریعے ایذا رسانی کا مستقل وطیرہ ہے، جسے بعض مما لک نے خارجہ پالیسی کے نام پر اپنا لیا ہے۔ اس عاقبت نااندیش طرزِ عمل کی بنا پر متعدد ریاستوں کا داخلی امن وسکون غارت ہو کر رہ گیا ہے۔ اسی سلسلے میں ایک دوسرے پر الزامات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ چل نکلا ہے۔ مختلف مما لک اپنی سرحدوں پر اچھی ہمسائیگی کا نمونہ پیش کرنے کے بجائے انٹیلی جنس کے نام پر اذیت رسانی کا ارتکاب کر رہے ہیں، جس کے باعث باہمی جھڑپیں اور انسانی جانوں کا اتلاف معمول کی بات بن گئی ہے۔ ایسی صورت حال میں عالمی امن کی متلاشی تنظیموں اور اداروں کو بجا طور پر یہ دعوت دی جاسکتی ہے کہ امن اور بقائے باہمی کے جو رہنما اصول محمد عربی ﷺ نے پڑوسیوں کے حقوق کی شکل میں متعین فرما دیے ہیں وہی دراصل بین الاقوامی امن کی ضمانت بھی فراہم کر سکتے ہیں۔

لوگوں سے درگزر

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اِذَا وَقَفَ الْعِبَادُ لِلْحِسَابِ نَادٰی مُنَادٍ لِیَقُمْ مَنْ اَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ فَلْیَدْخُلِ الْجَنَّةَ، ثُمَّ نَادٰی ثَانِیَةً، قَالَ: مَنْ ذَا الَّذِیْ اَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ؟ قَالَ اَلْعَافُوْنَ عَنِ النَّاسِ، قَالَ: فَقَامَ کَذَا وَکَذَا اَلْفًا

Marfat.com

فَدَخَلُوْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

[مکارم الاخلاق: از امام طبرانی، ۶۷/۱، معجم الطبرانی الاوسط ۱۹۹۸، کتاب الدیات: از ابن ابی عاصم ۵۲/۱]

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تمام بندے حساب کے لیے کھڑے ہوں گے تو ایک منادی پکارے گا کہ جس جس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے، وہ آگے آجائیں اور جنت میں داخل ہو جائیں، پھر وہ دوسری مرتبہ یہی پکارے گا تو کوئی پوچھے گا کہ کس کا اجر اللہ کے ذمے ہے؟ جواب ملے گا لوگوں سے درگزر کرنے والوں کا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس موقع پر کئی ہزار افراد کھڑے ہوں گے اور بلا حساب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

انسانوں کی زندگی خیر وشر کا مجموعہ ہے، اس دنیا میں لوگ لامحالہ ایک دوسرے کے لیے اذیت کا سبب بن جاتے ہیں اگر انسانی طبیعت میں وسعت ظرفی اور چشم پوشی کا وطیرہ نہ ہوتو اجتماعی حیات ایک دوسرے پر عدوان وسرکشی کے باعث مستقل جنگ وجدل کی صورت اختیار کر جائے یہ جو زندگی میں قدرے ٹھہراؤ اور اعتدال نظر آتا ہے، وہ درحقیقت اسی جذبۂ عفو کی بدولت ہے اور جہاں بھی انسان اس جذبے سے عاری ہوتے ہیں وہاں فساد وبدامنی کا دور دورہ ہوتا ہے۔ اسی لیے دینِ اسلام نے امن وسلامتی کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اور اس کے قیام کی خاطر لوگوں کو درگزر اور معافی کی تلقین کی ہے۔ قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ یہ عمل دنیا میں بھی چین واطمینان کا سبب ہے اور آخرت میں بھی حساب وکتاب کی ہولناکی سے بچاؤ اور جنت میں داخلے کا ذریعہ ہے۔ آج عدالتوں میں مقدمات کی بھرمار اور فیصلوں میں تکلیف دہ حد تک تاخیر خود عدالتی نظام کی ناکامی تو ہے ہی لیکن اس کی ایک وجہ لوگوں کا ایک دوسرے کو معاف نہ کرنا بھی ہے، لوگ تنگ دلی اور انتقامی جذبات سے مغلوب ہو کر عدالتوں میں دھکے کھانے اور اپنا کثیر سرمایہ اور قیمتی وقت صرف کرنے پر تو آمادہ ہو جاتے ہیں مگر آپس میں صلح ومعافی کا رویہ اختیار کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔

Marfat.com

خرید وفروخت اور لین دین میں نرمی

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : اَدْخَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْجَنَّةَ رَجُلاً كَانَ سَهْلاً مُشْتَرِياً وَبَائِعاً وَقَاضِياً وَمُقْتَضِياً۔

[مسند احمد: ۴۱۰، سنن نسائی: ۴۶۹۶]

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل فرمائیں گے جو بیع وشراء اور لین دین میں نرم خوئی کا مظاہرہ کرتا ہے۔

نرمی اللہ عزوجل کو ہر معاملے میں نہایت پسند ہے۔نرم روئی کے لحاظ سے انسان کا اصل امتحان کاروبار اور مالی حقوق کی ادائیگی اور وصولی کے موقعے پر ہی ہوتا ہے۔کیونکہ یہاں درشتی اور غیظ وغضب کے سہارے کمزور کا حق دبایا بھی جاسکتا ہے اور اپنے حق کی وصولی کے لیے شدت اور غصے کا اظہار بھی کیا جاسکتا ہے۔یہی وہ مقام ہے جہاں لطف ومہربانی کا رویہ جنت کے دروازے وا کردیتا ہے۔

آپس میں صلح اور معافی

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَالِسٌ اِذْ ضَحِكَ وَبَدَتْ ثَنَايَاهُ فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ مَاالَّذِىْ اَضْحَكَكَ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَجُلَانِ مِنْ اُمَّتِىْ جَثَيَا بَيْنَ يَدَىْ رَبِّ الْعِزَّةِ فَقَالَ اَحَدُهُمَا: يَارَبِّ: خُذْ لِىْ مَظْلَمَتِىْ مِنْ اَخِىْ فَقَالَ اللّٰهُ كَيْفَ تَصْنَعُ بِاَخِيْكَ وَلَمْ يَبْقَ مِنْ حَسَنَاتِهِ شَىْءٌ، قَالَ: يَارَبِّ فَلْيَحْمِلْ مِنْ اَوْزَارِىْ، وَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ بِالْبُكَاءِ، ثُمَّ قَالَ: اِنَّ ذٰلِكَ لَيَوْمٌ عَظِيْمٌ يَحْتَاجُ النَّاسُ اَنْ يُحْمَلَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ، فَقَالَ اللّٰهُ لِلطَّالِبِ، اِرْفَعْ بَصَرَكَ فَانْظُرْ، فَرَفَعَ، فَقَالَ يَارَبِّ اَرٰى مَدَائِنَ مِنْ ذَهَبٍ وَقُصُوْرًا مِنْ ذَهَبٍ مُكَلَّلَةٍ بِاللُّؤْلُؤِ، لِاَىِّ نَبِىٍّ هٰذَا؟ لِاَىِّ صِدِّيْقٍ هٰذَا؟ اَوْ لِاَىِّ شَهِيْدٍ هٰذَا؟ قَالَ: لِمَنْ اَعْطَى الثَّمَنَ، قَالَ: يَارَبِّ وَمَنْ يَمْلِكُ ذٰلِكَ، قَالَ:

Marfat.com

اَنْتَ تَمْلِکُهٗ، قَالَ بِمَاذَا؟ قَالَ: بِعَفُوِکَ عَنْ اَخِیْکَ قَالَ یَارَبِّ اِنِّی قَدْ عَفَوْتُ عَنْهُ، قَالَ اللّٰهُ: خُذْ بِیَدِ اَخِیْکَ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ فَقَالَ: عِنْدَ ذٰلِکَ، "اِتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوا ذَاتَ بَیْنِکُمْ" فَاِنَّ اللّٰهَ یُصْلِحُ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ

[مساوی الاخلاق:۲/۱۴۰، مستدرک حاکم:۸۷۱۸]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت بیان فرماتے ہیں کہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، اچانک آپ مسکرائے اور آپؐ کے سامنے والے دانت نمایاں ہوگئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپ کیوں مسکرائے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میری امت کے دو افراد اللہ رب العزت کے روبرو کھڑے ہوں گے اور ایک کہے گا یارب: مجھے میرا غصب شدہ حق میرے بھائی سے دلوادے، اللہ فرمائیں گے، اپنے بھائی سے اب تو کیسے حساب کرے گا، اس کے پاس کوئی نیکی تو بچی نہیں۔ وہ شخص کہے گا، میرے مولا: پھر میرے کچھ گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں۔ یہ کہنا تھا کہ آپؐ پر گریہ طاری ہوگیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، پھر فرمایا: یہ دن بڑا ہی ہولناک ہوگا، لوگ اس روز اپنے بوجھ کم کرنے کے لیے فکرمند ہوں گے۔ اب اللہ عزوجل اس طالبِ حق سے فرمائیں گے، ذرا اپنی نگاہ اٹھا اور سامنے دیکھ۔ وہ شخص دیکھ کر پکار اٹھے گا، اے میرے رب: میں تو سونے اور موتیوں سے مزین بڑے بڑے شہر اور محلات دیکھ رہا ہوں (پھر وہ حیرت سے پوچھے گا) یہ کون سے نبی کے لیے ہیں؟ یا یہ کس "صدیق" اور کسی شہید کے لیے ہیں؟ اللہ فرمائیں گے یہ اس کے ہیں جو ان کی قیمت ادا کرے گا، وہ شخص کہے گا کہ: میرے رب اتنی طاقت کس میں ہوگی؟ اللہ فرمائیں گے، تم یہ کر سکتے ہو، وہ شخص (حیران ہوکر) پوچھے گا، وہ کیسے؟ اللہ رب العزت فرمائیں گے، اپنے اس بھائی کو معاف کر کے۔ وہ کہے گا اے رب میں نے اس کو معاف کر دیا تب اللہ فرمائیں گے کہ: اب اپنے اس بھائی کا ہاتھ پکڑو اور اسے بھی جنت میں لے چلو۔ اس

Marfat.com

موقعے پر آنحضرت ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ''اللہ سے ڈرو اور آپس میں صلح صفائی کرلیا کرو'' بے شک اللہ تعالیٰ تو مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے والا ہے۔

آپس کی رنجشوں کو دور کرنے، ادائیگی حق میں کمی کوتاہی کو معاف کردینے اور اپنے درمیان اختلافات کو ختم کر کے صلح جوئی کا طرزِ عمل اختیار کرنے کا رویہ کتنا عظیم المرتبت ہے۔ حدیث بالا میں اس کی پوری فضیلت کا ذکر تفصیل کے ساتھ آ گیا ہے۔

اس حدیث میں یہ نصیحت بھی موجود ہے کہ اپنے متنازعہ معاملات کو روزِ حساب تک معطل رکھنے کے بجائے زندگی ہی میں انھیں حل کرلیا جائے، اس لیے کہ یہ بات یقینی نہیں کہ روزِ جزا اس طرح کی مصالحت کا موقع ہر ایک کو نصیب ہو سکے گا۔ واللہ اعلم

محروم کرنے والے کو عطا کرنا، قاطعِ تعلق سے دوستی کرنا، ظالم کو معاف کر دینا

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ حَاسَبَهُ اللّٰهُ حِسَاباً يَسِيْراً وَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهٖ، قَالُوْا: مَاهِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ بِاَبِي اَنْتَ وَاُمِّيْ قَالَ: تُعْطِيْ مَنْ حَرَمَكَ، وَتَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ، وَتَعْفُوْ عَمَّنْ ظَلَمَكَ، فَاِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ۔

[مسند بزار مع کشف الاستار:۲/۲۷۲، معجم کبیر از طبرانی:۱۹/۳۴۲]

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تین صفات جس شخص میں پائی جائیں گی، اس سے اللہ رب العزت ہلکا پھلکا حساب لیں گے اور اسے اپنی رحمت کے ذریعے جنت میں داخل فرما دیں گے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ وہ صفات کون سی ہیں؟ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپؐ نے فرمایا، تم اس کو نوازو جو تمھیں محروم کرے، اس سے ملو جو تم سے قطع تعلق کرے، اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کردو، جب تم یہ کام کرو گے تو جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

حدیث میں بیان کردہ ان تینوں صفات کا تعلق، صبر، تحمل وبردباری اور عفو ودرگزر کے ساتھ

Marfat.com

ہے۔ قرآن پاک کی ایک چھوٹی سی آیت مبارکہ میں ان صفات کو نہایت بلند پایہ قرار دیا گیا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○ (الشوریٰ ۴۲: ۴۳)

اور جس نے برداشت کیا اور بخش دیا بے شک یہ بہت پختہ کاری کا معاملہ ہے۔

سورہ نور میں تو اللہ تعالیٰ نے ان معاملات پر مغفرت کا تذکرہ فرمایا ہے، اور اللہ کی مغفرت کا لازمی نتیجہ جنت ہے۔ اللہ فرماتے ہیں:

وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ (النور ۲۴: ۲۲)

اور لوگوں کو چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمھاری مغفرت فرما دے۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ میں ان صفات کا بہترین نمونہ ہمیں نظر آتا ہے۔ بالخصوص فتح مکہ کے موقع پر آپ کا یہ اسوہ درجۂ کمال تک پہنچا ہوا نظر آتا ہے۔ انھی لوگوں کو آپؐ دیتے ہوئے نظر آتے ہیں جنھوں نے آپ کو محروم کر دینے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔ آپؐ ایسے لوگوں سے صلہ رحمی فرماتے ہیں جو آپؐ سے قطع تعلق پر قائم تھے۔ آپؐ ان تمام لوگوں کو اعلانیہ معاف فرما دیتے ہیں جو آپؐ پر ظلم وستم ڈھانے میں کسی نہ کسی طرح شریک تھے۔

اس تفصیل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں بیان کی گئی صفات دراصل نبوی عادات و خصائل پر مشتمل ہیں اور جو شخص بھی انبیاؑ کی اتباع اختیار کرے گا وہ ضرور ان کے ساتھ ہی جنت میں جائے گا۔

یہاں صلہ رحمی کے بارے میں ایک وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔ عام طور پر عزیزوں اور قرابت داروں سے ملتے جلتے رہنے اور تعلقات قائم رکھنے کو صلہ رحمی سمجھا جاتا ہے، اور جو دوست احباب کسی وجہ سے ناراض ہو کر سلام وکلام بند کر لیتے ہیں، ان سے پہل کر کے صلح کرنے اور تعلقات بحال کرنے کی طرف توجہ نہیں جاتی، اور نہ ہی اس عمل کو صلہ رحمی سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ

Marfat.com

اصل صلہ رحمی تو یہ ہے کہ ان سے ملا جائے جو نہ ملنے پر مصر ہوں اور ان سے جڑا جائے جو تعلق قطع کیے بیٹھے ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحیح حدیث میں فرمایا:

لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِي، وَلٰكِنَّ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمَهُ وَصَلَهَا

[صحیح بخاری:۵۹۹۱، سنن ابوداؤد: ۱۶۹۷]

صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو بدلے میں ملے جلے بلکہ اصل صلہ رحمی یہ ہے کہ قطع رحمی کرنے والوں سے ملا جائے۔

صلہ رحمی کے جنتی عمل ہونے پر مزید احادیث بھی وارد ہوئی ہیں۔ دیکھیے: صحیح بخاری: ۵۹۸۳ تا ۵۹۸۹۔

لوگوں کی حاجت براری

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ أَخِيْهِ الْمُسْلِمِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ سَبْعِيْنَ حَسَنَةً وَمَحَا عَنْهُ سَبْعِيْنَ سَيِّئَةً إِلٰى أَنْ يَرْجِعَ مِنْ حَيْثُ فَارَقَهُ، فَإِذَا قُضِيَتْ حَاجَتُهُ عَلٰى يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ، وَإِنْ هَلَكَ فِيْمَا بَيْنَ ذَالِكَ دَخَلَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ.

[معجم الاوسط: طبرانی، ۲۳۵۲، تاریخ اصبہان: ۲۹۵/۱]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنے کے لیے نکلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم پر ستر نیکیاں لکھتا ہے اور ستر گناہ معاف فرماتا ہے، یہ سلسلہ اس کے واپس لوٹنے تک جاری رہتا ہے۔ پھر جب اس کے ذریعے وہ کام پورا ہو جاتا ہے تو وہ شخص گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو۔ اگر اپنے بھائی کے کام انجام دینے کے دوران وہ فوت ہو جائے تو بغیر حساب جنت میں چلا جائے گا۔

انسانی خدمت کے متعدد شعبے اور کئی زاویے ہیں، احادیث مبارکہ میں الگ الگ بھی ان کا

Marfat.com

ذکر موجود ہے، تجارت، صنعت وحرفت، خاندان ومعاشرت، عدل وسیاست اور صلح وجنگ نیز ہر سطح کے بارے میں سماجی خدمات اور ان کی فضیلت کا تفصیلی بیان سنت نبویؐ سے مل جاتا ہے۔ بڑی حد تک ان کا تذکرہ زیر نظر کتاب کے مختلف عنوانات میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ البتہ یہ حدیث بالا ان تمام صورتوں کی جامع ہے۔ اس جامعیت میں امت کے لیے بڑی برکت وسعت ہے، اور ثواب وعطا کا ایک موجزن سمندر اس میں پنہاں ہے۔ ہر طرح کا جائز کام اور معروف حاجت اس کے وسیع دامن میں سماسکتی ہے۔

یہاں یہ بات ضرور ذہن نشین رہنی چاہیے کہ مسلمان معاشرے کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ اس میں افراد کا باہمی تعلق اور تعاون، نیکی اور تقویٰ داری پر مبنی ہوتا ہے، ظلم وتعدی، ناروا اور معیوب کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون ومدد بجائے خود ایک کار گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ (المائدۃ ۵:۲)

ایک دوسرے کے ساتھ نیکی وپرہیزگاری کی بنیاد پر تعاون کرو، گناہ اور سرکشی میں باہم تعاون سے اجتناب کرو۔

سرکاری عہدیدار سے کسی کا کام کروانا

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ كَانَ وُصْلَةً لِاَخِيْهِ اِلٰى ذِیْ سُلْطَانٍ فِیْ مَبْلَغِ بِرٍّ اَوْ اِدْخَالِ سُرُوْرٍ، رَفَعَهُ اللّٰهُ فِی الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی مِنَ الْجَنَّةِ۔ [معجم الصغیر: ۴۵۱، نیز معجم کبیر: ۱۷۷۳]

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی کسی سرکاری افسر سے اپنے بھائی کا کام کروانے یا اسے خوشی بہم پہنچانے کا وسیلہ بنے گا، اللہ تعالیٰ اسے جنت کے اونچے درجات پر فائز فرمادیں گے۔

بااختیار اہل کاران حکومت اور مقتدر حکام کے پاس لوگوں کے حقوق کا محصور ہوجانا ایک

Marfat.com

معروف سی بات ہے، اور یہ حقیقت بھی مخفی نہیں کہ ان کار پردازان سرکار تک عام افراد کی رسائی ممکن نہیں ہوتی، یہیں سے حقوق کا دانستہ یا نادانستہ ضیاع شروع ہوتا ہے۔

سرکاری دفاتر میں ان پھنسے ہوئے کاموں کی انجام دہی کے سلسلے میں لوگوں کے ساتھ مدد اور تعاون کتنا بڑا کام ہے، اس کا کچھ اندازہ اسی شخص کو ہوسکتا ہے جس نے کبھی اس نوع کی خدمت سرانجام دی ہو اسی طرح وہ شخص کس قدر مسرور اور شاداں ہوتا ہے جس کا کوئی رکا ہوا کام کسی کی مدد اور سفارش سے نکل جائے۔ گویا حدیث کے مطابق اس سلسلے میں رابطہ کاری نہ صرف معطل امور کی تکمیل کا سبب ہوتی ہے بلکہ یہ صاحبِ معاملہ کی بے پناہ مسرت کا باعث بھی ہوتی ہے اور جنت کے بلند مقامات کی بشارت انھی دونوں خدمات پر دی گئی ہے۔ حدیثِ پاک کے الفاظ سے یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ اگر یہ خدمتگار شخص اپنے دیگر اعمال کی بدولت پہلے سے جنتی ہوگا، تب بھی جنت کے اندر ترقی منازل سے ضرور فیض یاب ہوگا۔

منصف قاضی

عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَلْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ فِي النَّارِ فَاَمَّا الَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضٰى بِهٖ۔

[سنن ابو داؤد: ۳۵۷۳، سنن ترمذی: ۱۳۲۲]

حضرت بریدۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قاضی تین طرح کے ہیں ایک جنت میں جائے گا اور دو جہنم میں، جنت میں جانے والا وہ ہوگا جس نے حق کو پہچانا اور پھر اس کے مطابق فیصلے کیے۔

قضا وعدالت کا منصب نہایت نزاکت کا حامل ہے، اسی لیے یہ بہت احتیاط اور باریک بینی کا تقاضا کرتا ہے۔ زیر سماعت قضیے کی پوری تحقیق وتفتیش کیے بغیر فیصلہ کرنا دنیا وآخرت دونوں میں مضرت کا باعث ہے۔ اس منصب کی اہمیت اور حساسیت کے بارے رسول اللہ ﷺ کا مشہور قول احادیث میں یوں وارد ہوا:

Marfat.com

مَنْ وُلِّیَ الْقَضَاءَ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَیْرِ سِکِّیْنٍ

جسے قاضی بنایا گیا اسے گویا بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔

[سنن ابوداود: ۳۵۷۱، سنن ترمذی: ۱۳۲۵]

اس حدیث کا مطلب منصب قضا سے فرار نہیں بلکہ قاضی کی ذہنی تکلیف و آزمائش کی وضاحت ہے اور قاضی کے لیے یہ تاکید بھی ان الفاظ میں مضمر ہے کہ وہ خوب چھان پھٹک سے کام لے اور فیصلوں میں ظلم وجور سے بچے اور اللہ کا خوف اپنے دل میں بسائے رکھے۔ چنانچہ ایسا قاضی جو اللہ کی خشیت اور علم و معرفت کی بنیاد پر فیصلے کرتا ہے اسے جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ اوپر بیان کی گئی حدیث میں دو قاضیوں کے دوزخی ہونے کا ذکر کیا گیا ہے، جن میں ایک تو علم ہونے اور حق کو پہچان لینے کے باوجود ظلم کا ارتکاب کرتا ہے اور غلط فیصلہ صادر کرتا ہے۔ دوسرا وہ قاضی ہے جو لاعلمی اور جہالت کی بنیاد پر فیصلہ کر گزرتا اور یہ کہنے میں شرم محسوس کرتا ہے کہ مجھے علم نہیں۔ ورنہ کتاب و سنت کی پیروی اور اجتہاد کی بنیاد پر فیصلے کرنا اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک پسندیدہ عمل ہے۔ اسی بنا پر حضور اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اہل یمن کے لیے قاضی بنا کر بھیجنے کے موقع پر ان کی اس بات کی تعریف فرمائی تھی کہ میں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ کے مطابق فیصلے کروں گا اگر کوئی چیز مجھے ان میں نہ مل سکی تو میں اپنی پوری سوچ بچار سے فیصلہ کروں گا۔

[سنن ابو داود: ۳۵۹۲، سنن ترمذی۔ ۱۳۲۷]

ایک لقمہ، تین جنتی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ لَیُدْخِلُ بِاللُّقْمَةِ الْخُبْزِ وَقَبْضَةِ التَّمْرِ وَمِثْلِهٖ مِمَّا تَنْفَعُ لِلْمِسْکِیْنِ، ثَلَاثَةً اَلْجَنَّةَ، رَبُّ الْبَیْتِ، اَلْاٰمِرُبِهٖ، وَالزَّوْجَةُ تُصْلِحُهٗ، وَالْخَادِمُ الَّذِیْ یُنَاوِلُ الْمِسْکِیْنَ، فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَنْسَ خَدَمَنَا۔ [مستدرک حاکم: ۷۱۸۷، معجم الطبرانی کبیر: ۵۳۰۹]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ

Marfat.com

روٹی کے ایک لقمے اور گیہوں کی ایک مٹھی یا مساکین کے لیے ان جیسی کسی اور نفع مند چیز کے عوض تین افراد کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ ایک وہ صاحب خانہ جو اس کے صدقے کا حکم دے گا۔ دوسری اس کی زوجہ جو اسے (روٹی کی شکل میں) تیار کرے گی، اور تیسرا وہ خادم جو یہ صدقہ مسکین تک پہنچائے گا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تمام تعریفات اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمارے نوکروں کو بھی فراموش نہیں کیا۔

یہ اللہ کے رحیم وکریم اور غفور ورؤف ہونے کی تابناک دلیل ہے۔ اس کے عطا ومہربانی کا عالم یہ ہے کہ معمولی اور انتہائی بے قیمت سمجھی جانے والی چیزیں بھی اس کے دربار عالیہ میں معزز ترین مقام ''جنت'' کا عوض قرار پاتی ہیں۔ بجا فرمایا ہے سرور کائنات اور رحمۃ للعالمین ؐ نے:

لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئاً وَلَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ۔

[صحیح مسلم: ۲۶۲۶، سنن ابوداود: ۴۰۸۴]

کسی بھی اچھی چیز کو بھی حقیر مت سمجھنا۔ چاہے کسی مسلمان بھائی سے مسکراتے ہوئے ملنا ہی کیوں نہ ہو۔ اندازہ کیجیے کہ عام طور پر دوست احباب سے ملتے ہوئے چہرے پر تبسم تو یونہی بلا ارادہ بھی آ جاتا ہے اور آدمی اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا، لیکن معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کے نزدیک یہ مسکراہٹ بھی بہت اہم ہے۔

لوگوں کو ایذا سے محفوظ کرنا

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلاً يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ فِيْ شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيْقِ كَانَتْ تُؤْذِي الْمُسْلِمِيْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ: مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلٰى ظَهْرِ طَرِيْقٍ فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَاُنَحِّيَنَّ هٰذَا عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ لَا يُؤْذِيْهِمْ فَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ بِطَرِيْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ فَأَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ۔ [صحیح بخاری: ۶۵۲، صحیح مسلم: ۲۰۲۱، ۱۹۱۴، ۱۵۲۱]

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

میں نے ایک شخص کو جنت میں گھومتے پھرتے دیکھا (اس کا عمل اس قدر تھا کہ اس نے ایک درخت کو کاٹ ڈالا تھا جو راستے کے بیچ میں ہونے کے باعث لوگوں کی تکلیف کا سبب بن رہا تھا۔

ایک روایت یوں نقل ہوئی ہے۔

ایک شخص درخت کی شاخ کے پاس سے گزرا جو عین گزرگاہ میں پڑی ہوئی تھی وہ بولا: بخدا میں اس شاخ کو راستے سے ہٹا کے دم لوں گا تاکہ یہ لوگوں کو تکلیف نہ پہنچائے۔ اس عمل کے نتیجے میں وہ جنت میں داخل کر دیا گیا۔

ایک روایت کچھ اس طرح وارد ہوئی ہے:

ایک شخص کسی راستے پر چلا جا رہا تھا کہ اس نے ایک کانٹے دار ٹہنی سرِ راہ پڑی ہوئی پائی، اس نے اس ٹہنی کو دور کر دیا۔ اس پر اللہ رب العزت نے اس کی قدردانی فرمائی اور اس کی بخشش فرما دی۔

یہ حدیث مبارک اپنے مفہوم میں بہت واضح ہے۔ اس میں خدمت انسانی کے بظاہر ایک معمولی کام کا عظیم الشان بدلہ بیان کیا گیا ہے۔ یہ ایک واقعہ کی مختلف تعبیرات بھی ہو سکتی ہیں۔ لیکن یہ زیادہ واضح ہے کہ یہ الگ الگ واقعات کا بیان ہو۔ المختصر یہ کہ لوگوں کی راہ میں رکاوٹ اور تکلیف کا باعث بننے والا پورا درخت، اس کی کوئی سادہ شاخ یا کوئی کانٹے دار ٹہنی یا کوئی اور چیز لوگوں کے راستے سے دور کر دینا اللہ کے نزدیک اتنا مقبول عمل ہے کہ اس کے بدلے جنت مل سکتی ہے۔

کفالت یتیم

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا، وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا۔ [صحیح بخاری: ۵۳۰۴، سنن ترمذی: ۱۹۱۸]

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں یوں ہوں گے۔ پھر آپؐ نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر اشارے سے وضاحت فرمائی۔

کوئی بچہ یا بچی بلوغت سے پہلے اگر سایۂ پدری سے محروم ہو جائے تو وہ یتیم کہلاتا ہے۔ انسان کی عمر کا یہ ایسا نازک مرحلہ ہوتا ہے جہاں اسے توجہ، نگہداشت، شفقت و پیار کی بالکل اس طرح طلب ہوتی ہے جس طرح ایک نرم ولطیف اور نوخیز پودے کو ایک فرض شناس باغبان کی ضرورت ہوتی ہے عمر کے اس حصے میں باپ جیسی مہربان شخصیت سے محرومی اس کی پوری زندگی پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہے، مثبت ومنفی دونوں اعتبار سے یہ خلا انسان کی شخصیت سازی میں بنیادی کردار کا حامل ہوتا ہے۔

کفالت یتیم ''باپ'' کا بدل تو نہیں ہو سکتی لیکن اس مرحلے میں بچوں کے لیے توجہ کی اہمیت کے پیش نظر شریعت اسلامیہ میں یتیموں کی کفالت کا قابل رشک ثواب اور بدلہ بیان کیا گیا ہے۔ یقیناً جنت کا نصیب ہونا اور پھر اس جنت میں حبیب رب العالمین محمد ﷺ کی رفاقت کا ملنا ایک ایسا تحفہ ہے جس پر جتنا بھی نازاں رہا جائے کم ہے۔ نبی کریم ﷺ خود اس یتیمی کے تلخ تجربے اور محبت پدری کی پُر درد محرومی سے خوب آشنا تھے، چنانچہ آپؐ دور یتیمی کی ضروریات اور تقاضوں کو کسی بھی دوسرے انسان کے مقابلے میں زیادہ بہتر طور پر جانتے تھے۔ اسی طرح آپ کو یہ مشاہدہ بھی حاصل تھا کہ اپنے بچوں کی موجودگی میں غیر کی اولاد کو اپنا سمجھ کر پالنا پوسنا کتنا مشکل کام ہے۔

دو بیٹیوں کی پرورش

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ عَالَ جَارِ يَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنَا وَهُوَ كَهَا تَيْنِ وَضَمَّ اَصَابِعَهُ۔ [صحیح مسلم: ۲۶۳۱]

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے دو لڑکیوں کی ان کی بلوغت تک پرورش کی، وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ان دو انگلیوں کی

Marfat.com

مانند ہوگا پھر آپ نے اپنی انگلیوں کو باہم ملایا۔

بادی النظر میں دو بچیوں سے مراد ''بیٹیاں'' ہوسکتی ہیں، لیکن بعض الفاظِ حدیث میں بیٹیوں کے ساتھ بہنوں اور رشتے کی دوسری لڑکیوں کا ذکر بھی آیا ہے، جس سے مفہوم کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسی طرح حدیث مذکور میں دو بچیوں کا ذکر ہے، جبکہ بعض دوسری روایات میں ایک لڑکی کی تربیت و پرورش پر بھی جنت کے حصول اور آگ سے حفاظت کی خوشخبری دی گئی ہے۔

ایک ایسے معاشرے میں جہاں بیٹیوں کو ناکارہ اور باعثِ ننگ و عار سمجھ کر زندہ درگور کردیا جاتا ہو وہاں پیغمبرِ اسلام کا بیٹیوں کی کفالت تربیت اور ان کے ساتھ شفقت و محبت کو ایک جنتی عمل قرار دے کر اس کی ترغیب دینا کتنی جرأت اور اہمیت رکھتا ہے، اس کا اندازہ ہر صاحبِ بصیرت بخوبی لگا سکتا ہے۔ پھر اس طرح کے جاہلانہ تمدن میں بیٹیوں کا پالنا واقعی ایک جہاد سے کم نہیں۔ چنانچہ اس کا اجر بھی بہت عظیم بتایا گیا ہے۔

بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے کی ظالمانہ رسم تو آج موجود نہیں ہے لیکن بیٹیوں کو معاشی بوجھ سمجھنے اور بیٹوں کو ان پر بلاوجہ ترجیح دینے کی عادتِ بد آج بھی ہمارے معاشرے میں موجود ہے، حالانکہ بیٹے یا بیٹی کی تخلیق کا معاملہ کسی کے اختیار میں نہیں۔ چنانچہ ان احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی اور اسوۂ حسنہ سے اللہ کی مشیّت کے بارے میں اعتقاد کی بھی اصلاح ہوتی ہے اور ان اعمال کی بھی جو فرسودہ اور جاہلانہ رسوم و رواج کے باعث بگاڑ کا شکار ہو چکے ہیں۔ بیٹیوں کے ساتھ لطف و عنایت کے بارے میں دو دلچسپ واقعات گذشتہ صفحات میں گزر چکے ہیں۔

[صحیح مسلم: ۲۶۳۰]

مونث اولاد کی تکریم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثٰى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْهُ وَلَدَهُ عَلَيْهَا (يَعْنِي الذُّكُوْرَ) يُدْخِلُهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ.

[ابوداؤد:۵۱۴۶، ابن ابی شیبۃ:۲۵۹۴۴]

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنی بیٹی کو نہ تو زندہ درگور کیا نہ اس کی توہین کی اور نہ ہی اس پر اپنی مذکر اولاد کو ترجیح دی، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمادے گا۔

نر اولاد کو مونث پر ترجیح دینے کی جاہلانہ عادت کئی انسانی معاشروں میں موجود رہی ہے۔ بعثتِ نبویؐ سے قبل عربوں میں یہ رسم اس حد تک ظالمانہ شکل اختیار کر چکی تھی کہ لوگ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے۔ بعد کے ادوار میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں زندہ درگور کر دینے کی صورت عام طور پر باقی نہیں رہی تاہم بیٹیوں کو بیٹوں پر فوقیت دینے کی معیوب عادت کسی نہ کسی طور پر باقی رہی، بلکہ مسلمان معاشرے بھی اس کے قبیح اثرات سے نہ بچ سکے۔

درج بالا حدیثِ رسولؐ کے انھی فرامین کا حصہ ہے جن میں آپؐ نے امت کو انسانی برابری اور اولاد میں تفریق و امتیاز سے اجتناب کا حکم دیا ہے اور خود آپؐ نے بیٹیوں کی عزت افزائی، تکریم واحترام اور ان کی بہترین تربیت کا عملی نمونہ پیش فرمایا اور اس حدیث میں اس سنت پر عمل کرنے والے کو جنت کی خوش خبری سے نوازا۔

والدین کی خدمت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: رَغِمَ اَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهُ، قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ وَالِدَیْهِ عِنْدَ الْکِبَرِ اَوْ اَحَدُهُمَا ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّةَ۔ [صحیح مسلم: ۲۵۵۱]

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں: آپؐ نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو (تین مرتبہ) پوچھا گیا: اے اللہ کے رسولؐ کس کی ناک خاک آلود ہو؟ آپ نے فرمایا: جس نے اپنے دونوں والدین یا کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور (اُن کی خدمت کر کے) جنت میں نہ جا سکا۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک اتنا اہم اور بلند درجے کا عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک

Marfat.com

میں اسے متعدد مقامات پر اپنی عبادت اور اپنے ساتھ شرک کی ممانعت کے بالکل متصل بعد ذکر کیا ہے۔اس عمل کی جتنی عظمت ہے اتنا ہی اس کا اجر وثواب بھی عظیم ہے جو جنت کی صورت میں بیان کیا گیا ہے یہ مفہوم اسی ایک حدیث مبارک پر موقوف نہیں بلکہ کئی احادیث اس معنی کے ساتھ وارد ہوئی ہیں۔ان میں والد اور والدہ کا الگ الگ تذکرہ بھی منقول ہے۔

ایک صحیح حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ فَاَضِعْ ذٰلِکَ الْبَابَ اَوِ احْفَظْهُ۔

[سنن ترمذی: ۱۹۰۱]

والد جنت کا درمیانی دروازہ ہے تم چاہو تو اسے ضائع کر دو اور چاہو تو اسے سنبھال رکھو۔

اسی طرح والدہ کے متعلق آپ کا مشہور ارشاد ہے:

اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ۔ [مسند احمد: ۸۹۹۶، سنن نسائی: ۳۱۰۴]

جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔

جھگڑے سے اجتناب، جھوٹ کا ترک اور حسنِ خُلق

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا زَعِیْمٌ بِبَیْتٍ فِیْ رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَکَ الْمِرَآءَ وَاِنْ کَانَ مُحِقًّا وَبِبَیْتٍ فِیْ وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَکَ الْکَذِبَ وَاِنْ کَانَ مَازِحًا وَبِبَیْتٍ فِیْ اَعْلَی الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ۔

[سنن ابو داود: ۴۸۰۰]

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں جنت کے احاطے میں اس شخص کے لیے گھر کا ذمہ دار ہوں جس نے حق پر ہونے کے باوجود لڑائی جھگڑے سے اجتناب کیا۔اور میں اس کے لیے جنت کے بیچوں بیچ گھر کا ضامن ہوں جس نے بطور مزاح بھی جھوٹ کا ارتکاب نہ کیا۔اور میں جنت کی بلندی پر اس شخص کے لیے گھر کا ذمہ دار ہوں جس نے اچھے اخلاق کو اختیار کیا۔

حدیث پاک میں تین الگ الگ صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے، لیکن تینوں صفات کا بدلہ اور

Marfat.com

ثوابِ جنت کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ البتہ ہر صفت کا مقام جنت کے اندر ہونے کے باوجود مختلف ہے جنت کا آغاز، جنت کا درمیان اور جنت کے بالائی درجے میں گھروں کی تعیین اللہ کی مشیت پر منحصر ہے، لیکن خوش آیند بات یہ ہے کہ ان مقامات کی تقسیم جنت کے اندرون میں واقع ہے اور روزِ قیامت جنت کے اندر چلے جانا ہی اتنی بڑی کامیابی ہے جس کا شکر ادا نہیں کیا جاسکتا۔ جنت کی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَوضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔ [صحیح بخاری: ۳۲۵۰]

جنت میں ایک چابک کے برابر جگہ پوری دنیا سے بہتر ہے۔

نکتے کی ایک یہ بات بھی ذہن میں آتی ہے کہ حسن خلق کا درجہ سب سے بلندی والا بتایا گیا ہے اور پہلی دو صفات بھی دراصل حسن خلق کے بغیر وجود میں نہیں آسکتیں۔ گویا اس بات کی قوی امید ہے کہ جنت میں پہلا اور دوسرا درجہ پانے والا بالآخر آخری درجات پر بھی فائز ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

تین جنتی لوگ

عَنْ عِيَاضِ بنِ حِمَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: اَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُوسُلْطَانٍ مُقسِطٍ مُوَفَّقٍ، وَرَجُلٌ رَحِيْمٌ رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِیْ قُرْبٰی وَمُسْلِمٍ، وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوعِيَالٍ۔ [صحیح مسلم: ۲۸۶۵]

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: تین قسم کے لوگ جنتی ہیں، پہلا بااختیار و باصلاحیت اور منصف مزاج عہدے دار، دوسرا ہر قرابت دار اور ہر مسلمان کے لیے مہربان و نرم دل انسان تیسرا ایسا ضرورت مند عیال دار جو کسی سے کچھ نہ مانگے۔

حدیث کے الفاظ میں پہلا شخص ایسا منصب دار افسر ہے جو اپنے زیر نگرانی امور اور افراد کے درمیان عدل و انصاف قائم رکھتا ہے اور اختیارات سے نہ تو ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے اور نہ ہی ان سے تجاوز کرتا ہے۔ اس میں تمام امور کو انجام دینے کی پوری صلاحیت بھی پائی جاتی ہے یعنی وہ

Marfat.com

اپنے عہدے کے معیار کے بالکل مطابق ہے۔

دوسرا شخص مہربانی ورحم دلی کی صفت سے متصف ہے۔ اس کا یہ مشفقانہ رویہ مخصوص افراد کے لیے نہیں بلکہ وہ تمام مسلمانوں اور اپنے تمام عزیز واقارب کے ساتھ اسی مزاج کا مظاہرہ کرتا ہے۔ بقول علامہ اقبال

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

تیسرا وہ صاحب عیال انسان ہے جو خاندان کے نان ونفقے کی ذمہ داریوں کے باعث ضرورت مند ہے لیکن وہ عزتِ نفس کا مالک ہے، اللہ پر متوکل ہے اور اپنے حال میں خوش ہے حاجت کے باوجود بھی کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کرتا۔

یہ تینوں افراد ایسی صفات کے حامل ہیں جو جنت میں لے جانے والی ہیں۔

مریض کی عیادت

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: مَامِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِماً غُدْوَةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْه سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْه سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ۔ [سنن ترمذی: ۹۶۹، سنن ابوداود: ۳۰۹۸]

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ نے فرمایا: اگر کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے شام تک دعائیں کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی شام کو عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے صبح تک اس کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جنت میں اسے چنے ہوئے پھل پیش کیے جائیں گے۔

مریضوں کی عیادت اور بیماروں کی تیمارداری ایک مہذب سماجی رویہ ہے، اسلام نے اس کا

Marfat.com

حکم دیا ہے اور اس کا عظیم اجر و ثواب بھی بیان کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر بار ہا عمل کر کے اپنی امت کو اس عمل کی فضیلت سے آگاہ فرمایا۔ مرض کی حالت میں فطرتاً انسان کو مایوسی اور ناامیدی کی کیفیت گھیر لیتی ہے، ایسے میں عیادت کرنے والے کی طرف سے صحت کی دعائیں اور شفایابی کی امید افزاء باتیں مریض کو بہت تقویت بخشتی ہیں اور وہ یاس و قنوطیت کے اندھیروں سے نکل کر زندگی کی روشنیوں میں آجاتا ہے۔ غالباً ایک دلِ مسلم کو سرور و خوشی بخشنے کا یہ عمل اللہ کو اس قدر محبوب ہے کہ اس کے پیغمبرؑ نے مریض کی عیادت کرنے والے کو متعدد احادیث میں جنت کی خوش خبری سے نوازا ہے۔ [دیکھیے: صحیح مسلم: ۴۱/ ۲۵۶۸]

عدل وانصاف

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُّوْرٍ اَلَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِيْ حُكْمِهِمْ وَاَهْلِيْهِمْ وَمَا وَلُوْا۔ [صحیح مسلم: ۱۸۲۷]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے ہاں وہ لوگ نور کے منبروں پر براجمان ہوں گے جو اپنے فیصلوں، اپنے ذاتی معاملات اور اپنی ذمہ داریوں میں عدل وانصاف کا رویہ اپناتے ہیں۔

اس حدیث کے الفاظ عدل وانصاف کے وسیع مفہوم اور جامع تصور کی وضاحت کر رہے ہیں، عادلانہ رویہ اور منصفانہ طرز عمل معاشرے میں محض عدالت یا جرگہ و پنچایت سے متعلق نہیں، بلکہ اصطلاح کے اعتبار سے عدل وانصاف کا برتاؤ انسان کے مجموعی تعامل سے جھلکنے والی صفت کا نام ہے، معاشرتی امور میں وقار و سنجیدگی، غیرت و حمیت، ٹھہراؤ اور بردباری، عدل کے دائرے میں آنے والی صفات ہیں، اسی طرح ہر لغو ولایعنی چیز سے اجتناب ہر بے ہودہ اور عبث فعل سے لاتعلقی نیز ہر مہمل اور بے کار حرکت سے دوری کا رویہ بھی عدل اور انصاف پسندی میں شامل ہے۔ عدل انسانی طبیعت میں تواضع، عجز وانکساری کے ساتھ ساتھ خندہ روئی اور لطافت کا

Marfat.com

بھی تقاضا کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عادلانہ اطوار میں شامل کئی صفات ایسی ہیں جو اکیلی اکیلی بھی جنت کا باعث ہیں، چہ جائیکہ جب یہ سب اکٹھی ہو جائیں تو جنت میں نور کے منبر ہی ان کے جلووں کا مرکز بنیں گے۔

ایمان اور لوگوں کے ساتھ پسندیدہ رویہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي سَفَرٍ فَقَالَ: مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُزَحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَلْتَاْتِهِ مَنِيَّته وَهُوَيُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَاْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِيْ يُحِبُّ أَنْ يُّؤْتىٰ اِلَيْهِ۔

[صحیح مسلم: ۱۸۴۴]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں آپؐ کے ساتھ تھے۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ آگ سے دور کر دیا جائے اور جنت میں داخل ہو جائے اسے موت ایسی حالت میں آنی چاہیے کہ وہ اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہو اور لوگوں سے اس طرح ملے جیسے وہ خود چاہتا ہے کہ لوگ اس سے ملیں۔

یہ حدیث بھی دراصل حسن خلق کی اہمیت واضح کرتی ہے۔ ساتھ ہی حسن اخلاق پر قائم رہنے کا ایک ایسا ضابطہ اور نسخہ بھی بتا رہی ہے جس پر عمل کرنے کے نتیجے میں انسان کے لیے ہمیشہ بااخلاق رہنا ممکن بن جاتا ہے۔ آدمی اگر اپنے ذہن میں یہ تصور مستحضر رکھے کہ جس طرح وہ خود یہ تمنا رکھتا ہے کہ لوگ اس سے اچھے اخلاق سے پیش آئیں بعینہٖ لوگ بھی اس سے ایسے ہی رویے کی خواہش رکھتے ہیں، محض یہ خیال ہی اسے بہتر اخلاق کا مظاہرہ کرنے پر مجبور کر دے گا بالآخر یہ رویہ اس کی عادت ثانیہ بن جائے گی۔

حدیث بالا میں بیان کردہ جامع اصول ایک دوسری صحیح حدیث میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔

Marfat.com

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی چیز پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔[صحیح مسلم: ۴۵]

حریت کا ثواب اور جدید غلامی

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً اَعْتَقَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْواً مِنْهُ مِنَ النَّارِ حَتّٰى فَرْجَهُ بِفَرْجِهٖ۔

[صحیح بخاری: ۶۷۲۱، صحیح مسلم: ۱۵۰۹]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: جس نے کوئی مسلمان گردن (غلام یا لونڈی) آزاد کی، اللہ تعالیٰ اس آزاد شدہ فرد کے ہر عضو کے بدلے (آزاد کرنے والے) کے ہر عضو کو آگ سے آزادی عطا فرمائیں گے یہاں تک کہ شرم گاہ کے بدلے شرم گاہ کو بھی آزادی مل جائے گی۔

قانونی اصطلاح کے اعتبار سے ''غلامی'' کی قدیم شکل اس وقت دنیا میں نہیں پائی جاتی لیکن اغوا، غصب، گروی ورہن، اور کئی ایک فرسودہ معاشرتی رسوم کی صورت میں غلامی کی کئی شکلیں آج بھی پائی جاتی ہیں۔حدیث میں اگرچہ اصطلاحی غلامی کی جانب اشارہ ہے لیکن فی زمانہ ظلم وجبر اور تعدی کی بنیاد پر عملاً غلامی کا المیہ آج بھی موجود ہے فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے غلاموں کی بھی بھیڑ بکریوں کی طرح منڈیاں لگتی تھیں مگر آج انسانی خرید وفروخت کا یہ مکروہ کاروبار تو موجود ہے لیکن اس نے جدید سرمایہ دارانہ معیشت کی قبائے زرین میں اپنے بدنما چہرے کو چھپالیا ہے۔

اصول قیاس کے مطابق غلامی کے ان ''مہذب'' شکنجوں سے انسانوں کی آزادی میں کردار ادا کرنا بھی ان شاء اللہ اسی اجر وثواب کا حامل ہوگا جس کا اوپر حدیث مبارک میں ذکر آیا ہے۔

کفن کا انتظام کرنا

عَنْ رَافِعٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَفَّنَ مَيِّتاً كَسَاهُ اللّٰهُ مِنْ سُنْدُسٍ وَاِسْتَبْرَقٍ فِی الْجَنَّةِ۔ [معجم الاوسط: از طبرانی، ۹۲۹۲]

Marfat.com

حضرت رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی میت کو کفن پہنایا اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں حریر وریشم کا لباس پہنائیں گے۔

مفلس ونادار انسان زندگی میں بھی اچھے اور بھرپور لباس سے محروم رہتا ہے۔ ایسے شخص کو یہ فکر بھی لاحق رہتی ہے کہ مرنے کے بعد اُس کے کفن کا انتظام کیوں کر ہوگا۔ معاشی ناہمواری کے ماحول میں غربت وگرانی کی افزائش کے سبب اس طرح کے ذہنی خدشات مزید بڑھ جاتے ہیں۔ ایسے میں تنگ دست ولاچار گھرانوں کی میتوں کے لیے کفن کا انتظام بہت حوصلے اور تسلی کی بات ہے۔ بظاہر تو یہ ایک معمولی سا کام ہے لیکن مالی عسرت میں مبتلا لوگوں کے لیے کفن کا بروقت مہیا ہو جانا بہت بڑی خدمت ہے۔ بالخصوص بدامنی اور قتل وغارت گری میں گرفتار جنگ زدہ معاشرے میں اس نیکی کی اہمیت دو چند ہو جاتی ہے جہاں آئے دن لاوارث لاشیں ملتی ہیں اور انھیں کفنانے دفنانے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اسی بنا پر شارع علیہ السلام نے اس نیکی پر جنت ملنے کا اعلان فرمایا ہے۔

میت کے لیے قبر کھودنا

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: مَنْ حَفَرَ لِاَخِيْهِ قَبْراً بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ۔ [معجم الاوسط: از طبرانی، ۹۲۹۲]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں کہ: آپؐ نے فرمایا جس نے اپنے کسی بھائی کے لیے قبر تیار کی، اللہ تعالیٰ جنت میں اُس کے لیے گھر بنائیں گے۔

کسی بھی میت کو دفن کرنا اُس کے بنیادی حقوق میں شامل ہے، اُس کا یہ حق زندہ انسانوں پر عائد ہوتا ہے کہ وہ فوت ہو جانے والے شخص کے لیے قبر کا انتظام کریں۔

قبر بنانے کی روایت حضرت انسان کی تخلیق کے ساتھ ہی شروع ہوگئی تھی۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ انسان کو اس کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے ایک کوے کے ذریعے اُس وقت سکھایا، جب آدم علیہ السلام کے ایک بیٹے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا تھا اور وہ اُس کی لاش کو ٹھکانے لگانے کے بارے میں سخت پریشان تھا، تب اللہ تعالیٰ نے ایک کوے کو بھیجا جو اس کے سامنے آ کر زمین

Marfat.com

کھودنے لگا، اس طرح قابیل کو اپنی بے چارگی کے احساس کے ساتھ قبر بنانے کا علم ہوا۔ یہ عبرت آموز واقعہ قرآن پاک کی سورہ مائدہ میں آیت نمبر ۲۷ تا ۳۱ بیان ہوا ہے۔

قبر کی کھدائی اور تیاری ایک سماجی خدمت ہے، یہ بھی ایک معمولی کام نہیں بلکہ اپنے اندر بے شمار حکمتوں اور انسانی مصالح کے باوصف بہت بڑی معاشرتی خدمت ہے۔ تمام آسمانی ادیان میں اسی لیے مردوں کو قبر میں دفنانے کی تعلیم دی گئی ہے، ورنہ برسرِ زمین سانس لینے اور زندگی کو برقرار رکھنے کا عمل دشوار سے دشوار تر ہوتا جاتا۔ آج دنیا میں نفاست و تازگی کے نام پر کارخانوں اور موٹر گاڑیوں کے دھوئیں سے پیدا ہونے والی آلودگی کا تو بہت شور کیا جاتا ہے لیکن روئے زمین پر لاکھوں کروڑوں انسانوں کے مُردہ جسموں کو آگ پر جلا ڈالنے سے ہوائیں کس قدر متعفن اور آلودہ ہو جاتی ہیں۔ اس بات کا سروے کرنے کی کسی کو جرأت نہیں۔

بیوہ کی کفالت

مَنْ كَفَّلَ يَتِيماً اَوْ أَرْمِلَةً اَظَلَّهُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ وَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ۔

[معجم الاوسط: از طبرانی، ۹۲۹۲]

جس نے کسی یتیم یا بیوہ کی کفالت کی، اللہ تعالیٰ اس پر اپنا سایہ نچھاور فرمائے گا اور اُسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

کفالتِ یتیم کی فضیلت اور جنت کی صورت میں اُس کے ثواب کے بارے میں کتاب میں الگ سے عنوان موجود ہے۔ یہاں یہ حدیث بیوہ کی کفالت کے ضمن میں ذکر کی جا رہی ہے۔ بیواؤں کے متعلق ہمیشہ سے معاشرے میں جاہلانہ رسوم و عادات موجود رہی ہیں، جن کی وجہ سے بیوائیں کئی ناروا پابندیوں اور ذہنی و نفسیاتی عوارض کا شکار ہوتی رہی ہیں۔ زمانے کی ترقی کا دعویٰ اور انسانوں کے باشعور ہو جانے کے زعم کے باوجود بھی آج کی بیوہ بدستور تکلیف و اذیت کا شکار ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے زمانے میں بیواؤں کی کفالت اور ان کے ساتھ شادی کر کے امت کے لیے بہت معتبر سنت قائم فرمائی، اور اس کے عوض جنت کی نوید سنائی۔

Marfat.com

بھوکے کو کھانا کھلانا، محتاج لباس کو کپڑے پہنانا، پیاسے کو پانی پلانا

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اَیُّمَا مُسْلِمٍ کَسَی مُسْلِماً ثَوْباً عَلَی عُرْیٍ کَسَاہُ اللّٰہُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّۃِ وَاَیُّمَا مُسْلِمٍ اَطْعَمَ مُسْلِماً عَلَی جُوْعٍ اَطْعَمَہُ اللّٰہُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّۃِ، وَاَیُّمَا مُسْلِمٍ سَقَی مُسْلِماً عَلَی ظَمْاءٍ سَقَاہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ مِنَ الرَّحِیْقِ الْمَخْتُوْمِ۔ [سنن ابوداود: ۱۶۸۲، سنن ترمذی: ۲۴۴۹]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی پاک حضرت محمد ﷺ سے بیان فرماتے ہیں کہ: آپؐ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی اپنے محتاج لباس مسلمان بھائی کو کپڑے پہنائے گا، اللہ تعالیٰ اُسے جنت کا نرم و نازک لباس پہنائیں گے۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو بھوک کے عالم میں کھانا کھلائے گا، اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے پھل کھلائے گا اور جو اپنے مسلمان بھائی کو تشنگی کے وقت پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت کا خوشبودار سربمہر مشروب پلائے گا۔

اس ایک ہی حدیث میں تین الگ الگ اعمالِ جنت کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔ یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی اپنی امت پر بے پناہ شفقت و رحمت کی بہت واضح دلیل ہے کہ ایک عمل کے ساتھ جڑے ہوئے دوسرے عمل کو بھی جدا اور علیحدہ حیثیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، اس طرح امت کو جنت کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کیے گئے ہیں۔ مثلاً کھانے کے ساتھ پینا بالعموم شامل ہوتا ہے اور شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے کہ کھانا کھلایا جائے اور پانی کا انتظام نہ ہو، لیکن رسول اللہ ﷺ نے صرف پانی پلانے کے عمل کو بھی اپنی جدا حیثیت میں جنت کا سبب قرار دیا ہے۔ اگرچہ پیاس کے عالم میں کسی کو پانی پلانے کی فضیلت اپنی جگہ برقرار ہے۔

فرض شناس غلام/ ملازم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عُرِضَ عَلَیَّ اَوَّلَ ثَلَاثَۃٍ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ شَھِیْدٌ، وَعَفِیْفٌ مُتَعَفِّفٌ، وَعَبْدٌ اَحْسَنَ عِبَادَۃَ اللّٰہِ وَنَصَحَ لِمَوَالِیْہِ۔

[سنن ترمذی: ۱۶۴۲]

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے جنت میں

Marfat.com

جانے والے پہلے تین افراد دکھائے گئے۔ ایک شہید، دوسرا پاک دامن اور سوال سے بچنے والا تیسرا وہ غلام جو ٹھیک سے اللہ کی عبادت بھی کرتا ہے اور اپنے مالکان کی خیر خواہی پر بھی عمل پیرا ہے۔

حدیث پاک میں بیان کردہ پہلے دو قسم کے افراد کا تذکرہ تو علیحدہ سے، اس کتاب کے ابواب میں موجود ہے، تیسری صنف غلام کی بیان کی گئی ہے، جس کا قانونی وجود آج کے زمانے میں نہیں پایا جاتا۔ البتہ الفاظِ حدیث میں اتنی وسعت ضرور موجود ہے کہ ایک فرض شناس اور نیک نہاد ملازم یا نوکر اس زمرے میں شامل ہوسکتا ہے۔ یہ بات اس لیے بھی قرین صواب ہے کہ بعض احادیث میں خادموں اور نوکروں کو بھی اپنے مالکان کے ساتھ نیکی میں شریک بتایا گیا ہے اور انھیں بھی جنت کی خوشخبری سے نوازا گیا ہے۔ [دیکھیے: عنوان، ایک لقمہ، تین جنتی]

مسلمان بھائی سے تعزیت

عَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَامِنْ مُؤْمِنٍ یَعْزِی اَخَاہُ بِمُصِیْبَۃٍ اِلَّا کَسَاہُ اللّٰہُ مِنْ حُلَلِ الْکَرَامَۃِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ [سنن ابن ماجہ: ۱۶۰۱]

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی بھی مومن اگر اپنے کسی مومن بھائی کی مصیبت میں اُسے تسلی و حوصلہ دیتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے قیمتی لباس پہنائیں گے۔

تعزیت، مرگ سمیت کسی بھی قسم کی مصیبت و آزمائش میں تسلی اور ہمت بندھانے کا نام ہے۔ یہ درحقیقت اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لانے کی ایک مومنانہ خدمت ہے۔ اسی لیے اس کا اجر بہت شان دار ہے۔ قیامت کے دن عزت وتکریم کی پوشاک پہننا دراصل جنت کے مترادف ہے۔ آج کی غموں اور دکھوں سے بھری ہوئی دنیا میں اس خدمت کی اہمیت دو چند ہوجاتی ہے۔ جہاں ہر چیز حتی کہ ہر معنوی جذبہ بھی قابل فروخت بنا دیا گیا۔ آج کوئی کسی کو اچھا مشورہ بھی بلاعوض نہیں دیتا، نہ کوئی اپنے مسلمان بھائی کو تسلی وحوصلے سے نوازتا ہے، ہر کوئی اپنی ہی

Marfat.com

فکر میں مگن اور اپنے ہی من میں مبتلا ہے۔خود غرضی کے اس ماحول میں حدیثِ پاک میں بیان کی گئی سنت کو زندہ کرنا کتنا مبارک عمل ہوگا، یہ حدیث کے الفاظ سے عیاں ہے۔

ستر پوشی

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَرٰی مُؤْمِنٌ مِنْ اَخِیْہِ عَوْرَۃً فَیَسْتُرُھَا عَلَیْہِ اِلَّا اَدْخَلَہُ اللّٰہُ بِھَا الْجَنَّۃَ۔

[معجم الاوسط: طبرانی، ۷۹۵]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مومن اگر اپنے بھائی کے کسی عیب کو دیکھ کر اُس پر پردہ ڈالتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور جنت میں داخل فرمائیں گے۔

عیب ونقص سے پاک ذات صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہے، کوئی بشر عیب سے پاک نہیں۔ یہ عیوب انسانوں میں بدنی بھی ہو سکتے ہیں اور اخلاقی ومعنوی بھی، البتہ ادب ومتانت کا دینی طریقہ یہ ہے کہ کسی کے عیوب افشا نہ کیے جائیں بلکہ اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انھیں حتی الامکان چھپانے کی کوشش کی جائے۔اسی عمل کو ستر پوشی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور حدیث میں اس کا اجر جنت کی صورت میں بتایا گیا ہے۔مگر جو لوگ حیا باختہ ہو کر خود اپنے عیوب اور مذموم افعال کی تشہیر کرتے پھریں ان کی پردہ داری ضروری نہیں کیونکہ انھوں نے خود اپنا یہ حق ساقط کر دیا ہے اور اللہ کے غضب اور سزا کو دعوت دی ہے۔اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے۔

كُلُّ اُمَّتِی مُعَافًی اِلَّا الْمُجَاهِرُوْن...... الحدیث

میری ساری امت کے لیے معافی ہے مگر اپنے گناہوں کا چرچا کرنے والوں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ چرچا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص رات کو کوئی گناہ کرے، صبح ہو تو اللہ نے اُس پر اپنا پردہ ڈال دیا ہو، مگر وہ خود بتاتا پھرے کہ دیکھو میں نے رات یہ یہ حرکت کی تھی۔

اللہ نے تو ساری رات اُس کے کیے پر پردہ ڈالے رکھا تھا مگر صبح ہوتے ہی وہ خود اللہ کا پردہ

Marfat.com

ہٹائے دے رہا ہے۔[صحیح بخاری: ۶۰۶۹، صحیح مسلم: ۲۹۹۰]

پسماندہ ماں سے تعزیت

عَنْ اَبِی بَرْزَةَ الْاَسْلَمِیِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: مَنْ عَزّٰی ثُکْلٰی کُسِیَ بُرْدًا فِی الْجَنَّةِ۔ [سنن ترمذی: ۱۰۷۶]

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ایسی ماں سے تعزیت کی جو اپنے بچے سے محروم ہو چکی ہو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں منقش چادر پہنائیں گے۔

عربی زبان میں ''ثکلی'' کا لفظ ایسی عورت کے لیے استعمال ہوتا ہے جس کا بچہ اس سے کھو جائے، گم ہو جائے یا فوت ہو جائے، چونکہ یہ ساری صورتیں بچے سے محرومی پر منتج ہوتی ہیں اس لیے ہم نے اوپر حدیث کے ترجمے میں ''محرومی'' کا لفظ اختیار کیا ہے۔ اولاد کے فوت ہونے یا کھو جانے کا درد ماں کے لیے نہایت سنگین ہوتا ہے، مر جانے کی صورت میں تو بالآخر قرار آ جاتا ہے لیکن بچے کے گم ہو جانے پر برسوں تک کسی پل چین نہیں آتا۔ ایسے غم واندوہ کے عالم میں ایک بے چاری ماں کو تسلی دینا، اُس کا دکھ بانٹنا اور اس کے درد میں شریک ہونا بلاشبہ بہت عظیم نیکی ہے جس پر جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ اسلامی معاشرے میں تعزیت وافسوس کی سنت میں تسلی و حوصلے کے ساتھ ساتھ ایک داعیانہ پہلو بھی موجود ہے، جو صبر وثبات، توکل اور اللہ کے فیصلوں کو بخوشی قبول کر لینے کی تلقین اور نصیحت کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ایک بیٹا آخری سانسیں لے رہا تھا، نزع کے عالم انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر تشریف لانے کی استدعا کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر تسلی ونصیحت کے یہ خوبصورت جملے فرمائے۔

اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهُ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهُ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ۔

Marfat.com

بے شک اللہ جو لے رہا ہے اور جو اس نے دیا تھا وہ اللہ ہی کا تھا اور اس کے ہاں ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے، لہٰذا (بچے کی ماں) کو صبر کرنا چاہیے اور ثواب کی نیت رکھنی چاہیے۔

[صحیح بخاری: ۱۲۸۴، صحیح مسلم: ۹۲۴]

آبنوشی کا انتظام

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم رَجُلٌ فَقَالَ: مَاعَمَلٌ اِنْ عَمِلْتُ بِهِ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ. قَالَ: اَنْتَ بِبَلَدٍ يُجْلَبُ بِهِ الْمَاءُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاشْتَرِبِهَا سَقَاءً جَدِيْداً ثُمَّ اسْقِ فِيْهَا حَتّٰى تَخْرِقَهَا فَاِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَهَا حَتّٰى تَبْلُغَ بِهَا عَمَلَ الْجَنَّةِ.

[معجم الکبیر: الطبرانی، ۱۲۶۰۵]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ: ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگا، کون سا عمل ہے جسے کرنے سے میں جنت میں جا سکتا ہوں؟ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ: کیا تمھارے علاقے میں پانی (دور سے) لایا جاتا ہے؟ اس شخص نے کہا جی ہاں، آپؐ نے فرمایا: کہ پھر تو تم ایک نیا مشکیزہ خریدو اور اس کے ذریعے (لوگوں کو) پانی پلانے کا بندوبست کرو، یہاں تک کہ وہ مشکیزہ بوسیدہ ہو جائے، بے شک تمھاری مشک کے بوسیدہ ہونے تک تم اس عمل تک پہنچ جاؤ گے جو جنت میں جانے کا سبب ہوگا۔

پیاسوں کو پانی پلانے کا اجر ایک الگ عنوان کے تحت پہلے بیان ہو چکا ہے، یہاں باقاعدہ آب نوشی کی ایک اسکیم کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جس سنگلاخ کوہستانی معاشرے سے تعلق تھا، وہاں حسب ضرورت پانی کی فراہمی میں تکلیف ومشقت سے آپؐ خوب آگاہ تھے۔ اس وقت کے حالات کے مطابق فراہمی آب کے ممکنہ وسائل وذرائع بھی آپؐ کے علم میں تھے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی عمل کے بارے میں سوال کرنے والے کو اس کے ماحول کے مطابق مشکیزہ خریدنے اور پھر اس کے ذریعے لوگوں تک پانی پہنچانے کا حکم فرمایا۔

تمدنی سہولتوں سے محروم صحرا و بیابان میں موجود انسانی آبادیاں آج بھی انھی مشکوں کی مدد سے پانی بھرنے اور استعمال کے لیے محفوظ رکھنے کا طریقہ اپنائے ہوئے ہیں۔ ان بے وسیلہ

Marfat.com

لوگوں کے لیے پانی سے بھرا ایک نیا اضافی مشکیزہ کتنی بڑی نعمت ہے، اس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنھیں اس بدوی بود و باش کا قریبی مشاہدہ یا عملی تجربہ حاصل رہا ہو۔ اس حدیث کے مطابق آج کے دور میں مشکیزے کے بدلے ذخیرۂ آب کے لیے سنگ وخشت کے تالاب کی تعمیر یا آہن و پلاسٹک کی ٹنکیوں کی تنصیب بھی اُسی اجر کی حامل ہوگی جس کا ذکر اوپر حدیث کے الفاظ میں آیا ہے۔ نیز کنوؤں کی کھدائی اور فراہمی آب کے لیے برقی مشینوں یا ہینڈ پمپ کی تنصیب، پائپ لائن اور نالیوں کے ذریعے پانی پہنچانے کا انتظام بھی یقیناً اس اجر کا مستحق ہوگا۔

تنگ دست کو ادائیگی معاف کرنا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِراً اَوْ وَضَعَ لَهُ اَظَلَّهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ.

[سنن ترمذی: ۱۳۰۶]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی تنگ دست کو (رقم کی ادائیگی میں) مہلت دی یا اس سے کچھ معاف ہی کر دیا، اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اُسے اپنے عرش کے سایے میں جگہ عطا فرمائیں گے۔ اُس دن اللہ کے علاوہ کسی کے پاس سایہ نہ ہوگا۔

کاروباری لین دین اور تجارتی معاملات میں پوری رقم کی ادائیگی بسا اوقات ممکن نہیں ہوتی یہ کمی بیشی باہمی رضامندی سے چلتی رہتی ہے۔ مشکل اس وقت پیش آتی ہے جب ایک فریق مالی خسارے یا کسی اور نقصان کے باعث بروقت رقوم کی ادائیگی پر قادر نہ رہے۔ تنگ دستی کے اس مرحلے پر دوسرا فریق اگر اسے واجب الاداء رقم کی واپسی میں مہلت دے دے یا اصل رقم میں سے کچھ معاف کر کے اس کا مالی بوجھ کم کر دے تو یہ نیکی حدیث پاک کے مطابق روز قیامت اسے سایۂ عرش سے مستفید ہونے کا موقع فراہم کرے گی۔ اللہ کی طرف سے یہ انعام دراصل جنت دیئے جانے کے ہی مترادف ہے۔

Marfat.com

تنگ دست کو مہلت دینا

عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اِنَّ رَجُلاً مَاتَ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ فَقِيْلَ لَهُ: مَاكُنْتَ تَعْمَلُ؟ قَالَ: فَاِمَّا ذَكَرَ وَاِمَّا ذُكِّرَ فَقَالَ كُنْتُ اُبَايِعُ النَّاسَ، اُنْظِرُ الْمُعْسِرَ وَاَتَجَوَّزُ فِي السِّكَّةِ اَوْفِي النَّقْدِ فَغُفِرَلَهُ۔ [صحیح مسلم: ۱۵۶۰]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص فوت ہوا اور جنت میں چلا گیا، اُس سے پوچھا گیا کہ تم کیا عمل کرتے تھے؟ جواب میں اس نے اپنی یادداشت سے یا کسی کے یاد دلانے پر بتایا کہ میں لوگوں کے ساتھ کاروبار کرتا تھا، چنانچہ تنگ دست سوداگر کو میں مہلت دے دیا کرتا اور (اس پر عائد) رقم میں تخفیف کر دیتا تھا۔ اسی بنا پر اُس کی مغفرت کر دی گئی۔

یہ حدیث پہلے والی حدیث کے قریب المعنی ہے۔ دونوں حدیثوں میں رقم کی ادائیگی میں مہلت اور کچھ رقم کی معافی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ البتہ پہلی حدیث میں عرش الٰہی کے سایے اور دوسری حدیث میں واضح طور پر مغفرت اور جنت میں داخلے کی بشارت دی گئی ہے۔

قرض کی فراہمی اور معافی

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ وَكَانَ يَقُوْلُ لِفَتَاهُ: اِذَا اَتَيْتَ مُعْسِراً فَتَجَاوَزْ عَنْهُ، لَعَلَّ اللّٰهَ يَتَجَاوَزُ عَنَّا، فَلَقِيَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ۔ [صحیح بخاری: ۲۰۷۸، صحیح مسلم: ۱۵۶۲]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، وہ اپنے ملازم سے کہتا: جب تم (وصولی کے لیے) کسی بدحال کے پاس جاؤ تو اس سے صرفِ نظر کرنا، ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سے بھی درگزر فرمائے۔ پھر (فوت ہونے کے بعد) اس کی ملاقات اللہ رب العزت سے ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمایا۔

Marfat.com

زندگی میں بسا اوقات میسر رقم سے ضروریات پوری نہیں ہوسکتیں، چنانچہ قرض کا حصول ایک مجبوری بن جاتا ہے۔ ایسی صورت میں نقد رقم یا کوئی اور جنس ادھار لینا شریعت اسلامی میں جائز قرار دیا گیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی قرض سے بچنے کی ترغیب اور لیے ہوئے قرض کی واپسی میں لیت و لعل یا انکار پر سخت وعید بھی سنائی گئی ہے۔ دوسری طرف قرض فراہم کرنے کو ایک سماجی خدمت کے طور پر دیکھا گیا ہے۔ اسی بنا پر قرض کی فراہمی کو بطور کاروبار اختیار کرنا اور پھر اس قرض پر منافع حاصل کرنا حرام ہے، یہی عمل سود (ربا) کہلاتا ہے اور شریعت میں اس کی حرمت، ظلم اور انسانوں کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے اور ان کا استحصال کرنے کی وجہ سے ہے۔

مدد اور تعاون کی نیت سے قرض دینے کے بعد اگر کوئی صاحب خیر اپنے مقروض کی کمزور مالی حالت کو دیکھ کر اُس کا کچھ یا پورا قرض معاف کر دے تو حدیثِ بالا کے مطابق یوم حساب اللہ تعالیٰ اُس کے معاملات سے بھی درگزر فرمائیں گے۔ پھر اس کے بعد جنت میں داخلہ یقینی ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

مطلقاً قرض کی فراہمی کے عوض جنت ملنے کے امکان سے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا پایا: کہ صدقے کا اجر دس گنا ہے لیکن قرض دینے کا اجر اٹھارہ گنا ہے۔

[سنن ابن ماجه:۲۴۳۱]

کمزور کے ساتھ نرمی، والدین کے ساتھ شفقت، مملوک کے ساتھ احسان

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ نَشَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَاَدْخَلَهُ جَنَّتَهُ، رِفْقٌ بِالضَّعِيْفِ، وَشَفَقَةٌ عَلَى الْوَالِدَيْنِ وَاِحْسَانٌ اِلَى الْمَمْلُوْكِ۔ [سنن ترمذی: ۲۴۹۴]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں جس میں ہوں گی، اللہ تعالیٰ اسے اپنے حفظ و امان میں سمیٹ لے گا اور اسے اپنی

Marfat.com

جنت میں داخل فرما دے گا۔ (پہلی چیز) کمزور کے ساتھ نرمی، (دوسری) والدین پر رحم، (تیسری) غلام کے ساتھ احسان۔

بعض احادیث میں یہ تینوں صفات الگ الگ بھی وارد ہوئی ہیں اور ان میں سے ہر ایک پر جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ البتہ حدیث بالا میں یہ صفات یکجا بیان کر دی گئی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب بندۂ مومن میں کوئی صفتِ جنت پیدا ہو جاتی ہے تو وہ تنہا اپنے تک محدود نہیں رہتی بلکہ دیگر کئی صفاتِ جنت کو بھی اپنی جانب منعطف کر لیتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کی رحمت شاملِ حال ہو تو معمولی نیکی بھی جنت کے قابل ہو سکتی ہے۔ لیکن نیکیوں کے معاملے میں انسان کو کم پر قناعت کے بجائے کثرت کا حریص ہونا چاہیے۔ چنانچہ احادیث میں جہاں کہیں بھی ایک سے زائد دو، تین یا چار، پانچ، چھ یا سات صفات کا تذکرہ آیا ہے، وہاں غالباً اسی کثرت کو حاصل کرنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

مسلسل طلبِ علم

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم : لَنْ یَّشْبَعَ مُؤمِنٌ مِنْ خَیْرٍ حَتّٰی یَکُوْنَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةَ۔ [سنن ترمذی، ۲۶۸۷]

وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: مَنْ سَلَکَ طَرِیْقاً یَلْتَمِسُ فِیْهِ عِلْماً سَهَّلَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِیْقاً اِلَی الْجَنَّةِ۔

[مسند احمد: ۷۴۱۸، صحیح مسلم: ۲۶۹۹]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کبھی بھی حصولِ علم سے سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنی آخری منزل جنت تک پہنچ جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ارشاد گرامی ہے، جو شخص تلاش علم کی راہ پر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان بنا دیتے ہیں۔

حصولِ علم کی سماجی وتمدنی اہمیت کسی پر مخفی نہیں۔ اسے حدیث مبارکہ میں "خیر" جیسی جامع

Marfat.com

صفت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کسی بھی دین کے مقابلے میں علم کی فضیلت ومنزلت اسلام میں سب سے نمایاں طور پر واضح کی گئی ہے۔ اور اس کی آخری منزل جنت بیان کی گئی ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ زندگی کے دوران کوئی مرحلہ ایسا نہیں جہاں انسان کی علمی ضرورت پوری ہو جائے اور تشنگی دور ہو جائے۔ یہ ایسی پیاس ہے جو علم دوست حضرات کو موت کی دہلیز تک لگی رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سارے کبار اہلِ علم، تابعین اور آئمہ، موت تک طلب علم کو ضروری خیال کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام حسن بصریؒ اور بہت سے اکابرین سے یہ تلقین اور تعامل منقول ہے۔ [دیکھیے: مفتاح دار السعادۃ ص ۷۴]

آج امتِ اسلام کا المیہ یہی بے علمی ہے، اسی لیے وہ پسماندہ اور دوسروں کی دست نگر ہے۔ حالانکہ علم کا شوق اور اس سے تعلق مضبوط ہو تو آخرت کی جنت بھی یقینی ہے اور دنیا بھی جنت کے مشابہہ ہو سکتی ہے۔

علوم دینیہ کی تدریس

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : مَامِنْ رَجُلٍ تَعَلَّمَ كَلِمَةً اَوْ ثِنْتَیْنِ اَوْ ثَلَاثاً اَوْ اَرْبَعاً اَوْ خَمْساً مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَیَتَعَلَّمُهُنَّ وَ یُعَلِّمُهُنَّ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ [کنز العمال: ۲۸۸۶۱]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بھی شخص جو ایک دو یا چند ایسی باتیں سیکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دی ہیں، پھر یہ باتیں وہ اور لوگوں کو سکھاتا ہے، (اپنے اس عمل کے بدلے) وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔

اللہ کی فرض کردہ اشیا سے مراد حلال وحرام، فرض واجب اور اوامر ومناہی کا علم ہے۔ کیونکہ زندگی میں اطاعت وفرماں برداری کا انحصار اسی علم پر ہے۔ تعلیم وتعلم کا یہ سلسلہ یقیناً بہت سارے لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کا باعث بنتا ہے۔ چنانچہ کسی کو ہلاکت کی راہوں سے موڑ کر نجات و کامرانی کی شاہراہ پر ڈال دینا یقیناً اتنی بڑی نیکی ہے کہ اس پر جنت کی نوید سنائی گئی ہے۔

Marfat.com

حیوان پر شفقت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: بَیْنَمَا رَجُلٌ یَمْشِیْ بِطَرِیْقٍ اِشْتَدَّ عَلَیْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْراً فَنَزَلَ فِیْهَا فَشَرِبَ، ثُمَّ خَرَجَ فَاِذَا كَلْبٌ یَلْهَثُ یَأْكُلُ الثَّرٰی مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبُ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلَ الَّذِیْ كَانَ قَدْ بَلَغَ مِنِّیْ، فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَاءَ خُفَّهٗ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ اَمْسَكَهٗ بِفِیْهِ حَتّٰی رَقِیَ فَسَقَی الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ، فَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ، قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لَنَا فِی الْبَهَائِمِ اَجْراً؟ فَقَالَ: "فِیْ كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ"

[صحیح بخاری: ۲۳۶۳، صحیح مسلم: ۲۲۴۴]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرتبہ کوئی شخص چلا جارہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی۔ اس نے ایک کنواں دیکھا تو اس میں اتر کر اپنی پیاس بجھالی، وہ جیسے ہی باہر نکلا اس نے دیکھا کہ ایک کتا شدت پیاس سے زمین چاٹ رہا ہے۔ اس نے کہا کہ یقیناً یہ کتا بھی پیاس کے باعث ویسی ہی تکلیف میں مبتلا ہے جیسی مجھے تھی، چنانچہ وہ دوبارہ کنویں میں اترا، اس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا اور اسے اپنے منہ سے پکڑ کر باہر نکل آیا اور کتے کو پانی پلا دیا۔ (اس کے اس عمل پر) اللہ نے اس کی قدر دانی فرماتے ہوئے اس کی مغفرت فرمادی اور اسے جنت میں داخل فرما دیا۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا ہمیں جانوروں کے معاملے میں بھی اجر ملے گا؟ آپ ؐ نے فرمایا: کہ ہر زندہ جگر میں اجر ہے۔

یہ حدیث ایک حیوان کے ساتھ رحم دلی اور حسن سلوک کے برتاؤ پر مغفرت اور جنت عطا ہونے کی بہت واضح دلیل ہے۔ اگرچہ بعض موذی جانوروں کو مار ڈالنے کی اجازت دی گئی ہے۔ تاہم تکلیف کے عالم میں کسی بھی حیوان کے ساتھ مہربانی جنت جیسے عظیم ثواب کی موجب ہے۔

حیوان سے شفقت پر جنت ملنے کی ایک دلیل یہ بھی ہوسکتی ہے کہ حیوان سے بدسلوکی، جہنم

Marfat.com

کا باعث بن جاتی ہے۔اس بارے میں ایک واقعہ سناتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عُذِّبَتْ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ، فَدَخَلَتْ فِي النَّارِ، لَاهِيَ اَطْعَمَتْهَا وَسَقَتْهَا اِذْ حَبَسَتْهَا، وَلَا هِيَ اَطْلَقَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ۔

[صحیح بخاری: ۲۳۶۵، صحیح مسلم: ۲۲۴۲]

ایک عورت بلی کو قید کرنے کے باعث عذاب میں گرفتار ہو کر جہنم میں چلی گئی۔اس نے قید کی حالت میں نہ تو بلی کو کچھ کھانے پینے کے لیے دیا اور نہ ہی اسے آزاد کیا کہ وہ حشرات الارض کھا کر گزارہ کرتی۔

خود نبی رحمت ﷺ کی تعلیمات میں بھی چرند و پرند کے ساتھ ظلم و زیادتی پر سخت وعید فرمائی گئی ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ہم نے ایک فاختہ کو اپنے دو بچوں کے ساتھ دیکھا، ہم نے بچوں کو پکڑ لیا، اتنے میں فاختہ آئی اور پھڑ پھڑانے لگی، آپؐ نے یہ ماجرا دیکھا تو پوچھا کہ کس نے اس فاختہ سے بچے چھین کر اسے اذیت دی ہے؟ اس کے بچے فوراً واپس کردو۔اسی سفر میں آپؐ کی نظر چیونٹیوں کے گھروندوں پر پڑی، انھیں ہم نے جلا دیا تھا۔آپؐ نے فوراً پوچھا انھیں کس نے جلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ ہم نے کیا ہے۔آپؐ نے تنبیہاً فرمایا: کسی کو آگ کا عذاب صرف آگ کا رب ہی دے سکتا ہے۔[سنن ابو داود: ۲۶۷۵]

اس نوع کے مزید واقعات بھی کتب سیرت واحادیث میں پائے جاتے ہیں۔

[دیکھیے: صحیح مسلم: ۱۹۵۶، ۱۹۵۸، ۲۱۱۷، ۲۱۱۸]

حیوان پر رحم اور گناہوں کی مغفرت

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: غُفِرَ لِامْرَءَةٍ مُوْمِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلٰى رَاْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ، فَنَزَعَتْ مُوْقَهَا فَاَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَاسْتَقَتْ لَهُ بِهِ فَسَقَتْهُ فَغُفِرَلَهَا بِذٰلِكَ۔

[صحیح بخاری: ۳۳۲۱، صحیح مسلم: ۲۲۴۵]

Marfat.com

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ آپؐ نے بیان فرمایا: ایک بدکار عورت کی بخشش کر دی گئی۔ اس کا گزر ایک کتے کے پاس سے ہوا، جو ایک کنویں کے قریب شدید پیاس کے عالم میں ہانپ رہا تھا۔ پیاس اسے مارے دے رہی تھی، اس عورت نے اپنا موزہ اتار کر اپنے دوپٹے سے باندھا اور اس کے ذریعے کنویں سے پانی نکال کر کتے کو پلایا، اس عمل کے نتیجے میں اس کی مغفرت کر دی گئی۔

اس حدیث کی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ بنی اسرائیل میں پیش آیا تھا۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ اس حدیث میں ایک گناہ کبیرہ کے باوجود عورت کی مغفرت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جب کہ اس سے پہلے والی حدیث میں کسی گناہ کا ذکر موجود نہیں بلکہ مطلق مغفرت اور جنت میں داخلے کی بات کی گئی ہے۔

مغفرت اور جنت کا سبب بنے والا عمل دونوں حدیثوں میں البتہ یکساں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے گزشتہ امت کا یہ واقعہ بیان فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ فضیلت و مغفرت کا یہ حکم امت محمدیہؐ میں بھی جاری وساری ہے۔

......❀......❀......❀......

Marfat.com

ادارہ معارف اسلامی کی علمی و تحقیقی کتب

تفہیم الاحادیث (۸ جلدیں)
سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
تخریج و ترتیب: مولانا عبدالوکیل علوی

رحمۃ للعالمینؐ (اوّل، دوم)
قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری

سیرت محسن اعظمؐ
میاں محمد نواز مرحوم

اقضیۃ الرسولؐ
(رسولؐ اللہ کے عدالتی فیصلے)
امام ابن الطلاع اندلسی ترجمہ: ڈاکٹر ضیاء الرحمان اعظمی

رسول رحمتؐ تلواروں کے سائے میں
(اوّل تا چہارم)
حافظ محمد ادریس

معجزات سرور عالمؐ
ولید الاعظمی
ترجمہ: حافظ محمد ادریس

جنت کے پھول از گلدستہ رسولؐ
(اربعین للاطفال)
مفتی محمد مسلم منصوری

معطر کلمات
امام ابن تیمیہؒ
ترجمہ: مولانا گل زادہ شیرپاؤ

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
حافظ محمد ادریس

حدیث میں سید مودودیؒ کی خدمات
ڈاکٹر محسنہ عظیم

جنت پکارتی ہے
رضی الدین سید

مولانا فتح محمدؒ
حیات و خدمات

ملنے کا پتا
مکتبہ معارف اسلامی منصورہ، لاہور۔ پوسٹ کوڈ: 54790
فون: 042-35419520-4, 35432419